الٰہی غنچۂ اُمّید بُکشا

ظہورُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم

شجرہ نسب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از آدم علیہ السلام

مؤلف:
شیخ دین محمد

تحقیقات

ر ا
م د ظ

الٰھی غنچہ اُمید بکشاء

مُسمّٰے بہ

شجرہ نسب

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

از

آدم علیہ السلام

مصنفہ

شیخ دین محمدؐ

آن مرد جنتیست کہ در دین محمدؐ است

(وہ مرد جنتی ہے جو دین محمدؐ کا پیرو کار ہے)

فہرست مضامین

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الکَرِیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

استدعاء بدرگاہِ ربُ العلیٰ

الٰہی بخش دے توفیق مجھ کو ۔۔۔ نہانی بھید کا ہے علم تجھ کو

توہی ہے جاننے والا خفی کا ۔۔۔ ہمارے ہادیٔ دین و شفیع کا

ارادہ کر لیا اس ناتواں نے ۔۔۔ کہ شجرۂ نسب پیغمبر کا جانے

توئی ہے رہبری کرنے کے لائق ۔۔۔ کہ ہوں میں شجرۂ خالص کا شائق

دکھا دے راہ خالص اے رحیما ۔۔۔ کرم کر نور وحدت سے کریما

زبان کو مخزن تقریر کر دے ۔۔۔ دہن کو معنئ گوہر سے بھر دے

کمیت خامہ کو میرے لگا پر ۔۔۔ پہنچ جائے وہ مقصد کی جگہ پر

تیرے محبوب کے شجرہ کی تحریر ۔۔۔ کروں مرقوم دل میں ہے یہی چیز

مکمل کر لکھوں اسماء گرامی ۔۔۔ کہ آدم سے ہوئے جتنے عظامی

جو تونے نور آدم کو تھا بخشا ۔۔۔ وہ اس سے نور کس کس کو ہے پہنچا

امینوں کا شمار اس میں کیا ہے ۔۔۔ کہ کس کس نے امانت کو لیا ہے

خطاء اس میں اگر ہووے محالا ۔۔۔ خطا کاروں کا ہے تو بخشنے والا

تو بخش اپنی رحمت سے خطائیں ۔۔۔ اسؐ شجرۂ نسب حضرتؐ میں جو آئیں

ہے بیکس و بے سازو ساماں

تیرے محبوب کا پکڑا ہے داماں

بندہ شیخ دین محمدؐ

یقین (عفی عنہ)

سببِ تالیف

عموماً کتبِ تواریخ اسلام ونسب نامہائے از آدم تا رسولِ مقبول ﷺ کے مطالعہ سے شجرۂ نسب رسولِ اکرم ﷺ میں اختلاف بھی ہے۔ متفقہ طور سے کسی محقق نے فیصلہ نہیں کیا، بلکہ کتبِ تواریخ میں جہاں نسب کا سلسلہ شروع کیا، اختتام کو نہ پہنچایا۔ اگر لکھا تو ساتھ ہی شبہ کا اشارہ کیا اور یہ روایت حضرت عباسؓ ھبوطِ آدم سے ظہورِ رسولِ پاک ﷺ تک سات ہزار تین سو (۷۳۰۰) سال کا عرصہ ہے اور اس عرصہ میں نسابین نے اڑتالیس (۴۸) کی تعداد میں اسماءِ گرامی تحریر فرمائے ہیں اور تشریح اس طرح کی ہے کہ حضرت آدمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے درمیان انیس (۱۹) واسطے ہیں اور حضرت رسولِ پاک ﷺ اور حضرت عدنانؑ کے درمیان بھی انیس (۱۹) واسطے ہیں جو رسولِ پاک ﷺ نے خود اپنی زبانِ مبارک سے فرمائے ہیں جو صحیح ہیں۔ باقی رہا حضرت اسماعیلؑ اور حضرت عدنانؑ کے درمیانی واسطے۔ یہ سب نے چھ اور نو کے درمیان تحریر کئے ہیں لیکن با اتفاق اسماء درج نہیں اور ساتھ ہی اس واقعہ پر یہ بھی تحریر کر دیا ہے کہ چالیس تک حد ہے لیکن اسماء درج نہیں کئے۔ چنانچہ اس درمیانی وقت کی مدت کو دو ہزار چھ سو (۲۶۰۰) سال لکھا ہے۔ اس عرصہ میں چھ اور نو کی تعداد تو بالکل غلط معلوم ہوتی ہے البتہ جو حد چالیس تک کے الفاظ ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ چالیس یا اس سے کچھ زیادہ اسماء ہوں گے البتہ علامہ ابن خلدون کی کتاب ثانی کا ترجمہ اردو میں علامہ حکیم احمد حسین نے کیا ہے۔ اس میں اس درمیانی سلسلہ کو اس طرح حل کیا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ اور عدنانؑ اول کے درمیان اڑتیس (۳۸) واسطے ہیں اور ان کے اسماء بھی درج کئے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ ارمیا نبی کے زمانہ میں عدنان اول ہوا ہے جو ۶۰۰ قبل از مسیح تھا۔ اس وقت ارمیا نبی نے اپنے کاتب وحی برخیا سے عدنان اول کا نسب نامہ تحریر کرایا اور اس کے بعد کا عدنان اول سے عدنان دوم تک کا نسب نامہ الطبرؔ انے لکھا ہے اور اس ترتیب سے شجرۂ نسب مکمل ہو جاتا ہے۔ جس سے حضرت آدم علیہ السلام اور رسول پاک ﷺ کے درمیان اٹھاسی (۸۸) واسطے شمار میں آتے ہیں۔ اور ہر طریقہ سے صحیح بھی ہے اس لیے ان تحقیقات کے بعد اس شجرۂ نسب رسولِ پاک ﷺ کو سپردِ قلم کر کے ضبط تحریر میں لایا ہوں۔ اگر اس میں کوئی خطاء سرزد ہوئی ہو تو اللہ کریم کی بارگاہ پاک میں استدعا ہے کہ وہ اپنی رحیمی اور کریمی سے اس عاجز کو معاف فرمائے۔ بتقاضائے بشریت انسان بھول میں پڑنے کا مجرم اور خطاوار ہے البتہ اس اشتیاق میں قرآن کریم اور کتب ہائے نساب وکتبِ تواریخ اسلام وسیرتِ نبوی ﷺ کے جو نسخے دستیاب ہو سکے اپنی علمی لیاقت کے مطابق ان کی سیر کی اور توریت، انجیل موجودہ زمانہ کو بھی دیکھا۔ مطالعہ کردہ کتب حسبِ موقع تحریر

میں لایا ہوں، خاص کر جواہر فرید سے مجھے امداد ملی ہے۔ جہاں تک میرے خیالِ ناقص میں صحیح معلوم ہوا۔ ضبط تحریر میں لا کر پیش نظر شائقین انساب کرتا ہوں۔ ساتھ ہی یہ بھی استدعا کرتا ہوں کہ خطائے سہو کو للّٰہ نظر انداز کر کے نکتہ چینی کو پس انداز کریں اور میرے لیے دعاءِ مغفرت فرما کر ثوابِ دارین کے خواستگار رہوں اور اس ایک بیتِ معروفہ عام پر ختم کرتا ہوں۔

سپردم بتو مایہ خویش را　　تو دانی حسابِ کم و بیش را

(میں تجھے اپنی پونجی سونپ چکا ہوں)　　(کمی بیشی کا حساب تو خود جانتا ہے)

التجاء بدرگاہِ ربُ العلی

خداوندا گنہ گارم گناہِ بےعدد دارم　　رہائی کن زگنہانم توئی غفار یااللہ

(اے اللہ! میں گناہگار ہوں، بے حساب گناہ رکھتا ہوں)　　(مجھے گناہوں سے چھٹکارا دیدے، اے اللہ تو ہی غفار ہے)

بتاریخ
۳ شوال
بروز جمعہ ۱۳۵۷ ھ

مصنف
حقیر پر تقصیر بندہ
شیخ دین محمدؐ
دوسوہا بقلم خود

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰانِ الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبِّ یَسِّرۡ وَلَا تُعَسِّرۡ وَ تَمِّمۡ بِالۡخَیۡرِ

حمد و ثناء

حمد بے حد مر خدائے پاک را　　　آنکہ ایماں داد مشتِ خاک را

(بے انتہا تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے خاص ہیں)　　　(جس نے مشتِ خاک کو ایمان عطا کیا)

حمد اور صفت وثناء کے لائق وہی ذاتِ وحدہٗ لاشریک ہے۔ جو ازل سے ابد تک موجود اور معلوم تھی اور ہے اور ہوگی اور وہ خدا جس کا نام صفات کمالیہ کے ساتھ خدائے وحدہٗ لاشریک رکھا گیا۔ اور وہی پیدا کرنے والا اور ترتیب دینے والا عرش وکرسی لوحِ محفوظ زمین وآسمان سورج چاند اور سیاروں کا ہے اور پیدا کرنے والا سب عالمِ ملائکہ۔ جن وآدم اور درند، چرند، پرند حشرات الارض شجر وحجر مرغانِ بحری وبری کا ہے۔ جس کا علم اسی کی ذات باصفات کے قبضہ قدرت میں ہے، مارنے والا اور پھر زندہ کرنیوالا اور قائم کرنے والا دن قیامت کا، روزِ جزا میں قاضی بے مثل لاشریک واسطے لینے حساب کتاب اپنی مخلوق کا اور بخشش کرنے والا اپنے بندوں پر بعد حساب کتاب کے اور رکھنے والا اپنے بندوں کو ہمیشہ کے لیے باغِ رضوان میں اور جس نے اپنا فیضانِ رحمت اپنے بندوں پر روزِ ازل سے جاری رکھا ہوا ہے مثلاً

بیت :

کس ز بحرِ فیض جودش در جہاں محروم نیست　　　پشت ماہی پر درم مشتِ صدف پُر گوہر ست

(اسکے جود وکرم کے سمندرِ فیض سے جہاں میں کوئی محروم نہیں)　　　(مچھلی کی پیٹھ درہم سے منقش ہے اور سیپی کا پیٹ موتیوں سے بھرا ہوا ہے)

وہ ذات باصفات جس کی تسبیح وتقدیس تہلیل وتحمید میں مخلوق ملائکہ آسمانوں پر روزِ ازل سے تا بہ حشر مشغول ہیں اور رہیں گے کسی بزرگ نے لکھا ہے۔

قطعہ :

خدا در انتظار حمد ما نیست
محمد ﷺ چشم بر راہِ ثنا نیست

(خدا تعالیٰ ہماری حمد کے انتظار میں نہیں ہیں)
(محمدؐ بھی تعریف کے لئے چشم براہ نہیں ہیں)

خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس
محمد ﷺ حامدِ حمدِ خُدا بس

(خدا تعالیٰ ہی آنحضرت کی مدح آفرینی کیلئے کافی ہیں)
(محمدؐ خدا تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کیلئے کافی ہیں)

مناجاتے اگر خواہی بیاں کرد
بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد

(اگر تو مناجات بیان کرنا چاہتا ہے)
(تو اس ایک شعر پر قناعت کر سکتا ہے)

محمد ﷺ از تو میخواہم خدا را
الٰہی از تو حُبِّ مصطفیٰ را

(محمدؐ! آپ سے میں خدا تعالیٰ کو مانگتا ہوں)
(الٰہی! تجھ سے محمد مصطفیٰؐ کی محبت کا سوال کرتا ہوں)

ابتدائے عالم ارادہ ازلی:

جب خالقِ حقیقی لازوال نے اپنی خدائی کے ظہور کا ارادہ کیا تو اپنے نور سے نورِ محمد ﷺ کو جُدا کیا، وہ نور ایک ہزار (۱۰۰۰) برس عظمتِ الٰہی کے مشاہدے اور سجدہ وتسبیح میں مصروف رہا۔ حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ نور دس ہزار (۱۰،۰۰۰) برس عالم تحیر میں مشغولِ عبادت رہا، پھر حق تعالیٰ نے اس نور سے ایک گوہر سبز پیدا کیا۔ اس گوہر کو جب نظرِ ہیبت سے دیکھا تو وہ گوہر پانی ہوگیا اور اسی گوہر سے ہوا پیدا کی اور اس پانی کو ہوا پر رکھا اور اسی گوہر سے عرش بنایا اور عرش کو اس پانی پر رکھا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے **فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ** پھر اسی گوہر سے آگ پیدا کی اور آگ سے پانی کو جوش دیا، اس سے بھاپ پیدا ہوئی، اس بھاپ کا آسمان بنا اور پانی پر جو کف پیدا ہوئی اس سے زمین بنی، جس وقت یہ کام شروع کیا اس وقت کا نام ستّہ رکھا۔ آسمان پر سورج، چاند، سیارے، عرش کرسی، لوح محفوظ بنا کر لگائے، جب یہ سب کام تیار ہو چکا تو اس وقت کو چھ دنوں میں تقسیم کیا اور آخری دن کا نام جمعہ رکھا جو فارغ البالی کا وقت تھا۔ پہلے دن کا نام ستّہ ہفتہ اور آخری دن جمعہ مقرر کر کے سات دن قائم کئے۔ چونکہ یوم ستّہ میں ابتداء شروع ہو کر چھ دن میں سب کچھ تیار ہوا اور یہ ساتواں دن روز آخرت کے لیے مخصوص کیا اور پہلی سب امتوں کو یوم ستّہ کی فضیلت کا حکم ہوا اور ہمارے ہادیٔ پیغمبر آخر الزماں کی امت کے لیے یوم جمعہ کو فضیلت دی۔ جب یہ سب زمین اور آسمان وغیرہ تیار ہو چکے تو اسی نور سے فرشتے پیدا کئے اور ان کو آسمان پر جگہ دی اور وہ تسبیح وتقدیس میں مشغول ہوئے جو تا قیامت مقررہ شغل میں رہیں گے اور ان میں سے جن فرشتوں کے سپرد کوئی کام کیا وہ اسی پر مستعد ہیں۔ چنانچہ ان میں سے چار فرشتے مقرب ہوئے۔ جبرائیلؑ، عزرائیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ اور علیحدہ علیحدہ کام ان کے سپرد کئے۔ جبرائیلؑ کو اپنے خاص بندوں کے پاس اپنے احکام پہنچانے کے لیے مقرر کیا، عزرائیلؑ کو روح قبض کرنے کا منصب عطا ہوا، میکائیلؑ کو مخلوق کو روزی پہنچانے کے متعلقہ کام سپرد کئے اور اسرافیلؑ کے سپرد صُور ہوئی جو وقت مقررہ پر اس میں پھونک ماریں گے جس کی آواز سے قیامت برپا ہوگی۔

پیدائش جنات:

قرآن عظیم میں ارشاد ہے۔ **وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ** ۝

جو آگ گوہرِ آب سے پیدا کی اسی نارسموم سے جان کو پیدا کیا۔ جو جنوں کا باپ بنا اور اسی مخلوق بنی الجان سے عزازیل کو پیدا کر کے علم دیا اور فرشتوں کا استاد مقرر کر کے معلم الملکوت نام رکھا اور بنی الجان کی رہائش زمین پر کی اور عزازیل کا قیام آسمان پر ہوا۔ قومِ جنات نے زمین پر فسق وفجور برپا کیا اللہ جلّ شانہٗ نے فرشتوں کی ایک جماعت کو ان کے قتل اخراج کے لیے زمین پر بھیجا ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ جس نارِ سموم سے مخلوقِ جنات کو پیدا کیا اس کا سترواں حصہ دنیا کی موجودہ آگ ہے۔

بت آدم:

مخلوقِ جنات کے فسق وفجور سے اللہ جلِ شانہٗ نے ارشاد فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اللہ جل جلالہٗ نے یہ خطاب سب فرشتوں یا اس جماعت سے جوز میں پر جنوں کے قتل واخراج کے لیے مقرر تھی کیا، اس پر مخاطبہ جماعت نے عرض کی قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ جب فرشتوں نے انسان کی نافرمانی اور مکروہات اور اپنی تابعداری اور پاکیزگی کا اظہار کیا تو اللہ جلِ شانہٗ نے فرمایا۔ قَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ علم غیب کس نمید اند بجز پروردگار۔

مقولہ مصنف:

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

حکم جلِ شانہٗ حضرت عزرائیلؑ ہر گوشہ زمین سے ایک مٹھی مٹی کی لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مٹی پر اپنے لطف وکرم کا پانی برسایا جس سے وہ کیچڑ ہوگئی، پھر مدت تک اسے چھوڑ دیا جس سے وہ سیاہ رنگ کی ہوئی تب اس سے بتِ آدم تیار ہوا۔ جیسے اللہ کریم قرآن کریم میں فرماتے ہیں خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ یعنی پیدا کیا آدم کو جو آدمیوں کا باپ ہے، خشک مٹی سے جو مانند سفال پختہ کے ہے کہ اگر اس پر ہاتھ ماریں تو وہ آواز دے تب اس بت میں اللہ جلّ شانہٗ نے روح داخل کی اور نورِ محمدی ﷺ کو اس میں امانت رکھا۔ روح داخل ہونے سے اس بت کو چھینک آئی جس سے طاقتِ گویائی پیدا ہوئی۔ آدم نے الحمد للہ کہا، یہ پہلا کلام ہے جو آدم کی زبان سے نکلا اور اللہ کریم نے اس وقت یرحمک اللہ ارشاد فرمایا۔ یہ اللہ کریم کا پہلا ارشاد یعنی گفتگو رحمانی ہے۔ جو آدم کے ساتھ ہوئی پھر اللہ کریم نے سب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو سب فرشتوں نے بحکم جلِ شانہٗ آدم کو سجدہ کیا لیکن عزازیل نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ آدم کو تو نے سوکھی مٹی کالے کیچڑ بو کی ہوئی سے جو بد عناصر ہے پیدا کیا اور میں اس سے بہتر آگ سے پیدا ہوا ہوں۔ اس لیے روحانی لطیف جسمانی کثیف کا کیوں فرماں بردار ہو۔ چونکہ عزازیل آدمؑ کے جسمانی حالات سے واقف تھا اور روحانی عظمت سے بے خبر تھا انکار سجدہ سے راندہ درگاہ ہوا جنت سے نکالا گیا اور ابلیس نام رکھا گیا۔ پیدائش جانِ آگ اور ہوا سے دو عنصر سے مرکب ہے اور آدم مٹی اور پانی سے دو عنصر ہے۔ جب پانی اور مٹی ملتی ہے تو اسے طین کہتے ہیں۔ آگ اور ہوا کا میلان ہوتا ہے تو اسے مارج کہتے ہیں۔ آدم کی نسل رحم میں قطرہ پانی کا پڑنے سے بڑھتی ہے اور جنوں کی پیدائش رحم میں ہوا داخل ہونے سے ہوتی ہے۔ مارج اس آگ کا نام ہے جو ہوا سے ملی ہوئی ہو جسے لُو کہتے ہیں۔ جان اور آدم کی پیدائش میں ساٹھ (۶۰) ہزار برس کا فرق ہے۔ یعنی جان اتنا عرصہ پہلے پیدا ہوا۔ شیطان ابلیس تو بہشت سے نکالا گیا اور آدمؑ کو بہشت میں رہنے کا حکم ہوا اور بہشتی میوہ کے کھانے کے سوائے ایک درخت کے جس سے گندم مراد لی جاتی ہے۔ اجازت ہوئی اور اللہ کریم کا ارشاد ہوا کہ اس ممنوعہ درخت کا پھل اگر کھائے گا تو اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہوگا۔ آسائشِ فردوس سے آدم کی طبیعت مشتاق ایک جلیس ہمدم اور انیس محرم کی ہوئی، اس وقت آدمؑ کو خواب نے غلبہ کیا تو قدرت کاملہ نے آدم کے پہلوئے چپ سے حوا کو پیدا کر کے آدمؑ کے پہلو میں بٹھلایا، جب آدم نیند سے بیدار ہوا تو اپنے پہلو میں ایک پاکیزہ صورت ہم جنس کو دیکھا تو خوش ہو کر پوچھا کہ تو کون ہے، حوا نے جواب دیا کہ میں تیرے جسم کا ایک جزو ہوں اللہ جلِ شانہٗ

نے تیری پسلی سے پیدا کیا ہے۔ آدم خوش ہوا اور سجدہ شکر ادا کیا۔ بہشت میں دونوں خوش وخرم رہنے لگے چونکہ ازلی ارادہ یہی تھا کہ زمین کو اولاد آدم سے زینت دے کر اپنے حبیب پاک ﷺ کا ظہور دنیا میں ظاہر کر کے اپنی مخلوق کو اس نور سے منور کردے وہ نور جو اپنے نور سے جدا کر کے یہ سب اس نور سے کائنات پیدا کی تھی۔ دنیا میں اس کا ظہور لازمی تھا۔ اسباب واقعہ کا ملاحظہ ہو۔ عزازیل ناری مخلوق سے پیدا ہو کر نوری مخلوق کا استاد بنا اور معلم الملکوت کا خطاب حاصل کیا۔ اپنے پیدا کنندہ کی نافرمانی کے عتاب میں ابلیس وشیطان نام رکھا یا زمرہ ملائکہ سے خارج ہو کر بہشت سے نکلا، آدمؑ کا بہشت میں رہنا اس کو ناگوار گذرا۔ طاؤس اور سانپ، بہشتی جانوروں سے سازش پیدا کر کے بہشت میں داخل ہوا۔ آدمؑ تو اس کے فریب میں نہ آیا لیکن حوا کو دھوکہ دے کر اس ممنوعہ ثمر کے کھانے کے لیے آمادہ کرلیا پھر حوا نے آدم کو مجبور کیا اور آدمؑ حوا کے دام محبت میں آ گیا اور اس وعدہ کو جو اللہ جلِ شانہٗ سے اس ثمر کے نہ کھانے کا کیا تھا، بھول گیا اور دونوں نے اس ثمر کو مل کر کھایا، خطا کار ہوئے، عورت کی ناقص العقلی اس وجہ سے ضرب المثل ہے، اس حکم عدولی کے ثمرہ میں عتاب الٰہی کے مرتکب ہوئے اور فوراً بہشت سے نکالے گئے، ابلیس تو پہلے سے نکل چکا تھا، طاؤس اور سانپ بھی بہشت سے محروم ہوئے، اب ان پانچوں کو علیحدہ علیحدہ زمین کے علیحدہ علیحدہ ٹکڑوں میں ڈالا گیا۔ ابلیس تو پہلے سے دشمنِ آدم بن چکا تھا، سانپ اور آدمؑ میں بھی مخاصمت پیدا ہوئی۔ آدمؑ کو زمین سراندیپ اور حوا کو زمین جدہ میں علیحدہ علیحدہ ایک دوسرے سے ڈالا گیا۔ سانپ زمینِ اصفحان میں طاؤس زمین کابل میں اور ابلیس زمین کوفہ میں علیحدہ علیحدہ ڈالے گئے، اس سے دور دنیا شروع ہوا۔

شیطان کا آسمانوں سے نکالا جانا:

شیطان جب زمین پر ڈالا گیا۔ اُس وقت وہ آسمانوں پر جاتا اور لوح محفوظ پہ فرشتے جو کچھ پڑھتے وہ سنتا اور زمین پر آ کر اپنے تابعین گروہ کو جو کاہنوں کے نام سے موسوم تھے شنیدہ خبروں سے آگاہ کر کے ان کو گمراہ کرتا۔ جب حضرت عیسٰیؑ پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے اس کا جانا موقوف ہوا اور چوتھے آسمان تک جاتا رہا۔ جس وقت حضرت خاتم النبیین شفیع المذنبین سید المرسلین احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ظہور پرنور دنیا میں جلوہ افروز ہوا تو اسوقت شیطان کو سب آسمانوں پر جانے کی قطعی ممانعت ہوئی اور کہانت دنیا سے ختم ہوئی اور اس کی رکاوٹ کو شہاب ثاقب سیّارے مقرر ہوئے جن کے مشاہدہ سے مخلوق آگاہ ہے۔

آغاز شجرہ نسب از آدمؑ تا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(1)
حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ

پیغمبر اول جدِّ اعلیٰ پیغمبر آخر الزمان

گر نہ بودے ذات حق اندر وجود
آب و گل را کی کند ملکاں سجود
(اگر حق تعالیٰ کی ذات وجود انسان میں نہ ہوتی)
(تو پانی اور مٹی کو فرشتے کب سجدہ کرتے؟)

حضرت آدمؑ و حوّاؑ کا زمین پر آنا اور اولاد آدم کا پیدا ہونا اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی آدَمَ تحقیق کہ اللہ نے برگزیدہ کیا آدم کو کہ ابوالبشر ہے، ساتھ تعلیم اسماء اور سجدہ ملائکہ کے اور انبیاء اصفیاء کے باپ ہونے کے، آدیم ارض سے معنی آدم لیے گئے کیونکہ ان کا جسد دھوری زمین سے بنایا گیا اس لیے اس کا نام آدم رکھا۔ حوّا آدمؑ کی پسلی سے پیدا ہوئیں، بعد داخل ہونے روح کے۔ چونکہ بخلاف پیدائش آدم وہ ایک شئے حی سے پیدا ہوئیں تو ان کا نام حوّا رکھا گیا، خالق حقیقی نے پیدائشِ انسان کو اپنی قدرت کاملہ سے چار طریقوں پر سرفراز کیا۔ اول تو آدمؑ کو ایک تودہ خاک سے بنا کر اس میں روح ڈالی، دوسرے حوّا کو آدم کے جسم سے بنا کر آدمؑ کا جوڑا بنایا، تیسرے اسی جوڑے سے مرد عورت پیدا کئے جس سے مخلوق کی افراط شروع ہوئی۔ چوتھے مرد کے بغیر عورت کے پیٹ سے مرد پیدا کیا، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ یہ اللہ کی صفات کاملہ کے منتظر ہیں، جس کے مشاہدہ سے کوئی بشر انکار نہیں کرسکتا۔

جب حضرت آدمؑ اور حوّاؑ کو بہشت سے نکال کر علیحدہ علیحدہ زمین پر ڈالا گیا تو اوّل بہشت سے نکلنا، دوسرے باہمی جدائی سے حضرت آدمؑ کو سخت صدمہ پہنچا۔ دوسو سال حیران وسرگرداں زمین پر پھرتے رہے، پھرتے پھرتے کوہِ عرفات پر پہنچے۔ گریہ وزاری کرتے ہوئے بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا **رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ** ط اس گریہ وزاری سے اللہ کریم نے اپنی رحمت کا دروازہ ان پر کھولا اور جبرائیل کو بھیجا اور فرمایا کہ اے آدمؑ تیری توبہ قبول ہوئی۔ یہ پہلا آنا حضرت جبرائیلؑ کا دنیا میں پیغام اللہ کے پہنچانے کا ہے اور قرآن کریم میں ہے۔

فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَالتَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

ضرت آدمؑ نے بعد عفو گناہ کوہِ عرفات پر قیام رکھا۔ حضرت حوّاؑ بھی پھرتے پھرتے کوہِ عرفات پر پہنچ گئیں دونوں نے مل کر سجدۂ شکر ادا کیا۔ ان کی اولاد کے لیے بھی کوہِ عرفات توبہ کی قبولیت کو مقرر ہوا، جو تا قیامت رہے گا۔ حضرت آدمؑ نے بارگاہِ ربُّ العزت میں عرض کی کہ تیری عبادت کے لیے بہشت میں جو مسجد مجھے عطاء ہوئی تھی وہی دنیا میں عنایت ہو۔ اس پر بحکم جلِ شانہُ فرشتوں نے وہی مسجد نورانی بہشت سے لاکر زمین پر اُسی جگہ رکھ دی جہاں اب خانہ کعبہ ہے۔ حضرت ہمیشہ اسی میں عبادت الٰہی کرتے رہے۔

روایت ہے کہ طوفانِ نوح میں وہ مسجد زمین سے اٹھالی گئی اور یہ بھی ایک روایت ہے کہ حضرت آدمؑ کے مرنے کے بعد وہ مسجد اُٹھائی گئی تھی۔ پھر اسی جگہ حضرت شیث بن آدم نے گارا اور پتھر سے مسجد بنائی جو وقت طوفان مسمار ہوئی۔ حجر اسود جس کو قولِ ازل کا عہد نامہ کہا جاتا ہے یہ ایک فرشتہ ہے جو حضرت آدمؑ کے ساتھ بہشت سے زمیں پر آیا اور بحکمِ اللہ جلِ شانہُ پتھر بنا جو حجرِ اسود کے نام سے موسوم ہوا اور مسجد کے کونے میں رکھا گیا اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ پتھر ہی بہشت سے ہمراہ حضرت آدمؑ آیا تھا جس کو حجر اسود کہتے ہیں۔ جب مسجد نورانی حضرت آدمؑ کو عطا ہوئی تو طوافِ مسجد اور مناسکِ حج کی تعلیم حضرت جبرائیلؑ نے حضرت آدمؑ کو دی۔ اسوقت سے اولادِ آدم پر حج خانہ کعبہ فرض ہوا اور بوقتِ طوافِ کعبہ حجرِ اسود کو بوسہ دینا لازم ہوا۔

بہشت کی بلامشقت نعمتوں سے محروم رہ کر حضرت آدمؑ کو خوراک کی تلاش ہوئی۔ بحکم جلِ شانہُ حضرت جبرائیلؑ تخمِ گندم و اجناس ہر قسم اور دو بیل اور سامانِ کاشت بہشت سے لائے اور آدم کو طریقۂ کاشت سمجھایا اسی طریقہ سے حضرت آدمؑ نے کاشت کر کے اناج پیدا کیا۔ صبح کاشت کر کے تخم بوتے، شام کو فصل پک کر تیار ہو جاتی، کاٹ لیتے اور کھانے کے استعمال میں لاتے اور ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتے۔

بحکمِ خالق لازوال حضرت حوّا حاملہ ہوئیں بعد میعادِ حمل توامہ (جوڑے) ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ لڑکے کا نام قابیل یا قائین یا قین رکھا اور لڑکی کا نام اقلیمان رکھا۔ دوسرے حمل سے پھر توامہ (جوڑے) لڑکا اور لڑکی پیدا ہوئے دوسرے لڑکے کا نام ہابیل اور لڑکی کا نام لیوزا رکھا۔ جس وقت وہ جوان ہوئے تو بحکم خداوند قابیل کی شادی دوسری لڑکی لیوزا سے اور ہابیل کی شادی پہلی لڑکی اقلیمان سے کر دی، چونکہ پہلی لڑکی

اقلیمان دوسری لڑکی لیوزا سے خوبصورت تھی اور شیطان بھی دشمنِ آدم موجود تھا۔ شیطان نے قابیل کو اس وسوسہ میں ڈال دیا کہ تیرا جوڑا خوبصورت ہے وہ ہابیل کو دے دیا اور تیرے ساتھ بے انصافی کی گئی ہے۔ اس پر قابیل کو غصہ آیا اور حضرت آدمؑ کے پاس جا کر یہی شکایت کی اس پر حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ اگر میرے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتے ہو تو تم دونوں قربانی دو۔ جس کی قربانی قبول ہوگی اقلیمان اسی کی ہوگی چونکہ ہابیل بکریاں چراتا تھا اور قابیل کھیتی کا کام کرتا تھا، ہابیل اپنے گلہ سے ایک دنبہ موٹا تازہ جس سے وہ محبت کرتا تھا لایا اور پہاڑ پر رکھ دیا اور دل میں نیت کی کہ اگر میری یہ قربانی قبول نہ ہوئی تو میں اقلیمان کو چھوڑ دوں گا اور قابیل اپنے کھیت سے بالیوں کا ایک مُٹھا لایا چونکہ ان سٹوں میں دانے بھی کم تھے اور دل میں یہ بھی خیال کیا کہ اگر میری یہ قربانی منظور نہ ہوئی تو بھی حق اقلیمان سے دست بردار نہ ہوں گا اور وہ پہاڑی پر دنبہ کے ساتھ رکھ آیا اسکی وہ قربانی منظور نہ ہوئی ایک روایت ہے کہ آسمان سے ایک ابر سیاہ آیا وہ دنبہ کو اٹھا کر لے گیا دوسری روایت ہے کہ سفید آگ بے دھواں آسمان سے اتری اور دنبہ کو جلا گئی بہرصورت ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اب قابیل کا غصہ قربانی کے نامنظور ہونے پر زیادہ بھڑکا اور ہابیل کو اعلانیہ کہا کہ میں مجھ کو مار دوں گا، ہابیل نے جواب دیا کہ جس کی نیت خالص ہو اللہ ان کی قربانی قبول کرتا ہے اور میں تجھے قتل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اس وقت ہابیل کی عمر پچیس سال تھی اور قابیل سے خوبصورت اور طاقتور بھی تھا لیکن نیک تھا اور خوفِ الٰہی رکھتا تھا اور ہابیل نے قابیل سے یہ بھی کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے قتل سے تو باز رہے ایسا نہ ہو کہ اس گناہ سے تو گنہگار ہو کر دوزخیوں میں ہو جائے لیکن قابیل نہ مانا اور اپنے ارادہ پر قائم رہا چونکہ قتل کرنے کی ترکیب سے ناواقف تھا۔ ایک دن شیطان شیر کی صورت میں قابیل کے سامنے آیا اور ایک چڑیا ہاتھ میں لایا اس چڑیا کا سر پتھر پر رکھا اور دوسرا پتھر اس کے سر پر مارا جس سے وہ چڑیا مر گئی۔ قابیل یہ ترکیب دیکھ کر چپ ہو رہا اور موقع کی تاک میں تھا۔ ایک دن ہابیل کو دیکھا کہ پتھر پر سر رکھ کر سویا ہوا ہے، ایک بھاری پتھر اٹھا کر اس کے سر پر مارا کہ جس سے وہ مر گیا۔ قابیل یہ نہ جانتا تھا کہ اب اس لاش کو کیا کروں اس کو پشت پر اٹھا کر پھرتا رہا ایک سال تک یہی حال رہا حتیٰ کہ لاش سے بو آنے لگی تو تنگ آ گیا۔ ایک دن ایک کوا مردہ کوے کو لایا اور اپنی چونچ اور پنجوں سے ایک گڑھا زمین میں کھودا اور گڑھے میں مردہ کوے کو رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال کر اس کوے کو چھپا دیا۔ قابیل یہ سب کچھ دیکھ رہا

تھا اسی ترکیب سے ہابیل کی لاش کو دفن کر کے فارغ ہوا، دفن کرنے کے بعد بہت پشیمان ہوا کیونکہ ماں باپ اس سے بہت ناراض ہو گئے تھے اس قتل سے گنہگار ایسا ہوا کہ آخرت میں آدھا عذاب سب دوزخیوں کا اس اکیلے پر ہو گا جو خونِ ناحق کی سزا میں مبتلا ہوں گے۔ دنیا میں یہ پہلا قتل اسی نے کیا وہ منگل کا دن تھا اسی وجہ سے اس کو خونی دن کہتے ہیں، اس کا تمام بدن سیاہ ہو گیا اس نے ایک آواز سنی کہ کہتا ہے **کُن خائفاً ابدا** یعنی ڈرتا رہ اور ہمیشہ، پھر اس کا یہ حال ہوا کہ جس کو دیکھتا اس سے ڈرتا کہ مجھے مار نہ دے۔ روایت ہے کہ اقلیمان کو لے کر زمین ہندوستان میں چلا گیا اور اپنے بیٹے کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس وقت حضرت آدمؑ کی عمر دو سو تیس برس تھی۔ قتل ہابیل سے حضرت آدمؑ کو سخت صدمہ ہوا اس کے پانچ برس بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جو توامہ نہ تھا یعنی اکیلا پیدا ہوا۔ اس کا نام شیث رکھا۔

آدمؑ کی اولاد بہت تھی جس کا شمار نہیں۔ عنق نامی ایک بیٹی تھی جس کا لڑکا عوج بن عنق کے نام سے مشہور ہے، قد بڑا لمبا تھا، طوفانِ نوح میں غرق نہ ہوا اور موسیٰؑ کے ساتھ لڑائی کی اور حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ کیومرث بھی ایک بیٹا تھا جو شاہان فارس کا اعلیٰ مورث ہے لیکن یہ غلط ہے وہ کیومرث حضرت نوحؑ کی چوتھی پشت میں حضرت شالح یا صالح علیہ کا بیٹا ہودؑ پیغمبر کا بھائی تھا۔ جو شاہانِ فارس کا مورثِ اعلیٰ ہے اور جس نے بلخ آباد کیا مہلائل بن قینان حضرت آدمؑ کی حیات میں پیدا ہوا اور یرو بن مہلائیل فوت ہونے کے بعد پیدا ہوا۔ جب حضرت آدمؑ کی عمر ایک ہزار برس کی ہوئی تو اکیس دن بیمار رہ کر فوت ہوئے۔

حضرت شیثؑ تمام بیٹوں میں مہتر اور فاضل تر تھے حسب ہدایت حضرت جبرائیلؑ نے حضرت آدمؑ کو غسل دیا اور جو کفن حضرت جبرائیلؑ بہشت سے لائے پہنایا۔ سراندیپ میں دفن کیا۔ یہ بھی ایک روایت ہے کہ کوہِ ابوالقیس جو مکہ معظمہ کا پہاڑ ہے اس پر دفن کیے گئے۔ حضرت آدمؑ نے اپنی حیات میں بحکمِ ربُ العالمین حضرت شیثؑ کو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کیا اور حضرت آدمؑ نے نورِ محمدی ﷺ بھی انہی کو پہنچایا تھا۔ حضرت آدمؑ کے ایک برس بعد حضرت حوّاؑ کا انتقال ہوا اور زمین جدہ میں دفن ہوئیں۔ حضرت نوحؑ نے قبل از طوفان جسدِ حضرت آدمؑ حوّاؑ زمین سے نکال کر کشتی میں رکھ لیے اور بعد طوفان زمینِ بیت المقدس میں دفن کیے۔

شیثؑ کے معنی خدا بخش ہیں یعنی اللہ کا بخشا ہوا توریت میں آپؑ کا نام شیثؑ لکھا

۲ حضرت شیثؑ
پیغمبر دوم آپ بھی داخل نسب ہیں

ہے اور فرقہ صابیہ والے آپ کو عادیموت کہتے ہیں۔ آپ دوسرے پیغمبر ہیں نورِ محمدی ﷺ بھی حضرت آدمؑ سے آپ کو پہنچا۔ اسلئے آپ داخل نسب ہیں آپ پر دو صحیفے اترے آپ سے جو شرح وقانونِ اسلام جاری ہوا حضرت نوحؑ تک رائج ہوا۔ آپ کی زوجیت کے لیے ایک حور محوائیل نامی اللہ کریم نے بہشت سے بھیجی اس سے آپ کا نکاح ہوا اور اسی سے اولاد پیدا ہوئی۔ روایت ہے کہ حضرت آدمؑ کی معرفت حضرت جبرائیلؑ نے حضرت شیثؑ سے ایک عہد نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ نورِ محمدی ﷺ امانتاً پشت بہ پشت والدِ محمد ﷺ تک جیسے پہنچے گا وہ اس کی حفاظت کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا کہ وہ امین صاحبان دنیا کے ہر عیب سے بچتے رہے اور اپنی قوم میں باعزت رہے دنیا کے خطرات سے حفاظت میں رہے۔ اللہ کریم کا ان پر سایہ رہا۔ جب حضرت شیثؑ کی عمر دوسو پانچ (۲۰۵) برس ہوئی تو آپ کا بیٹا انوش پیدا ہوا۔ جو داخل نسب ہے اور اولاد بھی بہت ہوئی حضرت شیثؑ اکثر مکہ میں رہتے تھے اور علاقہ شام میں بھی جاتے تھے جب آپؑ کی عمر نوسو پچاس (۹۵۰) یا بہ روایت دیگر نوسو بارہ (۹۱۲) برس ہوئی تو آپؑ کا انتقال ہوا اور علاقہ شام میں آپؑ کی قبر شہر مصر میں ہے آپ کی وفات کے بعد اولادِ آدمؑ میں تفرقہ پڑا آپؑ کے بعد آپ کا بیٹا انوش وصی اور خلیفہ بنا۔

فرقہ صابیہ آپؑ کا نام صابی کہتے ہیں اور اس فرقہ کو آپ کے نام پر موسوم کرتے ہیں لیکن صابی بن شیثؑ دوسرا لڑکا تھا جو داخل نسب نہیں ہے۔

۳ حضرت انوشؑ
آپ بھی داخل نسب ہیں

آپ داخل نسب ہیں عربی زبان میں انوش صادق کو کہتے ہیں۔ درخت خرما زمین میں آپ نے ہی نصب کیا آپؑ کی بھی اولاد بہت تھی۔ آپؑ کی عمر میں بھی اختلاف ہے نوسو پندرہ یا آٹھ سونوے برس کی عمر ہوئی تو آپؑ کا انتقال ہوا ایک سونوے (۱۹۰) برس کی عمر میں آپؑ کا بیٹا قینان پیدا ہوا جو داخل نسب ہے۔

۴ حضرت قینانؑ
آپ بھی داخل نسب ہیں

آپ کا دوسرا نام قیصان بھی لکھا ہے۔ آپؑ داخل نسب ہیں جب آپؑ کی عمر ایک سوستر (۱۷۰) برس کی ہوئی تو آپؑ کا بیٹا مہلائیل پیدا ہوا اور اولاد بھی آپؑ کی بہت تھی لیکن مہلائیل داخل نسب ہے قینانؑ ابوالانبیاء ہیں آپؑ کی عمر میں بھی اختلاف ہے۔ نوسو دس (۹۱۰) یا نوسوستر (۹۷۰) یا آٹھ سو چالیس (۸۴۰) برس آپ کی عمر ہوئی تو آپؑ کا انتقال ہوا۔

۵ حضرت مہلا ئیلؑ
آپ بھی داخل نسب ہیں

مہابیل اور محلل ایل بھی آپ کے نام لکھے ہیں لیکن شجرہ نسب میں آپؑ کا نام مہلائیلؑ لکھا ہے۔ آپؑ داخل نسب ہیں جب آپؑ کی عمر ایک سو پینتیس (۱۳۵) برس کی ہوئی تو حضرت آدمؑ کا انتقال ہوا۔ طبقاتِ ناصرین میں قینان بن مضراب بن مہلا ئیل لکھا ہے۔ اور کسی محقق نساب نے نہیں لکھا اور نہ ہی کسی شجرہ نسب میں مضراب کا نام درج کیا ہے۔ جب آپؑ کی عمر ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) برس کی ہوئی تو آپؑ کا بیٹا یرو پیدا ہوا جو داخل نسب ہے آپؑ کے زمانہ میں حضرت شیثؑ کا انتقال ہوا اور اولادِ آدمؑ میں تفرقہ پڑا اور انہوں نے ایک سوسی نام سے شہر بسایا اور مختلف جگہوں پر آباد ہوئے۔ بعض کہتے ہیں ہوشنگ جو بڑا بادشاہ ہوا ہے یہی مہلا ئیل تھا لیکن کیومرث جو شاہانِ فارس کا مورثِ اعلیٰ تھا اس کا پوتا تھا اور کیومرث جو آدمؑ کا بیٹا تھا اس کا بیٹا پشنگ نام تھا جو دیووں کے ہاتھوں مارا گیا یہ کیومرث دیو پری کے مسخرات کا علم جانتا تھا، ہمیشہ ان کو تنگ کرتا تھا اسی وجہ سے دیووں نے پشنگ اور اُس کے لڑکے کو جو بڑا نیک بخت تھا، پہاڑ سے ایک بھاری پتھر اس پر مارا جس سے وہ مرگیا۔

ایک دن کیومرث کسی جنگل میں جارہا تھا کہ ایک سفید مرغ معہ اپنی جفت کے دیکھا اور وہ مرغ سانپ سے لڑ رہا تھا۔ اس نے سانپ کو مار ڈالا اور مرغ کے آگے کچھ خوراک ڈالی تو اس مرغ نے آواز منقار سے اپنی جفت کو بلایا تو وہ بھی ساتھ کھانا کھانے لگی۔ کیومرث کو اس کی یہ حرکت پسند آئی اور جوڑے کو پکڑ لیا اور گھر لے آیا اسی وقت سے مرغ گھر میں رکھنے کا رواج دنیا میں رائج ہوا اور کیومرث اپنے کنبہ کے ساتھ کوہِ ماوند پر رہتا تھا۔ مہلا ئیلؑ کی عمر میں بھی اختلاف ہے جب آپ کی عمر نو سو چھبیس (۹۲۶) برس یا آٹھ سو پچانوے (۸۹۵) برس ہوئی تو آپؑ کا انتقال ہوا۔

۶ حضرت یروؑ
آپ بھی داخل نسب ہیں

آپؑ کے ناموں میں اختلاف ہے۔ یرو، بیارو، یارو، نارو، نیرو، برد لکھے ہیں لیکن شجرہ نسب میں ہر جگہ یرو ہی لکھا ہے۔ یہ بھی ایک روایت ہے کہ ہبوط آدم اور یرو کے درمیان ایک ہزار تین سو چالیس (۱۳۴۰) برس کا عرصہ ہے۔ جب آپؑ کی عمر ایک سو باسٹھ (۱۶۲) برس کی ہوئی تو آپؑ کا لڑکا اخنوخ یعنی ادریس پیدا ہوا۔ جو داخل نسب ہے جب آپؑ کی عمر نو سو باسٹھ (۹۶۲) برس ہوئی تو آپؑ کا انتقال ہوا۔

۷ حضرت ادریسؑ

آپؑ تیسرے پیغمبر ہیں اور داخل نسب بھی ہیں

آپؑ کے نام اخنوخ، جنوح، جنوک بھی لکھا ہے حضرت شیثؑ کے بعد پیغمبر ہوئے بیس (۲۰) برس کے ہوئے تو حضرت شیثؑ فوت ہوئے جب ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) برس کی عمر ہوئی تو آپ کا بیٹا متوشلح پیدا ہوا۔ آپؑ کی پیدائش علاقہ مصر کے ایک قصبہ منف نامی میں ہوئی۔ عربی زبان میں آپ کو ہرمس کہتے ہیں اور المثلث بالنعتہ بھی کہتے ہیں جو مراد ہرمس عطارد سے ہے۔ آپ نے تعلیم کا درس جاری کیا ہوا تھا اس لیے آپ کو ادریسؑ کہتے ہیں اور اسی نام سے مشہور ہیں اور قرآن پاک میں بھی آپؑ کا یہی اسم لکھا ہے آپ پر تیس (۳۰) صحیفے نازل ہوئے۔ سیر کواکب سے آپؑ کو بہت مہارت تھی۔ علم نجوم بھی آپؑ ہی سے دنیا میں رائج ہوا اور خط قلم بھی آپؑ ہی نے ایجاد کیا۔ آپؑ تیسرے پیغمبر اور تیسرے درجہ پر حکماء اور تیسرے درجہ پر بادشاہ تھے۔ اس لیے مثلث بالنعتہ ہیں بہت سے خصائل آپؑ میں اور بھی ہیں اول پیغمبر مرسل، دوسرے تیس (۳۰) صحیفے اترنا، تیسرے علم نجوم کا ظہور، چوتھے قلم سے خط کا لکھنا، پانچواں حربہ یعنی سلاح و جہاد دین وغیرہ، چھٹے لباس کمر پا کی یعنی جامہ اور شلوار کا ایجاد کرنا۔ طیمورث دیوبند اور اس کا باپ انہی کے وقت میں تھے اور انہی کے مذہب پر تھے۔ آپؑ بڑے عابد تھے اکثر فرشتے آپؑ کے پاس آتے اور شریکِ صحبت ہوتے۔ ایک روز حضرت عزرائیلؑ آپؑ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپؑ نے ان سے سوال کیا کہ مجھے موت کا مزہ چکھاؤ۔ حضرت عزرائیلؑ نے ان کی روح قبض کی اور تھوڑی دیر بعد روح پھر قالب میں داخل کی پھر بحکمِ رب العالمین آسمانوں پر تشریف لے گئے جب سب سیر کر کے بہشت میں تشریف لے گئے۔ تو بہشت سے نکلنے سے انکار کیا۔ جب فرشتوں نے اصرار کیا تو اپنے اللہ کریم کا وعدہ یاد دلایا کہ ایک دفعہ مارے گا اور مار کر جلائے گا پھر کبھی نہ مارے گا۔ اس اصرار پر فرشتوں نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی تو ارشاد ہوا کہ وہ سچ کہتا ہے اس کو وہیں رہنے دو۔ آپؑ واپس دنیا میں تشریف نہ لائے تا قیامت آسمانوں پر زندہ رہیں گے۔ آپؑ کا قیام چوتھے آسمان پر ہے۔ جب حضرت محمد ﷺ معراج کے لیے آسمانوں پر تشریف لے گئے تو چوتھے آسمان پر آپؑ سے ملاقات ہوئی اس وقت آپ کی عمر تین سو پینسٹھ (۳۶۵) برس تھی اور حضرت کا پوتا لامک تیرہ (۱۳) برس کا تھا۔

عربی میں آپؑ کو منشرح کہتے ہیں لیکن عام شجرہ نسب اور کتبِ تواریخ میں متوشلح

۸ حضرت متوشلحؑ
آپ بھی داخل نسب ہیں

ہی لکھا ہے جب آپؑ کی عمر ترپن (۵۳) برس کی ہوئی تو حضرت انوشؑ کا انتقال ہوا۔ جب آپؑ کی عمر ایک سوستاسی (۱۸۷) برس کی ہوئی تو آپؑ کا بیٹا لامک پیدا ہوا جو داخل نسب ہے اور ایک قوم آپؑ کو بادشاہ جمشید کہتی ہے اور کہتے ہیں انہوں نے ہی جام جم تیار کیا جس کو جمشید بادشاہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اس لیے انہی کو جمشید کہتے ہیں جمشید بڑا بادشاہ ہوا ہے اور یہ بھی بڑے زبردست بادشاہ تھے۔ جب آپؑ کی عمر نوسو (۹۰۰) برس کی ہوئی تو آپؑ کا انتقال ہوا۔

۹ حضرت لامکؑ
آپ بھی داخل نسب ہیں

آپ کا نام لمک اور لامخ بھی لکھا ہے جب آپ اکسٹھ (۶۱) برس کے ہوئے تو قینان کا انتقال ہوا جب آپؑ کی عمر ایک سواٹھاسی (۸۸) برس کی ہوئی تو آپؑ کے ایک لڑکا پیدا ہوا تو آپؑ نے اس کا نام نُوح رکھا۔ جو داخل نسب ہے آپؑ مذہب صابیہ کے پابند تھے جو انوش بن شیثؑ سے چلا آتا تھا اور یہ مذہب صابیہ سب مقدمین کا رہا ہے جب کچھ اختلاف ہوا تو حضرت نُوحؑ کے وقت میں اصلاحات ہوئی اور حضرت نوحؑ سے حضرت ابراہیمؑ تک یہی مذہب رہا اور حضرت ابراہیمؑ سے رسول مقبولﷺ تک ملت ابراہیمی رہا اور اسی ملت ابراہیمی کے بفضلِ خدا ہم بھی پابند ہیں۔ جب آپ کی عمر سات سو ستر (۷۷۰) برس ہوئی تو آپ کا انتقال ہوا۔

۱۰ حضرت نوحؑ یا آدم ثانی
آپ بھی داخل نسب ہیں

آپؑ کے نام یشکر، ساکب، آدم ثانی ہیں اور آپ کا لقب شیخ الانبیاء اور نجی اللہ ہے۔ آپ پیغمبرِ مرسل ہیں اور حضرت آدمؑ کی دسویں پشت میں ہیں اور حضرت آدمؑ کے زمین پر تشریف آوری کے دوہزار بیالیس (۲۰۴۲) برس بعد پیدا ہوئے۔ جب آپ کی عمر پچاس (۵۰) برس ہوئی تو آپؑ پر پیغمبری کا نزول ہوا۔ جب آپؑ کی عمر دوسو چھہتر (۲۷۶) برس ہوئی تو یرؑ فوت ہوا اور طوفان سے پہلے متوشلحؑ اور لامکؑ فوت ہوئے، آپ کی والدہ کا نام قیوش بنت کائن بن فخرائیل بن کیان بن ادریس ہے اور ان کی عمر نوسو پچاس (۹۵۰) برس ہوئی اور وہ بھی طوفان سے پہلے فوت ہوئیں۔ جب آپؑ کی عمر پانچ سو (۵۰۰) برس کی ہوئی تو آپؑ کے اولاد پیدا ہوئی۔ دو قبیلہ سے چار بیٹے تھے۔ یام یا کنعان، یافث، حام، سام، پہلی شریعت آپ کے وقت میں منسوخ ہوئی، آئندہ آپ سے شریعت قائم ہوئی

یام یا کنعان بن نوحؑ

یام بن نوح سب سے چھوٹا تھا اس کی والدہ اور وہ کافروں کے ساتھ ملے ہوئے تھے اس کی والدہ کا نام ریلہ تھا۔ یہ دونوں کشتی میں سوار نہ ہوئے اور غرق ہوئے۔ قرآن پاک میں صاف ذکر ہے۔

جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ تک جاری رہی۔ سورۃ الانبیاء میں اللہ کریم ارشاد

فرماتا ہے ''برگزیدہ کیا ہم نے نوح کو ساتھ طول عمر اور بنانے کشتی اور پہلی شریعت منسوخ کرنے کے'' اور سورۃ الاعراف میں ارشاد ہے ''تحقیق بھیجا ہم نے نوح کو طرف اس کی قوم کے''۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس قوم کے لوگ اکثر اولاد قابیل سے تھے اور بت پرست تھے۔ جب آپ کو پیغمبری نازل ہوئی تو آپ نے اپنی قوم میں ہدایت شروع کی اور کچھ لوگ آپؑ پر ایمان لائے اور قوم بت پرست نے اپنی پرستش کے لیے پانچ قدِ آدم بت بنا رکھے تھے۔ اور اُن کی پوجا کرتے تھے۔ پہلا بت بشکل آدم تھا اور اس کا نام وڈا تھا، دوسرا عورت کی شکل کا تھا اور اس کا نام سُواعا تھا، تیسرا شیر کی شکل کا تھا اور اس کا نام یغوث تھا، چوتھا گھوڑے کی شکل کا تھا اور اسکا نام یعوق تھا اور پانچواں گرگس کی شکل کا تھا اور اسکا نام نسراً تھا۔

روایت ہے کہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیان نیک آدمی گزرے تھے جن کے نام پر شیطان نے بت بنا کر وہی نام رکھ دیئے تھے اور اس قوم کو ان کی پرستش پر آمادہ کر دیا تھا جب حضرت اس قوم کو ان کی پوجا سے منع کرتے اور اللہ کریم کی واحدانیت بیان فرماتے تو قوم کے سردار آپؑ کو بہت زدوکوب کرتے۔ حتیٰ کہ آپؑ بے ہوش ہو جاتے۔ جب ہوش آتا تو پھر ان کو ہدایت کرتے۔ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو فرمایا کہ بیشک میں تمہیں ڈرانے والا ہوں، ساتھ اس بات کے کہ بتوں کی عبادت نہ کرو اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو اگر خدا کی عبادت نہ کرو گے تو میں ڈرتا ہوں کہ ایک دن تم پر عذاب نازل ہوگا جو تم کو دکھ دینے والا ہوگا۔ اس پر قوم نے کہا کہ تو بھی ہماری طرح بشر ہے، تجھے ہم پر فضیلت نہیں ہے۔ جس سبب سے نبوت کے ساتھ تیری تخصیص ہو اور ہم پر تیری اطاعت واجب ہو، ہم تجھے جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اس پر حضرت نوحؑ نے ارشاد فرمایا'' رب العزت سے نبوت عطا ہونے پر میرا دعویٰ سچ پر دلیل رکھتا ہے'' پھر اس قوم کے سرداروں نے کہا کہ جو آدمی تیری مجلس میں رہتے ہیں ان کو نکال دے۔ حضرت نوحؑ نے جواب دیا کہ یہ لوگ ایمان لائے ہیں کیوں نکال دوں۔

اس وقت وحی کے ذریعہ حضرت نوحؑ کو اللہ جلِ شانہٗ سے ارشاد ہوا کہ اے نوحؑ تیری نصیحت سے کوئی ایمان نہیں لائے گا سوائے ان کے جو پہلے ایمان لا چکے ہیں اب تو ایک کشتی تیار کر ہماری نگہداشت اور ملائکہ کی نگہبانی سے جو تیرے مددگار اور موکل ہیں۔ جس وقت کشتی تیار ہو اس میں سوار ہو جانا چونکہ آپؑ نہ جانتے تھے کہ کشتی کیسے بنائی

یافث بن نوحؑ

یافث بن نوحؑ جب بھائیوں سے علیحدہ ہوا اور بابل سے روانہ ہو کر اپنے تمام کنبہ کو ہمراہ لیا اور چین تبت کی زمین میں چلا گیا۔ یاجوج ماجوج مک، نوح، کماری، سٹوید، بوٹیل یا ورش یونان تیراک یا ترک، یہ اس کے بیٹوں کے نام تھے اور جیسے ان کے اولاد کی افراط ہوئی۔ ملک میں پھیلتے گئے اور اپنے اپنے ناموں پر علاقوں کے نام رکھ لیے چنانچہ اس وقت تک انہی ناموں سے ملک مشہور ہیں۔ روسی، فرنگی، مانجور، قرار، چین، ماچین، ترک، یاجوج، ماجوج یہ سب یافث کی اولاد ہے۔ تبت بھوت، قلماق، خطاء، یہ سب اولادِ یافث ہی ہے۔ قوم یاجوج ماجوج چین کے شمالی حصہ میں رہتی تھی اور ہمیشہ اپنے گردونواح مخلوق کو تنگ کرتی تھی۔ بادشاہ ذوالقرنین روم میں حکمران تھا۔ جو اولاد سام سے تھا جس کا نسب نامہ یہ ہے۔ ذوالقرنین جن کا دوسرا نام صعب تھا یعنی صعب الرائش بن حارث الرائیش بن ذی سد بن قیس بن صغی یا بن سیاء الاصغر بن یشجب بن یعرب بن قحطان بن حضرت ہود پیغمبر۔ سبا کا دوسرا نام عبدالشمس تھا یہ یمن میں تھے حارث الرائیش یمن کا پہلا بادشاہ ہوا ہے۔ صعب الرائیش جن کا دوسرا نام ذوالقرنین ہے اور سلطان سکندر بھی کہتے ہیں یعنی سکندر رومی قرآن پاک میں صورت کہف کے گیارھویں رکوع میں اللہ کریم نے اس قصہ کو واضح کر کے فرمایا ہے۔ آپ کی پیغمبری میں اختلاف ہے قرآن میں ذوالقرنین نام ہے۔ مشرق سے مغرب تک آپ کی بادشاہت تھی اس لیے ذوالقرنین لقب ہوا اور بھی اسباب ہیں اس کے زمانہ میں لوگوں کے دو قرن گزرے اس کے تاج میں دو شاخیں تھیں یا ہاتھ اور رکاب دونوں سے

حر بہہ کرتا تھا یا علم ظاہری و باطنی دونوں رکھتا تھا یا دو گیسو گندھے ہوئے سر کے دونوں طرف رکھتا تھا۔ حارث الرائیش اس کا باپ یمن کا بادشاہ ہوا۔ اس نے روم میں تخت سلطنت قائم کیا اللہ کریم نے اسے سب طاقتیں دیں۔ اسی سبب سے جس چیز کو چاہتا تھا میسر ہوتی تھی۔ حق تعالیٰ نے نور اور ظلمت اس کو مسخر کر دیا تھا اور ابر کو اس کا تابع کر دیا تھا۔ جہاں چاہتا تھا سوار ہو کر چلا جاتا تھا۔ جس وقت روم سے نکل کر مصر کو فتح کرلیا تو حبشیوں پر غالب آیا اور مغرب کی طرف غروب آفتاب کا قصد کیا۔ جب اس جگہ پہنچا وہاں ایک چشمہ دیکھا جس کا پانی گہرا مٹی سے ملا ہوا تھا اور ناسک قوم آباد تھی اور وہ بت پرست تھے اور مہیب شکل قوم تھی۔ بحکم جل شانہٗ اس کو فتح کیا اور مشرق کو گیا۔ اور اس قوم ناسک کو ساتھ لے گیا۔ راستہ میں کئی قوموں کو قبضہ میں کیا۔ یعنی قوم قطرا یمن جو دکھن میں رہتی تھی مشرق میں قوم ہادیل پر فتح یاب ہوا اور پھر مشرق سے ترکی کی طرف چلا۔ جب زمین ترک کے آخیر تک پہنچا تو وہاں دو پہاڑوں کے درمیان ایک قوم آباد تھی جن کی شکل وصورت میں اختلاف ہے۔ ان کی پشت پر قوم یاجوج ماجوج رہتی تھی جو ان کو بہت تکلیف دیتی تھی۔ ان کی بات کو کوئی نہ سمجھ سکتا تھا۔ مترجم کے ذریعہ سے ہم کلام ہوا ان کی فریاد وآہ وزاری سے ان کے اور یاجوج ماجوج کے درمیان ایک دیوار لوہے اور تانبے کی بنادی جو تا قیامت رہے گی۔ جس کو سدِ سکندری کہتے ہیں اور قرب قیامت کو وہ دیوار بحکم رب العالمین زمین کے مساوی ہوگی اور حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں وہ قوم یاجوج ماجوج باہر آکر فساد پیدا کرے گی۔ سورت انبیاء کے آخیر میں اس واقعہ کو لکھا ہے تفسیر حسینی میں ہے۔ شاہان مغلیہ بھی اسی یافث کی اولاد ہیں جو ترکستان سے ہندوستان میں

جاوے۔

اس پر وحی ہوئی کہ مثلِ سینہ مرغ کشتی بناؤ پھر حضرت نوحؑ نے لکڑی طلب کی۔ حکم ہوا کہ سال کا درخت بودو آپؑ نے ویسا ہی کیا وہ بیس برس میں تیار ہوا۔ اس مدت میں کافروں کے کوئی اولاد نہ ہوئی اور بچے جوان ہوگئے جو اپنے باپ دادا کے مذہب پر قائم ہوئے۔ حضرت نوحؑ نے کشتی بنانی شروع کی۔ دو برس میں وہ کشتی تیار ہوئی۔ ایک میدان میں آپؑ کشتی بناتے تھے اور قومِ کفار کے سردار جب اس طرف سے گزرتے تو طعنہ کرتے کہ کشتی تو بناتا ہے پانی کہاں ہے، پہلے پیغمبر تھا اب بڑھئی ہوا۔ حضرت فرماتے کہ افسوس کرتے ہو تم مجھ پر۔ پھر افسوس کریں گے ہم تم پر، قریب ہے کہ آئے گا تم پر ایسا عذاب کہ رسوا کرے گا دنیا میں۔ کہ وہ عذاب غرق ہونا ہے۔ کشتی کا طول تین سو (۳۰۰) گز اور عرض پچاس (۵۰) گز اور بلندی تیس (۳۰) گز تھی اور اس پر سیاہ روغن کیا گیا تھا اور تین درجہ اس میں بنائے گئے تھے۔ یعنی نچلا اور درمیانہ اور اوپر کا حصہ۔ جس وقت کشتی تیار ہو چکی تو اللہ کریم کا ارشاد ہوا کہ ہر ایک جاندار کا جوڑا جوڑا یعنی، چرند، پرند، درند سب کا جوڑا جوڑا جمع کر کے کشتی میں سوار کرو۔ حضرتؑ نے اس ترتیب سے کشتی میں سوار کیا کہ نچلے خانہ میں پرند، درمیانہ خانہ میں درند اور چرند اور اوپر کے خانہ میں آدمیوں کی خوراک وغیرہ اور سب آدمی سوار کئے، اس غرض سے کہ یہ سب کچھ کشتی میں جمع کیا گیا کہ ان سے آئندہ کے لیے سب نسلیں قائم رہیں۔ آدمیوں کا شمار کشتی میں اسی (۸۰) تھا جن کی تفصیل اسطرح ہے حضرت نوحؑ اور ان کی ایک بیوی۔ حضرت کے تین ۳ بیٹے سام، حام، یافث اور ان کی تین ۳ بیویاں چھتیس (۳۶) مرد اور چھتیس (۳۶) عورتیں ان مردوں کی بیویاں، یہ سب اسی (۸۰) تھے۔ یعنی چالیس (۴۰) مرد اور چالیس (۴۰) عورتیں تھیں اور دنیا کے ہر ایک جاندار کا بھی جوڑا جوڑا موجود تھا۔ حضرت نوحؑ کی دوسری بیوی ریلہ اور چھوٹا لڑکا یام یا کنعان نامی کشتی میں سوار نہ ہوئے۔ حضرت نوحؑ نے بارگاہ پاک میں عرض کی کہ تیرا وعدہ ہے کہ کنبہ کو بچالوں گا۔ اس پر ارشاد ہوا کہ تم نہیں جانتے ہو یہ دونوں کافروں سے ملے ہوئے ہیں۔ اور منافق ہیں اس لیے غرق ہوں گے اور اس وقت ایک مرد عوج بن عُنق نامی بھی کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا۔ یہ شخص حضرت آدمؑ کی بیٹی عنق کا بیٹا تھا اور حضرت آدمؑ کی زندگی میں پیدا ہوا تھا اور بہت بلند قد تھا ایک جگہ تیئس ہزار تین سو تیس (۲۳۳۳۰) گز لمبا لکھا ہے۔

طوفان کا پانی چالیس (۴۰) گز زمین سے اونچا ہر ایک انچائی اور نیچائی سے تھا اور یہ پانی اس کے زانوں تک نہیں آیا تھا اور یہ وجہ بھی تھی کہ حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی کی ساخت میں مدد دیتا رہا تھا اور لوگوں کو طوفان سے آگاہ بھی کرتا جاتا تھا۔ اصل بات یہ تھی کہ اس کا زندہ رہنا اللہ کریم کو منظور تھا۔ چھتیس (۳۶۰۰) سو برس اس کی عمر ہوئی حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے قتل ہوا الغرض حضرت نوحؑ ماہ رجب کی دسویں تاریخ کو کشتی پر سوار ہوئے اور سوار ہوتے وقت آپ نے فرمایا

بِسمِ اللّٰہِ مَجرِیۡھَا وَمُرۡسٰھَا اِنَّ رَبِّیۡ لَغَفُوۡر ’’ رَّحِیۡم۝

ایک پتھر کا تنور تھا جس میں آپؑ روٹی پکاتے تھے اور یہ تنور میراثِ پدری میں آپؑ کو پہنچا تھا یعنی حضرت حوّاؑ کا تھا اس سے پانی نکلنا شروع ہوا۔ یہ تنور سے پانی نکلنا طوفان کا نشان تھا۔ پھر پانی نے زمین سے جوش مارا اور آسمان سے برسنا شروع ہوا۔ چالیس (۴۰) روز متواتر رات دن پانی برستا رہا حتیٰ کہ میدان اور پہاڑ پر چالیس (۴۰) گز پانی برابر تھا۔ سب کافر غرق ہوئے اور چالیس (۴۰) روز بعد بحکمِ اللہ جل شانہٗ طوفانی بارش بند ہوئی اور طوفان ختم ہوا تو آسمان پر ایک خط رنگین بشکل کمان نظر آیا جس کو قوس وقزح کہتے ہیں۔ جس میں اللہ کریم کی طرف سے اشارہ ہے کہ طوفان تا قیامت پھر نہیں آئے گا۔ اب بھی بعد بارش جب آسمان صاف ہو تو کبھی کبھی آسمان پر قوس وقزح ظاہر ہوتی ہے۔ کشتی کی روانگی کے مقاموں میں اختلاف ہے۔ کوفہ کی زمین یا زمینِ ہندوستان یا جزیرہ کے ایک گاؤں عین وردہ نامی سے چلی تھی۔ تمام روئے زمین پر پھری اور جب طوفان ختم ہوا تو کوہِ جودی (ارارط) پر جو ملکِ شام یا موصل میں ہے، ٹھہری۔ اللہ کریم نے فرمایا کہ آسمان پھیر لے اپنا پانی، زمین پی جائے اپنا پانی جو اس نے اگلا ہے اور کم کیا گیا پانی زمین سے اور کم کیا گیا حکم خدا سے اشرار کا ہلاک ہونا۔ ابرار کا نجات پانا۔ دسویں ماہ محرم کی تاریخ تھی کہ زمین خشک ہوئی حضرت نوحؑ کشتی سے بحکم جل شانہٗ باہر نکلے اور اس روز آپؑ نے روزہ شکرانہ رکھا۔ اسی دن سے دسویں محرم کا روزہ سنت ہوا اور میعادِ طوفان چھ ماہ تھی جو ختم ہوئی۔ اللہ جلّ شانہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اتر جا کشتی سے سلامتی کے ساتھ ہماری درگاہ سے برکتیں اور زیادتیاں تجھ پر اور تیری نسل پر یہاں تک کہ آدمیوں کو تیری طرف منسوب کرتے ہیں کہ تو آدم ثانی ہوگا اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ سلام ان لوگوں پر جو تیرے ساتھ ہیں یعنی جو پیدا ہونے والے یا بڑھنے والے ہیں اس جماعت سے جو مومن لوگ تیرے ساتھ ہیں۔

آئے۔ ملک ترکستان یافث کے بیٹے تیراک یا ترک کا بسایا ہوا ملک ہے۔ پہلے ہندوستان میں امیر تیمور گورگان ہندوستان میں آیا اور ملک پر حملہ کر کے چلا گیا۔ اس کے بعد میں جبکہ لودھی خاندان ہندوستان میں حکمران تھا۔ امیر تیمور گورگانی کی اولاد سے محمد ظہیرالدین بابر بن شیخ عمر مرزا ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور پشاور اور لاہور کو فتح کر کے دہلی پر حملہ آور ہوا اور دہلی کو فتح کر کے بادشاہ ہندوستان بن گیا۔ مدت تک لڑائیاں ہوتی رہیں۔ القصہ خود مختار بادشاہ مقرر ہوا اور اس کے بعد اسکی اولاد میں قریب ساڑھے تین سو سال حکومت رہی پھر ۱۸۵۷ عیسوی میں انگریزوں کے قبضہ میں ہندوستان آگیا۔

حام بن نوحؑ

جب بابل میں اختلاف پیدا ہوا حام اپنے کنبہ کو لیکر بربر، سندھ ہندوغیرہ علاقوں میں جا بسا۔ قبط یا قرط، مارلیخ، کوس کنعان ان کے بیٹے تھے۔ علاقہ شام بھی انہوں نے آباد کیا۔ مصر شہر بسایا، مسمی مصر جس کے نام سے شہر آباد ہوا وہ بڑی عمر والا تھا اور یہ قرط کا پوتا تھا۔ قرط اور مارنخ کی اولاد سے عرب کا تعلق ہے۔ اسی مصر نے شہر مصر میں بادشاہت کی بنیاد ڈالی اور اسی سے مصر میں بادشاہ ہوتے رہے۔ اسی مصر کے خاندان کا آخری بادشاہ طولیس نام تھا مصر میں سب قبطی قوم آباد تھی اور بادشاہ فرعون کے لقب سے مشہور تھے اور قوم سام سے بھی مصر میں بادشاہ ہوئے ہیں۔ پھر قبطیوں میں سلطنت چلی گئی ہے۔ قبطیوں کا مذہب صابیہ تھا اور بت پرستی بھی کرتے تھے اسی طولیس کے بعد ملکہ زلفا بنت مامون قوم قبط سے بادشاہ تھی سلطنت کی کمزوری دیکھ کر قوم عمالقہ نے سلطنت چھین لی۔ یہ قوم عمالقہ اولاد سام

ان میں چند گروہ پیدا ہونیوالے اور بڑھنے والے ہوں گے۔ قریب ہے کہ فائدہ دیں ہم انہیں دنیا میں فراخی عیش اور وسعت کے سبب اور پہنچے گا ہماری طرف سے عذاب دردناک کفار کو۔ روایت ہے کہ حضرت کے کنبہ کے سوا باقی سب لوگ مر گئے اور انہی سے اولاد ہوئی یعنی حضرت کے تینوں بیٹوں سے اولاد ہوئی۔ جب نوحؑ کشتی سے اترے تو جودی پہاڑ سے نیچے اتر کر میدان میں رہائش اختیار کی اور کھیتی کا کام شروع کیا اور باغ انگور کا لگایا اور سب جانوروں کو آزاد کیا اور وہ سب زمین پر پھیل گئے۔ محققین نے طوفان کے متعلق اختلاف لکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بابل کے قرب وجوار میں طوفان آیا، یہ مجوسیوں کا قول ہے فارس، چین، ہند کے لوگ بھی اقرار نہیں کرتے شائد ان ملکوں میں بھی نہیں آیا، مشرق میں کیومرث بن آدمؑ کی اولاد رہتی تھی وہ بھی طوفان سے بچ رہے اور کہتے ہیں فارس میں عقبہ حلوان سے طوفان نے تجاوز نہیں کیا۔ اس اختلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری دنیا میں نہیں آیا لیکن صحیح یہ ہے کہ اس وقت جتنے آدمی زمین پر ہیں وہ سب اولاد نوحؑ سے ہیں۔ جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا ہے ''کہ دیا ہم نے سب کو اولادِ نوحؑ کی۔ ذکر اولاد نوحؑ کا اس طرح ہے آپ کے تین بیٹے جن کو اللہ کریم نے مومن کیا ہے سام، حام، یافث تھے۔ سام تو داخل نسب رسول مقبول ﷺ ہیں جن کا اس شجرہ سے تعلق ہے اور ان کی اولاد عرب میں رہی اور چار نام سے مشہور ہوئی۔ عرب باعدہ، عرب عاربہ، عرب مستعربہ، عرب یمن۔ جن کی تشریح انشاء اللہ آگے آئے گی۔ عرب، فارس، ارم کے لوگ انہیں کی اولاد ہیں۔ دوسرا بیٹا حام جس سے حبشی، بربری، سندھ، ہند وغیرہ اولاد ہیں اور یافثؑ کی اولاد، ترک، چین، فرنگستان یاجوج، ماجوج، تبت وغیرہ ہیں۔ حام اور یافث کی اولاد کا کچھ ذکر جو اس شجرہ سے تعلق رکھتا ہے انشاء اللہ حاشیہ میں آئے گا۔ کوہِ جودی سے اتر کر جس میدان میں رہائش کی اس کا نام قریہ قروی رکھا۔ اب اس کو سوق ثمانین کہتے ہیں۔ جو علاقہ جزائر میں ہے۔ کوہ ابوالقبیس دنیا میں پہلا پہاڑ ہے جو زمین خراسان میں تھا اس کی التجاء پر اللہ جلّ شانہٗ نے اس کو مکہ کے قریب جگہ دی۔ حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ کے جسد یا تابوت بوقت طوفان زمین سے نکال کر کشتی میں رکھ لیے تھے۔ بعد طوفان زمین بیت المقدس میں دفن کئے یہ قبریں بیت المقدس میں ہیں۔

عام نسابین کا خیال ہے کہ جب حضرت نوحؑ کی عمر چھ سو (۶۰۰) برس ہوئی تو طوفان آیا تھا

سے تھی۔ یعنی طسم کی اولاد کو عمالقہ کہتے ہیں جو سام کا پوتا تھا۔ جب حضرت ابراہیم مصر میں گئے تو بادشاہ مصر نے حضرت سائرہ حرم حضرت ابراہیم کو نظر بد سے دیکھا تھا اور پھر توبہ کر کے اپنی بیٹی کو حضرت سائرہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا تھا۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہی طولیس بادشاہ تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہ بادشاہ قوم عمالقہ سے تھا جس کا نام مسنان تھا۔ یہ صحیح ہے جو قوم عمالقہ سے تھا شاید کہ اسکا دوسرا نام بھی ہو مگر بہر حال وہ بادشاہ قوم عمالقہ سے تھا جس نے اپنی بیٹی ہاجرہ بطور لونڈی حضرت سارہ کو دی تھی۔ یہ سب مفصل حال حضرت ابراہیمؑ کے ذکر میں انشاء اللہ درج ہوگا اور قوم عمالقہ سے ہی الریان بن ولید بادشاہ مصر تھا جسکے عہد میں حضرت یوسف مصر میں پہنچے اور وہ حضرت پر ایمان لایا اور اسکے مرنے کے بعد بادشاہت مصر قوم قبط نے واپس لے لی اور پھر اس سے ولید بن مصعب فرعون مصر ہوا جو حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں تھا۔ غرق ہوا شروع سے شاہان مصر کا لقب فرعون ہوتا تھا آخر میں قوم قبط سے بادشاہ مصر فرعون لنگڑا کے نام سے ہوا ہے اس سے بخت نصر نے جو شاہان فارس سے تھا سلطنت مصر پر قبضہ کر لیا اس وقت سے مصر فارس کے قبضہ میں آ گیا۔ شاہان فارس لاوز بن سام بن نوحؑ کی اولاد سے ہیں۔ اسوقت سے مصر میں قبطی، رومی، یونانی، عمالقی سب قوم میں آباد ہوگئیں۔ یہ قبطی لوگ علم فلسفہ، علم نجوم، علم ستارگان، علم طلسم، علم کیمیا میں بڑے ماہر تھے۔ گویا ان علموں کی کان تھے ماریغ سے کنعان تھا جس کی اولاد ملک شام میں رہتی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ کنعان اولاد سام سے ہے۔ جو ملک شام میں ہوا ہے اور جس نے کنعان آباد کیا یہ حام ہی کی اولاد ہے۔ جس وقت بنی اسرائیل نے غلبہ کیا تھا اُس وقت تک وہ کنعان میں آباد رہے قوم بر براُس کنعان کی اولاد

ہے جو ماریغ کا بیٹا تھا۔ اور شاہان افریقہ بھی حام کی اولاد سے ہیں۔ جو رسول پاک ﷺ کے زمانہ تک افریقہ میں بادشاہ رہے اور قوم بربر سے حبشی ہیں اور حبش ان کا ملک ہے جن میں بلاد، سوڈان بڑے بڑے شہر ہیں ان میں ایک شہر خانہ تھا اور ایک شہر ملک نوبہ ہے اور شہر زیلع مشہور ہیں ان میں دین اسلام غالب ہے اور شہر نوبہ کے قصبہ ریلہ میں لقمان حکیم پیدا ہوا اور وہ حضرت داؤد کے زمانہ میں تھا اور انہیں کے پاس رہتا تھا۔ حضرت ذوالنون مصری بھی اسی قوم سے تھے اور تتر سوڈان کے رہنے والے تھے جو دریائے نیل پر واقع ہے ذوالنون مصری کو بلالِ حمامہ بھی کہتے ہیں اسی قوم سے

دمادم ہے زنگی یا حبشی سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں اُن کے ملک میں سونے کی کان ہے ان میں جو مسلمان ہیں مالکی مذہب رکھتے ہیں۔

اور تین سو پچاس (۳۵۰) برس طوفان کے بعد زندہ رہے اس لیے نو سو پچاس (۹۵۰) برس عمر ہوئی۔ سورۃ العنکبوت کے دوسرے رکوع میں اللہ کریم فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحاً اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا اور ہم نے بھیجا نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف (پیغمبر بنا کر) تو وہ پچاس (۵۰) برس کم (۱۰۰۰) برس ان لوگوں میں رہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پچاس (۵۰) برس کی عمر میں آپؑ پیغمبر ہوئے اور نو سو پچاس (۹۵۰) برس لوگوں کو ہدایت کی۔ جب وہ ایمان نہ لائے تو بحکم جلّ شانہٗ طوفان آیا تو حساب بالا سے ایک ہزار (۱۰۰۰) برس حضرت نوحؑ کی عمر تھی۔ جب طوفان آیا اگر پہلے پچاس (۵۰) برس بھی شمار کر لیے جائیں تو نو سو پچاس (۹۵۰) برس کی عمر میں طوفان آیا اور پھر تین سو پچاس (۳۵۰) برس طوفان کے بعد تک آپ زندہ رہے۔ تو کل عمر آپ کی پہلے حساب سے ایک ہزار تین سو پچاس (۱۳۵۰) برس اور دوسرے حساب سے ایک ہزار تین سو (۱۳۰۰) برس ہوئی۔ ترجمہ اور تفسیر حسینی میں آپؑ کی عمر ایک ہزار چار سو (۱۴۰۰) برس لکھی ہے اور یہ بھی ایک روایت ہے کہ جب حضرت عزرائیلؑ آپؑ کی روح قبض کرنے کو آئے تو فرمایا کہ اے سب سے بڑی عمر والے پیغمبر دنیا کو کیا دیکھا تو آپؑ نے فرمایا کہ جیسے کوئی کسی مکان کے ایک دروازے سے اندر داخل ہوتا ہے اور دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ آپ کی عمر زیادہ تھی نو سو پچاس (۹۵۰) برس نہ تھی کیونکہ ایک ہزار (۱۰۰۰) برس تو حضرت آدمؑ کی عمر تھی تو حضرت نوحؑ کی عمر ایک ہزار تین سو پچاس (۱۳۵۰) برس یا ایک ہزار چار سو (۱۴۰۰) برس ضرور ہوئی ہے۔ (واللہ اعلم) آخیر عمر تک نہ تو آپؑ کے بال سفید ہوئے اور نہ ہی دانت اور آنکھ میں کوئی نقص واقع ہوا اور نہ ہی طاقت کم ہوئی اور طوفان کے بعد آپ کے کوئی اولاد بھی نہیں ہوئی۔ اسی میدان یعنی قریہ قروی میں آپ فوت ہوئے اور مدفون ہوئے۔

۱۱ حضرت سام بن نوح

آپ بھی داخل نسب ہیں

توریت میں آپؑ کا نام سم لکھا ہے آپ داخل نسب ہیں حضرت کی وفات کے بعد قریہ قروی یعنی پورب سے حضرت نوحؑ کے تینوں بیٹے باتفاق اپنی سب اولاد کے ساتھ لے کر چلے اور سنعان کے میدان میں جو اس وقت سرسبز دیکھا، ٹھہر گئے اور وہاں آبادی کے لیے ایک شہر کی بنیاد رکھی اور بابل اس کا نام رکھا اور دل میں خیال کیا کہ اگر پھر ایسا

حدودِ اربعہ جس میں اولاد سام آباد ہوئی اور ملک عرب کہلایا غرب پچھم باب الذار و بحرہ احمر و ملک افریقہ شرق پورب۔ خلیج فارس
شمال اتر فلسطین و شام
جنوب دکھن، بحرہ عرب
ملک عرب ۱۵ سے ۳۵ درجہ بلد شمالی پر واقعہ ہے انہی خطوط کے اندر دنیا کی تمام قومیں مشہور آباد ہیں۔ پس دنیا کی قوموں میں تبلیغ کے لیے خطہ عرب ہی مرکز قرار دیا جا سکتا ہے۔

طوفان آئے تو اس کا تدارک کیا جائے تا کہ اس طوفان سے بچ سکیں۔ اس جگہ ایک لمبے چوڑے برج کی بُنیا درکھی اور پتھر کی بجائے مٹی کی خشت آگ سے پکا کر اینٹ گارے سے تعمیر شروع کی بہت بلندی تک لے گئے اللہ کریم کو ان کا یہ ارادہ منظور نہ تھا۔ ارادہ ازلی ظہور پذیر تھا۔ حضرت آدمؑ سے لے کر اس وقت تک سب کی زبان ایک تھی۔ سب مل کر تعمیر کے کام میں ایسے مصروف تھے کہ صبح سے شام تک کام کرتے اور شام کو اپنے اپنے ڈیروں میں جا کر آرام کرتے۔ ایک دن صبح جب کام کے لیے اکٹھے ہوئے تو باہمی گفتگو میں ایک دوسرے کی زبان کو نہ سمجھ سکے یعنی تینوں کنبوں کی زبان علیحدٰہ علیحدٰہ تھی اور ایک دوسرے کی زبان نہ سمجھنے کی وجہ سے تفرقہ ہوا اور ایک دوسرے سے علیحدٰہ ہو کر اپنے اپنے کنبوں کو ساتھ لے کر وہاں سے چل نکلے۔ سام اپنے تینوں بیٹوں ارفخشد لاوز، ارم یا لاوردم اور ان کی اولاد کو ساتھ لے کر عرب کے میدان میں چلا گیا۔ علاقہ شام اور فارس بھی انہیں سے آباد ہوا۔ اور انہی کی اولاد نے فارس اور روم آباد کر کے اپنے اپنے ناموں پر رکھے۔ سام کے دو بیٹے اشود غلیم اور بھی تھے لیکن ان کا نسب نامہ سے تعلق نہیں ہے اس لیے ان پہلے تین بیٹوں کا مختصر حال درج ہوتا ہے۔ سام کی اولاد جو عرب میں آباد ہوئی ان میں چار قومیں قائم ہوئیں۔ عرب باعدہ، عرب عاربہ، عرب مستعربہ، عرب یمن ان کا مفصل حال انشاء اللہ حضرت اسماعیلؑ کے حالات میں درج ہوگا۔ ارفخشد بن سام سب سے بڑے تھے اور داخل نسب ہے ان کا ذکر سلسلہ میں آئے گا لاوز اور ارم خارج نسب ہیں۔ ان کی اولاد کا اس سلسلہ سے تعلق ہے اس لیے حسب ضرورت حال درج ہے۔ لاوز سے چار بیٹے تھے فارس، جرجان، طسم، عملیق، فارس کی اولاد بادشاہانِ فارس ہوئے ہیں اور ملک فارس کا نام اسی کے نام پر ہے۔ جرجان کی اولاد سے جرجانی ہوئے ملک جرجان اسی کے نام پر ہے۔ طسم کی اولاد یمامہ میں بحرین تک رہتی تھی عرب باعدہ کہلاتی تھی۔ عملیق اس کی اولاد عمالیق یا عمالقہ مشہور ہے جن میں سے بادشاہانِ شام و مصر میں قبطی بادشاہوں کے بعد ہوئے اور حسبِ قاعدہ شاہانِ مصر فرعون کے لقب سے مشہور رہے یہ بڑے بہادر ہوئے ہیں۔ یمن، یثرب، خیبر تک مالک تھے۔ حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے لشکر کو ساتھ لے کر قوم عمالقہ کو فنا کیا اس وقت کے بادشاہ کا بیٹا مہن نامی زندہ بچ کر نکل گیا۔ اسی قوم عمالقہ یعنی عوض بن عملیق کی اولاد سے ایک شخص یثرب نامی نے اپنے نام پر یثرب شہر آباد کیا۔ جس کا نام رسول پاک ﷺ نے مدینہ رکھا۔ بحکم رب العالمین حضرت مکہ معظمہ

سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہیں تا قیامت قیام ہوا۔ ارم کو عویلم بھی کہتے ہیں اس کے دو بیٹے تھے ایک کا نام غاثریا کاثر دوسرے کا نام عوض تھا۔ عوض کا بیٹا عاد تھا اس کے قبیلہ کو عاد کہتے ہیں قوم عاد دراز قد اور فربہ تھے اس وقت کے قبیلوں میں سب سے زبردست تھے اور شمار میں زیادہ تھے بہت مالدار تھے اور بت پرستی ان کا مذہب تھا حضرت ہودؑ کو اللہ کریم نے ان کی ہدایت کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا۔ جو انہی کی نسل سے تھے۔ کیونکہ حضرت ہود ارفخشد کی اولاد سے تھے اور یہ قوم ان کے چھوٹے بھائی ارم کی اولاد تھی اس قوم نے بتوں کے نام اس طرح رکھے تھے۔ ساقیہ (مینہ برسانے والا) حافظ (سفر میں حفاظت کرنے والا) رازقہ (رزق دینے والا) سالمہ (سلامت رکھنے والا)۔ حضرت ہودؑ فرماتے تھے کہ یہ پتھر کے بت کوئی کام نہیں کرتے تم سچے خدا کی عبادت کرو ورنہ تم پر عذاب نازل ہوگا وہ کہتے کہ تو بے وقوف ہے مرثد بن سعد ان میں ایک سردارِ قوم تھا وہ معہ اپنے ماتحتوں کے حضرت پر ایمان لایا۔ تین برس قحط سالی ہوئی اور ابر سیاہ کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اس ابر میں ریح عاصف تھی جسے آندھی کہتے ہیں۔ اس آندھی سے سات آٹھ دن میں قوم عاد ہلاک ہوئی اور حضرت ہودؑ مع متعلقین مرثد بن سعد و دیگر مسلمانان جو حضرت ہودؑ پر ایمان لائے سلامت بچ رہے کافر سب ہلاک ہوئے اور قوم عاد کے لوگوں میں جو پست قد تھا ساٹھ (۶۰) گز تھا اور دراز قد ایک سو (۱۰۰) گز تھا اور ارم کا دوسرا بیٹا جو غاثر تھا۔ اس کا بیٹا ثمود ہوا جس کی اولاد قومِ ثمود کے نام سے منسوب ہوئی الحجر میں جو علاقہ شام سے حجاز تک ہے رہتے تھے۔ یہ قوم بھی قومِ عاد کی طرح جو احقاف پر حضرموت سے عمان یعنی الرمل تک رہتے تھے۔ بڑی زبردست اور شاہ زور تھی اور یہ بھی قومِ عاد کی طرح بت پرست تھے۔ ان کی ہدایت کے لیے حضرت صالحؑ کو جو انہی کی نسل سے تھے، پیغمبر بنا کر بھیجا۔ حضرت صالحؑ نے ان کو بہت وعظ و نصیحت کی اور قومِ عاد کی مثال دے کر ان کو عذاب دردناک سے ڈرایا۔ اور قبیلہ کا ایک سردار جس کا نام جندع بن عمر تھا اس نے ایک پتھر اسے کاثبہ کہتے تھے اور وہ میدان میں پڑا تھا کی طرف اشارہ کیا کہ اس پتھر سے اونٹنی پیدا ہو اور اس کی شکل وصورت کا بھی اظہار کیا، تب ہم تجھے پیغمبر مانیں گے اس پر اللہ جلّ شانہٗ نے اس پتھر سے حسب منشاء ان کافروں کے اپنی قدرت کاملہ سے اونٹنی پیدا کر دی۔ تب بھی وہ قوم ایمان نہ لائی۔ لیکن جندع بن عمر کچھ آدمیوں کے ساتھ مسلمان ہوا۔ باوجود معجزہ حسب منشاء خود دیکھنے کے کفر سے باز نہ آئے تو حضرت صالحؑ ان سے بمع مسلمانوں کے علیحدہ

ہوئے۔قومِ ثمود آوازِ ہیبت ناک اور زلزلہ سے ہلاک ہوئی۔ حضرت جدلیسؑ غاثر کے بیٹے ثمود کے بھائی تھے ان کی اولاد عرب باعدہ ہوئی ہے۔ ان کی زبان عربی تھی۔ شداد جو بادشاہ تھا، دعویٰ خدائی کیا اسی قومِ عاد سے تھا اور رستم بھی اسی قومِ عاد سے تھا، عادعرب کا پہلا بادشاہ ہے شداد عاد کا بیٹا جس کا ذکر اوپر ہوا ہے شام، ہند اور عراق اس نے فتح کیا۔ صحرائے عدن میں اس نے بہشت بنائی۔ معدی کرب بھی قومِ شداد سے تھا اور لقمان بھی قوم عاد سے تھا اور ارم سے عبد ضخم نامی ایک شخص نے عربی خط لکھنا ایجاد کیا۔ صالح پیغمبر نے تیس (۳۰) سال قوم ثمود میں وعظ کی جب وہ فنا ہوئے تو حضرت صالحؑ فلسطین کو چلے گئے پھر مکہ معظمہ کی زمین میں چلے گئے۔ پچاسی (۸۵) برس کی عمر میں وہیں فوت ہوئے۔ جب حضرت کی عمر چھ سو (۶۰۰) برس ہوئی تو آپ کا انتقال ہوا۔قرآن پاک میں قوم عاد اور ثمود کا ذکر سورۃ الاعراف کے نویں اور دسویں رکوع میں ہے۔

۱۲ حضرت ارفخشدؑ
آپ بھی داخل نسب ہیں

آپؑ کا دوسرا نام ارفکسد ہے۔ ارفخشد روشن چراغ کو کہتے ہیں، آپؑ بڑے زاہد اور پرہیزگار تھے۔ آپؑ طوفان کے دو برس بعد پیدا ہوئے۔ سام کے بعد آپؑ املاک پدری کے وارث ہوئے۔ آپؑ داخل نسب ہیں۔ جب آپؑ کی عمر ایک سو پینتیس (۱۳۵) برس ہوئی تو آپؑ کا لڑکا قینان پیدا ہوا اور جب آپؑ کی عمر ایک سو ستر (۱۷۰) برس ہوئی تو آپؑ کا لڑکا شالح پیدا ہوا۔ جو داخل نسب ہے۔ جب آپؑ کی عمر دو سو اڑتالیس (۲۴۸) برس ہوئی تو آپؑ کا بیٹا کیومورث پیدا ہوا۔ بعض قینان کو کیومورث کہتے ہیں جو شاہان فارس کا مورث اعلیٰ ہے آدمؑ کا بیٹا کیومورث تھا وہ اور اس کا خاندان طوفان نوحؑ میں غرق ہوئے وہ کیومورث تھا یہ کیومورث ہے بعض اس کیومورث کو ارفخشدؑ کا بھائی کہتے ہیں لیکن یہ ارفخشد کا بیٹا ہے جو بعد حضرت نوحؑ کے پیدا ہوا۔ یہ بڑا زبردست، بہادر اور جنگجو شخص تھا۔ ملکی معاملات اور جنگی واقعات اس کے سپرد ہوئے اس لیے اس کو ابوالملوک کہتے ہیں اور اس کا حضرت شالحؑ جو بڑا بھائی تھا وہ داخل نسب ہے اسے ابوالانبیاء کہتے ہیں۔ کیومورث کو علم جادو اور مسخرات بھی تھا اور بلخ کی زمین میں دیو پری رہتے تھے ان کو قابو کر کے ان سے کام لیا یعنی شہر بلخ کو بسایا اور فارس آباد کر کے سلطنت کی بنیاد ڈالی شاہان فارس اسی کی اولاد ہیں خاندان کیان کا مورث اعلیٰ ہے جو اس کے نام سے تعلق رکھتا ہے یعنی کیومورث نوشیرواں بھی اسی خاندان سے ہوا۔ جس کا آخری بادشاہ یزدگرد اسلامی فوج

سے لڑتا رہا۔ خلیفہ دوم اور خلیفہ سوم کے وقت میں وہ مرا اور فارس کا ملک سب مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ جب حضرت ارفخشدؑ کی عمر چار سو پینسٹھ (۴۶۵) برس کی ہوئی تو آپؑ کا انتقال ہوا۔

۱۳ حضرت شالحؑ
آپ بھی داخل نسب ہیں

آپؑ کا نام صالحؑ بھی لکھا ہے لیکن صالحؑ پیغمبر حضرت ہودؑ پیغمبر کے بعد قوم ثمود سے ہوئے ہیں۔ طوفان نوحؑ کو دوسو چوہتر (۲۷۴) برس گزر چکے ہیں جب آپؑ پیدا ہوئے۔ جب آپؑ کی عمر چھہتر (۷۶) برس ہوئی تو حضرت نوحؑ فوت ہوئے۔ آپؑ داخل نسب ہیں۔ اور آپؑ کو ابوالانبیاء بھی کہتے ہیں جب آپؑ کی عمر ایک سو تیس (۱۳۰) برس ہوئی تو آپؑ کا بیٹا عابر یا ہود پیدا ہوا۔ شالحؑ کے معنی رسول کے ہیں۔ ارفخشدؑ کے بعد آپ ان کے جانشیں ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ قحطان آپ کا بیٹا تھا جو یمن میں جا کر آباد ہوا اور بادشاہت یمن میں قائم کی لیکن یہ غلط ہے وہ ہود کا لڑکا ان کا پوتا تھا جس کے حالات آگے آئیں گے جب حضرت شالحؑ کی عمر چار سو ساٹھ (۴۶۰) سال کی ہوئی تو آپ کا انتقال ہوا۔

۱۴ حضرت ہودؑ یا عابرؑ
آپ بھی داخل نسب ہیں

آپ کے نام عاد، عبر، عابر، غابر بھی ہیں۔ آپؑ جب پیدا ہوئے تو ہبوط آدم کو دو ہزار تین سو پچاس (۲۳۵۰) برس گزر چکے تھے۔ آپؑ حضرت نوحؑ کے بعد نبی اُمت ہوئے۔ جب آپ کی عمر ایک سو چونتیس (۱۳۴) برس ہوئی تو آپ کا بیٹا قالغ پیدا ہوا جو داخل نسب ہے۔ آپؑ کے چار بیٹے تھے قالغ جو داخل نسب ہے اور سقیطی، خطاب اور قحطان یا یقطن، یہ تینوں خارج نسب ہیں۔ سقیطی کا پوتا یعنی سقیطی کا بیٹا ملکان اور ملکان کا بیٹا خضرؑ جو پیغمبر ہوئے ہیں۔ لیکن ابن خلدون نے قالغ کا پوتا لکھا ہے یعنی سقیطی کی بجائے قالغ لکھا ہے بہر حال حضرت خضرؑ اولاد ہود سے ہیں اور خطاب کی بارہویں پشت میں حضرت شعیبؑ کو پیغمبر لکھا ہے لیکن اس میں بھی اختلاف ہے مدین بن حضرت ابراہیمؑ سے حضرت شعیبؑ کو لکھتے ہیں۔ جو صحیح معلوم ہوتا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے ذکر میں آئے گا۔ حضرت ہودؑ اپنے باپ کے جانشین ہوئے۔ آپؑ کی زبان عبرانی تھی آپؑ عبرانیوں کے جدِ اعلیٰ ہیں۔ آپؑ قومِ عاد کی ہدایت کے لیے گئے اور تیس (۳۰) سال ان کو ہدایت کرتے رہے لیکن وہ لوگ ایمان نہ لائے اور فنا ہوئے جو لوگ ایمان لائے تھے وہ حضرت کے ساتھ واپس آئے اور وہ قومِ عاد ملک ارمل اور حضر موت کے درمیان رہتی تھی جس کا ذکر پہلے حضرت سامؑ کے حالات میں آ چکا ہے آپؑ صولت اور مجدل میں حکومت کرتے تھے

جب سام بن نوحؑ بابل سے الگ ہوئے تو آپ کا بیٹا قحطان یمن کو چلا گیا اور وہاں جا کر بادشاہت قائم کی۔ یہ یمن کا پہلا بادشاہ ہوا ہے اس کی اولاد کو عربِ یمن اور عربِ عاربہ کہتے ہیں اسکے دو بیٹے تھے۔ یعرب اور جرہم ان کی زبان عربی تھی۔ عربی زبان کا استعمال انہی سے رائج ہوا۔ جرہم سے قبیلہ جرہم ہوا۔ جب حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ کو میدانِ مکہ میں چھوڑ گئے تھے اور بحکمِ الٰہی چشمہ پانی ان کے لیے ظاہر ہوا تھا اسوقت یہی قبیلہ جرہم یمن سے شام کو جا رہا تھا۔ اس لق ودق میدان میں پانی کا چشمہ دیکھ کر ٹھہر گئے تھے اور حضرت ہاجرہؓ کے ماتحت اس جگہ آباد ہوئے۔ اس وقت اس آبادی کا نام مکہ رکھا اور حضرت اسمٰعیلؑ نے انہی میں پرورش پائی۔ ان کی زبان عربی تھی۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی زبان بھی عربی ہوئی۔ مفصل حال حضرت اسمٰعیلؑ کے حالات میں آئے گا۔ قحطان کا دوسرا بیٹا جو یعرب تھا وہ بھی عربِ عاربہ اور عربِ یمن کہلایا۔ یعنی یعرب کا بیٹا سباء تھا۔ جو عرب یمن کے نام سے موسوم تھا۔ اصل نام عبدالشمس تھا اور لقب اسکا سباء تھا۔ اور اس سے بڑے بڑے بادشاہ ہوے۔ کہلان حمیری، عمر بن سباء، الماطاطہ اور اشعر وغیرہ کہلان حمیری یعنی حمیر یمن کا بادشاہ ہوا۔ ثمود کو اس نے یمن سے نکالا اور کیکاؤس بادشاہ کو قید کر کے یمن میں لے آیا اور رستم نے چھڑایا۔ پہلے حمیر کی اولاد دو ہزار برس (۲۰۰۰) تک یمن میں بادشاہت کرتی رہی پھر سباء کی دوسری اولاد سے بادشاہ ہوئے جو پیدائش رسول اللہ ﷺ تک حکمران یمن تھے اور حمیر کی اولاد سے حارث الرائیش ایک بادشاہ یمن تھا جس کا بیٹا صعب الرائیش تھا جو روم کا بادشاہ ہوا۔ جس کا لقب ذوالقرنین ہوا ہے۔ اُسکا ذکر قرآن پاک میں اللہ کریم نے فرمایا ہے۔ کُل دُنیا کا بادشاہ ہوا۔

حضرت نوحؑ کے حالات کے حاشیہ میں یافث کے حالات میں اس کا کچھ ذکر تحریر ہو چکا ہے۔ شاہانِ یمن کا لقب تبع تھا اور اسی حمیری قبیلہ سے بادشاہت ایک عورت بیس سالہ کو ملی جس کا نام ملکہ بلقیس تھا جس نے حضرت سلیمانؑ سے نکاح کیا۔ یہ قصہ بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔ رسول پاک ﷺ کے زمانہ سے پہلے جو قوم حبشہ یمن میں حکمران ہوئی تھی وہ بھی سباء کی اولاد سے تھی۔ حبش کے رہنے والی قوم حبش قبیلہ بربر سے ہے جو حام بن نوحؑ کی اولاد ہے۔ یہ قوم حبشہ عرب کے رہنے والے سباء اولاد سام سے ہیں۔ قوم حبشہ سے پہلے ارباط نام یمن پر قابض ہوا پھر ابرہہ الشرم صاحب فیل جو کہ مکہ والوں سے عداوت رکھتا تھا مکہ پر باارادہ مسمار چڑھائی کی۔ یہ مفصل قصہ حضرت

عبدالمطلب کے حالات میں آئے گا۔ مشروق بن ابر ہہ الشرم اس خاندان کا آخری بادشاہ یمن ہوا پھر اولادِ حمیر کو اس طرح بادشاہت ملی کہ سیف بن ذی یزن حمیری کو نوشیروان نے یمن پر لشکر دے کر بھیجا کہ مشروق کو یمن سے نکال دے اس نے مشروق کو یمن سے نکال دیا۔ اسوقت سیف بادشاہ یمن ہوا حبشہ کے کچھ لوگ یمن میں رہ گئے تھے انہوں نے سیف کو قتل کر دیا پھر نوشیروان نے خود یمن میں آکر قبضہ کر لیا اور اپنا عامل نجاشی کو یمن میں مقرر کیا۔ نجاشی رسول پاک ﷺ پر ایمان لایا۔ اور مسلمان ہوگیا۔ تب سے یمن مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ حمیر کی اولاد سے ایک قبیلہ قضا ہے۔ قضا سے قبیلہ کلب مشہور ہے۔ اور اولاد کلبی دومتہ الجندل ملوک شام میں تھے۔ اسی کی اولاد سے دِیحیاۃ الکلبی ہے اور دِیحیاۃ الکلبی کی اولاد سے رجال الغیب ہوئے ہیں۔ جنہیں چہلتن کہتے ہیں اسی قبیلہ قضا سے حبشہ اور بہر دو قبیلے تھے وہی حبشہ جس کا اُوپر ذکر آچکا ہے۔ دریائے دجلہ کے شمال میں رہتے تھے اور ایک قبیلہ بنی کہلان ہوا ہے جس سے سات چھوٹے چھوٹے قبیلے تھے، آذر، طے، مذحج، ہمدان، کندہ، انمار، اور آذر سے قبیلہ غاشہ تھا جس میں سے مازن بادشاہ شام ہوا ہے اور اس سے دو قبیلے تھے۔ خوارج اور ملک، جو یثرب میں رہتے تھے انہیں کے لوگ قوم انصار کہلائے جو سب سے پہلے مکہ میں جا کر حضورﷺ پر ایمان لائے اور دوسرے سال بھی انہیں قبیلوں سے مکہ معظّمہ جا کر اسلام قبول کیا وراسی آذر سے، خزاعہ، بارق، دوس، عتیک، غافق، یہ چھوٹے چھوٹے قبیلے تھے۔ جب قریش مکہ کے ساتھ رسول پاکﷺ نے صلح کی، اس وقت قبیلہ خزاعہ سب حضرت سے مل گئے تھے۔ ابوزید بن حارث رسول پاک ﷺ کے غلام اس قبیلہ سے تھے یعنی قبیلہ کلب سے تھے۔

ابوغشیان اسی قبیلہ آذر کی اولاد قبیلہ خزاعہ سے بادشاہ مکہ میں تھا جس سے خانہ کعبہ کی کنجیاں قصٰی پدر عبدالمناف نے واپس لی تھیں۔ اسوقت وہ شہر طائف میں تھا۔ قصٰی نے اس سے چابیاں مذکور لے کر اپنے بیٹے عبدالزار کی معرفت مکہ کو بھیج دیں۔ یہ سب ذکر قصٰی کے حالات میں آئے گا اور اسی آذر کی اولاد قبیلہ دوس سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ الغرض یعرب اور جرہم کی اولاد سے جس قدر عرب میں آباد ہوئے، سب حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں ملتے رہے اور رسول پاک ﷺ کے وقت بھی حضرت کے ساتھ رہے اور اصحاب کبار میں شمار ہوئے ہیں۔ جو آگے آگے فرداً فرداً درج ہوتا جائے گا۔ حضرت ہودؑ بہتر (٧٢) زبانیں جانتے تھے ان کی اصلی زبان عبرانی تھی اور آپ کی عمر جب چارسو

ساٹھ (۴۶۰) برس ہوئی تو آپ کا انتقال ہوا۔

۱۵ حضرت قانغ
آپ بھی داخل نسب ہیں

آپؑ کے نام فانع، فالج، قاسم بھی لکھے ہیں۔ جب آپؑ کی عمر ایک سوتیس (۱۳۰) برس ہوئی تو آپؑ کا لڑکا رعو پیدا ہوا۔ جو داخل نسب ہے۔ جب آپؑ باپ کے بعد جانشین ہوئے تو باہمی ملک کی تقسیم ہوئی۔ جب آپؑ کی عمر تین سوانتیس (۳۲۹) برس ہوئی تو آپؑ کا انتقال ہوا اور تقسیم ملک طوفان نوحؑ سے چھ سوستر (۶۷۰) برس بعد ہوئی۔

۱۶ حضرت رعوؑ
آپ بھی داخل نسب ہیں

آپؑ کے نام، ارغو، راعو، ارغب، زعران لکھے ہیں اور توریت میں راعو نام لکھا ہے اور یہ قانع سے علیحدہ ہو کر کلواز کی طرف چلا گیا اور اپنے دین کو چھوڑ کر صوبیہ دین اختیار کرلیا اور وہیں شادی کرلی۔ اس کی بیوی کا نام بنطی تھا۔ جب اسکی عمر ایک سوتیس (۱۳۰) برس ہوئی تو اس کی بیوی بنطی سے شاروخ پیدا ہوا۔ جو داخل نسب ہے۔ جب آپ کی عمر تین سوانتالیس (۳۳۹) سال ہوئی تو ان کا انتقال ہوا اور اسی جگہ قیام رہا۔

۱۷ حضرت شاروخؑ
آپ بھی داخل نسب ہیں

آپؑ کے نام ساروغ، شاروخ، سروغ، مارخ، سارع الشرع اور توریت میں سروج لکھا ہے۔ جب آپؑ کی عمر ایک سوتیس (۱۳۰) برس ہوئی تو آپؑ کے لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام ناحور رکھا اور یہ لڑکا داخل نسب ہے۔ جب ناحور پیدا ہوا، اس وقت طوفان نوحؑ کو نوسودو (۹۰۲) برس کا عرصہ گذرا تھا۔ جب آپؑ کی عمر تین سوتیس (۳۳۰) برس کی ہوئی تو آپؑ کا انتقال ہوا۔

۱۸ حضرت ناحورؑ یا ناخورؑ
آپ بھی داخل نسب ہیں

آپکے نام ناحور، نحور، اشنوخ بھی لکھے ہیں۔ جب آپؑ کی عمر اُناسی (۷۹) برس ہوئی تو آپؑ کا لڑکا تارخ پیدا ہوا جو داخل نسب ہے۔ بیقال اور حاران دو بیٹے اور تھے جو خارج نسب ہیں۔ حاران بن ناحور کی دو لڑکیاں تھیں۔ سائرہ اور ملکا۔ سائرہ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی اول تھیں اور ملکا نحور بن آذر برادر حضرت ابراہیمؑ کی بیوی تھیں۔ جن کا ذکر آذر کے بیٹوں کے حالات میں آئے گا اور بیقال کی پانچویں پشت میں حکیم لقمان ہوا ہے۔ جو حکماء یونان کے اعلیٰ طبقہ سے ہے۔ اس کے زمانہ میں اور حکیم ذیمیقراطیس اور انکشیا غورش بھی حکیم ہوئے ہیں۔ حکیم لقمان حکمت کا بادشاہ اول گنا جاتا ہے۔ اس لیے اس کا نسب شاگردی حاشیہ میں مختصر سپرد قلم کیا جاتا ہے۔ حضرت ناحورؑ کی عمر دو سو آٹھ (۲۰۸) برس کی ہوئی تو آپؑ کا انتقال ہوا۔ اسوقت آپ بابل میں اپنے کنبہ کے ساتھ رہتے تھے اور

لقمان کو قرآن کریم میں حکمت عطا ہونے کا اللہ کریم کا ارشاد ہے۔ اور پیغمبری میں اختلاف ہے۔

لقمان۔
لقمان کا شاگرد تالیس کو تلمذ اور تلمذ کا شاگرد حکیم ملطیہ تھا اور ملطیہ شاگرد فیثا غورث کا اور فیثا غورث کا شاگرد سقراط تھا اور سقراط کے دو شاگرد بڑے اجل ہوئے

بابل میں نمرود بادشاہ تھا۔ جو بت پرست تھا اور دعویٰ خدائی کیا کرتا تھا اور اسی نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا۔ یہ نمرود اولاد حام میں سے تھا، یعنی نمرود بن کنعان بن کوس بن حام ہے اور بعض نے اولاد سام میں اس کا شجرہ نسب لکھا ہے۔ کنعان اولاد سام میں بھی ہوا ہے لیکن بابل کا شہر اولاد حام نے ہی آباد کیا ہے اور بابل اور نینوا میں خود مختار حکومت تھی۔ عراق عرب بھی اس وقت انہیں کے قبضہ میں تھا۔ انہوں نے مذہب صابیہ اختیار کر کے بت پرستی شروع کی۔ رعوا بن قانع بھی انہیں میں آ کر شامل ہو گیا اور انہیں کا دین اختیار کر کے بابل میں رہائش رکھی۔ اصل نام اس کا ہاصد تھا لیکن شاہان بابل کا لقب نمرود ہوتا تھا اور اسی نے بابل میں بڑا محل بنایا اور نمرود کے نام سے مشہور ہوا۔

آپ کا نام تارخ بھی لکھا ہے آپ بت پرست اور بت ساز بھی تھے۔ بادشاہ نمرود کے بت خانہ کے داروغہ تھے۔ بڑے بت کا نام آذر تھا اس کے نام سے یہ نام مشہور ہوا تھا۔ ان کے تین بیٹے تھے ابراہیم جو داخل نسب ہیں دو بیٹے ہاران اور نحور تھے جو خارج نسب ہیں۔ ہاران آذر کی زندگی میں مر گیا اور اس کا بیٹا لوط تھا جو پیغمبر ہوئے۔ جو حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ بابل سے نکلے تھے اور مصر تک حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ رہے اور جب مصر سے روانہ ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ کنعان کی طرف چلے گئے۔ اور حضرت لوطؑ شہر سدوم میں بحکم جلّ شانہٗ تشریف لے گئے اور ان کی اولاد بھی ہوئی جن سے بلعم بن باعور پیغمبر ہوئے اور حاشیہ میں ذکر مذکور ہو گا۔ آذر کے تیسرے بیٹے ناحور تھے، ناحور کی اولاد تھی لیکن ایک بیٹا بتسوئیل تھا اس کی قضا یا ربقہ نام کی ایک بیٹی تھی۔ جن کی اولاد سے تعلقات اس شجرہ نسب سے بہت ملتے ہیں اس لیے مذکور ہے۔ یعنی ناحور ابن آذر کی بیوی ملکا ہمشیرہ حضرت سائرہ بیوی حضرت ابراہیم تھیں اور اس ملکا کے بطن سے نحور کا بیٹا جو بتسوئیل تھا اس کی ایک بیٹی قضا یا ربقہ تھی جو حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیمؑ کی بیوی تھیں جن کے بطن سے حضرت اسحاق کے دو بیٹے حضرت یعقوبؑ اور حضرت عیصؑ ہوئے ہیں۔ نحور کے آٹھ بیٹے تھے بتویل جس کا ذکر اوپر ہوا، جس کی لڑکی ربقہ تھی اس کا ایک بیٹا لابن نامی تھا۔ اس لابن کی دو لڑکیاں لیا اور راحیل تھیں۔ یہ دونوں حضرت یعقوبؑ کی بیویاں تھیں جن کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ جن کا مفصل ذکر حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کے حالات میں آئے گا۔ عوص، لوص، قموئل یہ (ابوالارمن ہیں) کاس اس سے کدیو ہوئے ہیں اور اسی کاس کی اولاد سے بخت نصر بادشاہ بابل ہوا ہے۔ جس نے ۷۷ ۹ موسوی میں بیت المقدس کو

ہیں۔ ایک جالینوس جس کی قبر صقلیہ میں ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں ہوا ہے اور دوسرا افلاطون تھا اور حکیم افلاطون کا شاگرد ارسطو تھا اور یہ سکندر اعظم بن فیلقوس کا وزیر اعظم تھا۔ اور اس کا استاد بھی تھا۔ اسی ارسطو نے کتاب ہرمس کی شرح لکھی ہے جسمیں حکمت اور طلسمات کے اسرار گویا موجودہ زمانہ کے صنعتی حالات سب درج ہیں۔ یہ سب کچھ پہلے سے ایجاد ہے۔ یہ سب حکمت لقمان سے ہی ایجاد ہوئی۔

۱۹ آذر
آپ بھی داخل نسب ہیں

ہاران: ابن آذر ان کے بیٹے کا نام لوط تھا جو اپنے چچا ابراہیمؑ کے ساتھ بابل سے نکلے اور مصر میں پہنچے مصر سے روانہ ہو کر حران میں پہنچے تو نحور نے جو لوط کا دوسرا چچا تھا اسی شہر حران میں قیام رکھا۔ یہ شہر حران بعد طوفان حضرت نوحؑ پہلا شہر آباد ہوا تھا اور حضرت ابراہیمؑ حضرت لوط کو ساتھ لے کر وہاں سے چلے حضرت لوطؑ کو بذریعہ وحی اللہ کریم کا ارشاد ہوا کہ تم شہر سدوم علاقہ فلسطین میں جاؤ اور وہاں ان لوگوں کو ہدایت کرو اور اس وقت ان کو پیغمبری عطا ہوئی۔ حضرت ابراہیمؑ کنعان چلے گئے اور حضرت لوطؑ سدوم میں پہنچے اور اس قوم کو ہدایت کرتے رہے لیکن وہ قوم ایمان نہ لائی اور سب قوم قہر الٰہی سے غرق ہوئی اور لوطؑ اپنے ہمرائیوں کو ساتھ لے کر اس شہر سے بحکم رب العالمین علیحدہ ہوئے لیکن آپ کی بیوی ریلہ نامی جو کافروں سے ملی ہوئی تھی وہ بھی غرق ہوئی اور حضرت لوطؑ کا ایک بیٹا جس کا نام موالی تھا اور ایک

مسمار کیا اور بنی اسرائیل کو قید کر کے بابل لے آیا اور ملوک بابل جو اولا د سام سے ہوئے ہیں۔ وہ اُسی کی نسل سے ہوئے ہیں۔ خدو، بلداس، بلداف، یہ آٹھ ہیں اور بعض نے نخور کے تیرہ بیٹے لکھے ہیں۔ ان کے نام بھی یہ ہیں۔ اغما، تاحش، کاہم، ارمن، برص یہ تیرہ ہوئے۔ آذر کی عمر جب دوسو پانچ (۲۰۵) برس ہوئی تو آپؑ کا انتقال ہوا۔

ایک روایت ہے کہ بابل سے جب حضرت ابراہیمؑ نکل کر شہر حران میں ٹھہرے تو وہاں آذر بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہیں انتقال ہوا لیکن یہ روایت صحیح معلوم نہیں ہوتی کیونکہ آذر کا حران میں کنبہ کے ساتھ آنا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لیے آذر بابل میں ہی حضرت ابراہیمؑ کے بابل سے نکلنے سے پہلے فوت ہو چکے تھے مگر حضرت ابراہیمؑ کے بھائی نحور اوران کا کنبہ ساتھ تھے جو حران میں ہی رہ گئے اور وہاں ہی قیام رکھا۔ آذر بن ناحور بن شاروخ ہے ناحور بن شاروخ کا حاران بیٹا تھا اور اس کی دولڑکیاں ملکا اور سائرہ تھیں اور آذر کے تین لڑکے جن کے نام ابراہیمؑ حاران اور ناحور ہوئے۔

آذر کے بھائی حاران کی دونوں لڑکیاں آذر کے دونوں بیٹوں کی سائرہ ابراہیمؑ اور ملکا نحور کی بیویاں ہوئیں۔ ملکا کے بطن سے نحور کا بیٹا بتوائل تھا اور بتوائیل سے اولاد اس کی ایک بیٹی ربقہ تھی اور بیٹا لابن نامی تھا اور سائرہ کے بطن سے ابراہیمؑ کا بیٹا اسحاقؑ ہوا۔ ربقہ اسحاقؑ کی بیوی ہوئی لابن کی دولڑکیاں لیا اور راحیل تھیں۔ ربقہ کے بطن سے اسحاقؑ کے دو بیٹے یعقوبؑ اور عیصؑ ہوئے لابن کی دونوں لڑکیاں لیا اور راحیل یعقوبؑ سے شادی شدہ ہوئیں۔ جن کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔

رعوا اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر بابل میں آ گیا اور دین صوبیہ اختیار کر لیا تھا۔ اس کی تمام اولاد بابل میں ہی پیدا ہوئی اس کی چوتھی پشت میں آذر ہوئے جو بت ساز اور بت پرست بھی تھے اور نمرود بادشاہ بابل کے بت خانہ کے داروغہ تھے۔ کہان نامی کاہن نے پیشینگوئی کی کہ ایک شخص اسوقت پیدا ہونے والا ہے جو بتوں کو توڑے گا اور اپنا سچا دین پھیلائے گا۔ اس پر نمرود نے حکم دیا کہ شہر میں جو لڑکا پیدا ہو مروا دیا جائے۔ آذر جو داروغہ بت خانہ تھا اسکے دولڑکے پہلے تھے اس حکم نمرودی کے بعد اس کے تیسرا بیٹا پیدا ہوا اس کا نام ابراہیم رکھا چونکہ حکم قہاری نمرود کا شائع ہو کر عمل درآمد ہو رہا تھا اس لیے ابراہیم کی والدہ کو خوف پیدا ہوا کہ میرے بچے کو بھی شاہی حکم سے مروا دیا جائے گا۔ فوراً گود میں اٹھایا اور

بیٹی تھی جو حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے مدین کی بیوی ہوئی اور حضرت کے بیٹے موالی کی چوتھی پشت میں بلعم بن باعور پیغمبر ہوئے جو بلعم باعور کے نام سے مشہور ہیں وہ اس طرح ہے کہ بلعام بن باعور بن رسیوم بن برسیم بن موالی بن لوط بن ہاران بن آذر یہ نسب نامہ بلعم باعور ہے۔ معد بن عدنان اول نے بنی اسرائیل کی قوم پر چڑھائی کی اور اس کو تنگ کیا تو اس وقت بلعم باعور قوم بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے ان کو قوم بنی اسرائیل نے کہا کہ آپ اس کے حق میں بددعا کریں۔ آپ کی خواہش معد کے حق میں بددعا کی ہوئی تو آپ پر وحی نازل ہوئی کہ اس معد کی نسل سے پیغمبر آخرالزماں ہوں گے آپ اس کے حق میں بددعا نہ کریں تب آپ نے بنی اسرائیل کو جواب دیا اور ان سے ناراض ہو کر چلے گئے پھر اس قوم سے علیحدہ رہے۔

جد انبیاء علیہ السلام
۲۰ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ
آپؑ بھی داخل نسب ہیں

حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے سوائے حضرت اسماعیلؑ کے خارج نسب ہیں جن کا تعلق اس نسب نامہ سے ہے ان کا مختصر حال یہاں حاشیہ درج ہوتا ہے۔

حضرت اسحاقؑ۔ توریت میں آپ کا نام ضحاق لکھا ہے آپ حضرت سائرہ کے بطن سے تھے اور حضرت اسماعیلؑ سے چھوٹے

تھے جب آپ کی عمر آٹھ یوم ہوئی حضرت نے آپ کا ختنہ کیا اور جب عمر چالیس سال ہوئی تو حضرت ابراہیمؑ آپ کو ہمراہ لے کر حران گئے اور وہاں بتوائیل اپنے بھتیجے یعنی ناحور کے بیٹے بتوائیل کی لڑکی ربقہ سے حضرت اسحاقؑ کی شادی کی اور پھر بہو بیٹے کو ساتھ لے کر کنعان واپس تشریف لے آئے جب حضرت اسحاقؑ کی عمر ساٹھ سال ہوئی اور حضرت ابراہیمؑ حیات تھے تو ربقہ کے بطن سے توام یعنی جوڑا دو بیٹے پیدا ہوئے۔ جو لڑکا پہلے پیدا ہوا اور وہ بڑا تھا اس کا نام عیصؔ رکھا اور جو دوسرا بیٹا عیصؔ کے ساتھ اسی وقت پیدا ہوا اور وہ چھوٹا تھا اس کا نام یعقوبؑ رکھا جب یہ جوان ہوئے تو یعقوبؑ کے سپرد بکریاں چرانے کا کام ہوا اور عیص کھیتی کرتا تھا اور ہمیشہ شکار کھیلتا تھا حضرت اسحاقؑ عیص کو زیادہ محبت کرتے تھے اور ربقہ کو چھوٹے بیٹے یعقوب سے محبت تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسحاقؑ سے وعدہ لیا تھا کہ کنعانیوں میں ان کی شادی نہ کریں گے اور اسی وجہ سے انہیں ساتھ لے کر اپنے کنبہ میں ان کی شادی کی تھی جب حضرت اسحاقؑ عمر رسیدہ ہوئے تو وہ آنکھوں سے نابینا ہوگئے ایک دن حضرت اسحاقؑ نے عیص سے کہا کہ جنگل سے جا کر شکار لا اور کباب بنا کر مجھے کھلا تا کہ میں تیرے حق میں دعائے برکت کروں اور یہ گفتگو ربقہ ان کی بیوی نے سنی چونکہ اس کی محبت یعقوب کے ساتھ تھی اس نے یعقوب کو یہ سب کچھ بتلایا اور کہا کہ تیرے باپ نے عیص کو کباب تیار کرنے کو کہا ہے تا کہ اس کو کھا کر اس کے حق میں دعائے برکت کرے اور عیص باہر شکار کو گیا بہتر ہے کہ تو اپنے گلہ سے ایک موٹی تازی بکری لے کر بہت جلد کباب تیار کر کے اپنے باپ کو کھلا تا کہ وہ تیرے حق میں دُعائے برکت کہے یعقوب فوراً والدہ کے حکم کی تعمیل کر کے کباب بنا لایا اور باپ سے

جنگل میں جا کر ایک پہاڑ کی غار میں رکھ کر خدا کے سپرد کیا۔ جائے عبرت ہے کہ مصنوعی خدا کے حکمِ قہاری کو خدائے واحدہٗ لاشریک کے حکمِ غفاری نے اپنے سچے بندے کو بے سروسامانی کی حالت میں پرورش کر کے اس مدعی خدا پر اسی کا حکمِ قہاری عائد کیا کہ ایک دانہ پشہ سے اس کی موت کا سامان بنایا جو فنا فی الجہنم ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ کی والدہ پردہ سے اس غار میں جاتیں اس دیدہ نور کو دیکھ کر قلب بیقرار کو تسکین دے کر گھر واپس آجاتیں۔ بحکمِ جلّ شانہٗ ایک دن میں ایک ماہ کے بچہ کے مطابق حضرت ابراہیمؑ بڑھتے۔ جب کچھ ہوش آیا تو رات کے وقت آسمان پر ستاروں کو دیکھ کر کہا کہ یہ خدا ہیں۔ لیکن وہ جب غائب ہوئے تو انکار کیا۔ پھر چاند کو دیکھ کر خدا مانا اسکے چھپ جانے سے بھی انکار کیا اور جب دن روشن ہوا اور سورج بڑی تیزی سے نکلا تو اس کے جاہ وجلال کو دیکھ کر یقین کیا کہ یہ ضرور خدا ہوگا۔ بالآخر جب وہ بھی اپنی ڈیوٹی پوری کر کے اپنے جائے قیام کو سدھارا تو پھر وہی سلسلہ شب شروع ہوا۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے زبان حال سے فرمایا کہ جو چیز گم ہونے والی ہے وہ خدا نہیں بن سکتی۔ ان چیزوں کو پیدا کرنے والا خدا ہے۔ وہ خالق ہے اور یہ سب مخلوق ہیں۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ بذات خود اللہ کریم کی ربوبیت اور وحدانیت کے قائل ہوئے۔ چھ سال تک آپؑ اسی غار میں رہے۔ جب چھ سال کے ہوئے تو آپؑ کی والدہ ان کو اپنے ساتھ لے آئیں اور شہر میں رہنے لگے۔

حضرت ابراہیمؑ کا نام توریت میں ابرام اور ابراہم لکھا ہے اور قرآن پاک میں اللہ کریم نے ابراہیمؑ فرمایا ہے۔ ابراہیم کے معنی پدر مہربان کے ہیں۔ آپ کی پیدائش طوفان نوحؑ کے ایک ہزار اکاسی (۱۰۸۱) برس بعد اور حضرت عیسیٰؑ کے دو ہزار (۲۰۰۰) برس پہلے ہوئی۔ شاہان فارس سے ضحاک کا زمانہ تھا بعض کا قول ہے کہ جمشید بادشاہ تھا۔ بابل میں نمرود بادشاہ تھا۔ جسکا شجرہ نسب ناحور کے حالات میں ذکر ہو چکا ہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ والدہ ہمراہ کے گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرتؑ کا باپ پتھر کے بت بناتا ہے اور ان کی پرستش بھی کرتا ہے۔ کچھ دنوں بعد باپ نے بیٹے کو بت دے کر بازار میں فروخت کے لیے بھیجا۔ آپؑ بازار بت لے گئے۔ اور ہوکا دیتے رہے کہ جس شخص نے اپنا مال ضائع کرنا ہے وہ خرید لے۔ پھر واپس گھر آئے ہر روز اسی طرح باپ کے کہنے پر بتوں کو بازار فروخت کے لیے لے جاتے اور بلا فروخت گھر لے آتے اور باپ کو بتوں کے پوجنے سے منع کرتے۔ ایک دن حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے

باپ بے شک وحی کی راہ سے مجھے علم ہوا ہے جس کی تجھے خبر نہیں۔ "اس لیے پیروی کرو تم میری تا کہ دکھاؤں تمہیں سیدھی راہ چلنے والا منزل مقصود پر پہنچے"۔ اے میرے باپ شیطان کو مت پوج کہ وہ خدا کا گنہگار اور نافرمان ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ شیطان کی متابعت کی وجہ سے تم پر عذاب خدا ہو۔ ان بتوں کو جو تم پوجتے ہو، نہیں کر سکتے تم سے دور برائی اور ضرر کو، اور منفعت حاصل کرنے میں کوئی امداد نہیں کرتے۔ آپؑ کے باپ نے یہ سب کچھ سن کر جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے معبودوں کی پرستش سے تم پھرتے ہو اگر ایسا کرو گے تو میں تمہیں سنگسار کردوں گا۔ اور حضرت ابراہیمؑ نے اس بات کی کوئی پروا نہ کی اور شہر میں پھر کر دعوت اسلام شروع کی۔

پھر باپ نے حضرت ابراہیمؑ کو گھر سے نکال دیا۔ حضرت ابراہیمؑ بابل سے نکل کر کوہستانی جنگل میں جو علاقہ فارس میں تھا، چلے گئے۔ وہیں قیام کیا جب آپؑ کو وہاں سات (۷) سال رہائش کرتے ہوئے گزرے تو اللہ کریم کا ارشاد ہوا کہ پھر بابل میں جا کر ہدایت کرو۔ آپؑ پھر بابل میں تشریف لائے اس وقت آپؑ کے باپ آذر کا انتقال ہو چکا تھا اور آپؑ کا چچا ان کی بجائے بت خانہ کا کام کرتا تھا۔ آپؑ نے سابقہ طریقہ سے پھر لوگوں میں وعظ شروع کی۔ آپؑ شہر میں پھرتے اور اللہ کریم کی وحدانیت بیان کرتے اور بت پرستی سے پرہیز اور بتوں کی توہین کرتے۔ اسی دوران جب کہ حضرت بڑے زور سے تبلیغ فرما رہے تھے کافروں کی عید و دی کا دن آیا سب کافر اور بادشاہ میدان عیدگاہ میں شہر سے باہر جا کر جمع ہوئے۔ حضرت نے بت خانہ خالی دیکھ کر سب بتوں کو توڑ ڈالا جب کافر عید سے فارغ ہو کر شہر میں آئے اور حسبِ معمول بادشاہ نمرود بت خانہ میں گیا تو بتوں کی حالت خستہ دیکھ کر بہت بیزار ہوا اور تحقیقات شروع کی۔ تصدیق ہوا کہ یہ کام حضرت ابراہیمؑ کا ہے اس لیے حضرت کو پکڑ کر قید کیا، حضرت نے اس وقت بھی خدائے وحدہٗ لاشریک کی وحدانیت بیان کی اور اس کی پرستش کا اظہار کیا اور بتوں کی توہین کی ان کی پرستش سے روکا۔ نمرود نے اپنے وزیروں امیروں کو جمع کر کے مشورہ کیا اور حضرت کو جلانے کا حکم دیا اور حضرت کے جلانے کے لیے ایک چنخہ تیار کرنے کا حکم دیا۔ جو شہر سے باہر ایک بڑے وسیع میدان میں لکڑی جمع کر کے چنخہ تیار کی گئی تھی اور اسکے چاروں طرف آگ جلا کر اس کے درمیان حضرت کے ڈالنے کی تجویز سوچی گئی۔ جس میں شیطان لعین نے ایک منجنیق (ڈھونگلی) تیار کرائی اور اسکے سرے پر حضرت ابراہیمؑ کو باندھ کر اس چنخہ

عرض کی کہ کباب حاضر ہیں۔ حضرت اسحاق نے کباب کھائے اور کباب لانے والے کے حق میں دُعائے برکت کہی کہ تیری اُولاد سے بادشاہ اور پیغمبر ہونگے حضرت یعقوبؑ چلے گئے تو عیص بھی کباب تیار کر کے لایا اور حضرت کے سامنے پیش کئے تب حضرت اسحاق نے فرمایا کہ میں کباب کھا کر دُعائے خیر کہہ چکا ہوں وہ کون لایا تھا یہ سن کر عیص کو بہت رنج ہوا اور عرض کی کہ میرے لئے بھی دُعا کرو تو حضرت اسحاقؑ نے اس کے حق میں دُعا کی کہ تیری نسل سے پیغمبر ہونگے لیکن تو بھائی کی تابعداری میں رہے گا اس پر عیص کو بہت غصہ آیا اور اپنے بھائی یعقوب کا دشمن ہو کر اس کے مارنے کے درپہ ہوا حضرت اسحاق اور ان کی بیوی ربقہ نے حالات دیکھ کر کہا کہ تم حران میں اپنے ننہال میں چلے جاؤ۔ کیونکہ ربقہ کا بھائی لابن حران میں رہتا تھا۔ حضرت یعقوبؑ فوراً وہاں سے روانہ ہو کر شہر حران میں چلے گئے اور اپنے ماموں کے پاس جا کر رہے اور بیس (۲۰) سال وہاں رہے ان کے ماموں نے اپنی دونوں لڑکیاں ان کے نکاح میں دیں اور ان سے اولاد ہوئی یہ مفصل حال حضرت یعقوبؑ کے ذکر میں آئے گا جب حران سے واپس کنعان میں آئے تو حضرت اسحاقؑ زندہ تھے۔ حضرت یعقوبؑ باپ کے پاس رہے اور عیص وہاں سے چلا گیا جب حضرت اسحاقؑ کی عمر ایک سو اسی (۱۸۰) سال کی ہوئی تو آپ کا انتقال ہوا۔ اور کنعان میں حضرت ابراہیمؑ کے پہلو میں دفن کئے گئے چونکہ حضرت اسحاقؑ کے دونوں بیٹوں کی اولاد سے پیغمبر ہوئے ہیں اور اس شجرہ نسب میں تعلقات ثابت ہوتے ہیں ان کا بھی متعلقہ مختصر حال اسی حاشیہ حالات حضرت ابراہیمؑ میں کیا جائے گا دونوں بیٹوں کا یکے بعد دیگر پہلے عیص کے حالات درج ہوں گے جو بڑا تھا اور پھر حضرت یعقوبؑ کے

حالات مختصر درج ہوں گے۔

حضرت عیصؑ۔

آپ کو عیصو اور ادوم کے نام سے بھی لکھتے ہیں پہلے مختصر حالات اپنے بھائی یعقوب سے عداوت ہونے تک تو حضرت اسحاق کے حالات میں درج ہو چکے ہیں آئندہ اس طرح ہوا کہ جب یعقوبؑ اپنے باپ اور والدہ کے حکم کرنے پر کنعان سے حران چلا گیا تو یہ بھی اپنے باپ سے فدام ارم میں چلا گیا اور وہاں جا کر اس نے کنعانی قبیلہ میں شادی کر لی حضرت اسحاق اس کی اس حرکت سے ناخوش ہوئے کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کی وصیت کے برخلاف یہ شادی کی تھی۔ پہلی جورو حتی ایلون کی بیٹی عدہ دوسری اہلیبا مہ بنت عنہ ان دونوں سے نکاح کیا یہ دونوں بیویاں کنعان قبیلوں سے تھیں اور ان سے کنعان میں اولاد پیدا ہوئی چونکہ حضرتؑ اس بات سے ناراض تھے اس لیے عیص نے پھر ایک شادی بشامتہ بنت حضرت اسمٰعیلؑ سے کی جو حضرت اسمٰعیلؑ کے بیٹے بنت کی ہمشیرہ تھی۔ پہلے بیویوں سے لڑکے پیدا ہوئے اور وہ اس طرح تھے۔ عدہ سے انفز پیدا ہوا اور اہلیبامہ سے یعوس یعلام قرہ پیدا ہوئے اور بشامتہ یا محلب بنت حضرت اسماعیلؑ سے رعوائیل پیدا ہوا جب حضرت یعقوبؑ حران سے اپنے بیٹوں اور قبیلوں کو ساتھ لے کر کنعان میں واپس آگئے تو عیص اپنے بیٹوں اور قبیلوں کو ساتھ لے کر کنعان سے چلا گیا اور کوہ شعیر پر جا کر قیام کیا جس پہاڑ پر ڈیرہ کیا تھا اسکا نام ادوم تھا اسلئے یہ ادوم کے نام سے مشہور ہوا اور اس کے قبیلہ کو ادومینو کا قبیلہ کہتے تھے کوہ شعیر پر جا کر اور اولاد بھی ہوئی۔ اور اس سے بہت سے قبیلہ علیحدہ علیحدہ قائم ہوئے بشامتہ بنت اسماعیلؑ سے بھی جو عیص کی جورو تھی۔ اور لڑکے بھی ہوئے اور اپنے اپنے نام پر قبیلہ قائم ہوئے۔ بہت اولاد ہوئی عیص کے پوتوں

کے درمیان اس منجنیق کے ذریعہ ڈالا گیا۔ جس وقت آسمان پر فرشتوں نے دیکھا تو زلزلہ مچ گیا۔ اللہ کریم نے آگ کو حکم دیا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے **قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدً وَّسَلٰماً عَلٰی اِبْرٰاھِیْمَ ۵**

ارشاد الٰہی ہونا تھا کہ یہ آگ گلزار بن گئی اور حضرت ابراہیمؑ کو کچھ اذیت نہ پہنچی

جس پہ ہو فضل خدا کر سکے نمرود کیا (مصنف)

وہ خدا سچا خدا، نمرود کاذب بے حیاء

اُس حکم میں ٹھنڈا ہونا آگ کا سلامتی ابراہیم کے لیے مخصوص تھا۔ اور اگر عام حکم ہوتا تو دنیا سے آگ نیست و نابود ہو جاتی۔ جب تیزی آگ ختم ہوئی اور نمرود نے محل پر چڑھ کر دیکھا تو حضرت ابراہیمؑ کو صحیح سلامت پایا اور شرمندہ ہو کر محل سے نیچے اترا۔ حضرت ابراہیمؑ جب چنخہ سے باہر آئے تو نمرود کو پھر دعوتِ اسلام دی لیکن باوجود اس معجزہ کے دیکھنے کے نمرود اور اُس کی قوم ایمان نہ لائی اور نمرود نے حضرتؑ کو کہا کہ تیرے خدا کے لیے میں قربانی کرتا ہوں۔ چنانچہ چار ہزار گائیں قربان کیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ جب تک صدق دل سے ایمان نہ لائے گا۔ قربانی قبول نہیں ہوگی پھر نمرود نے کہا کہ تو اپنے خدا کی فوج لا کہ میں اس سے لڑوں گا۔ چنانچہ نمرود اپنی فوج میدان میں لے گیا۔ اور حضرتؑ کو خدا کی فوج کے لیے پکارا۔ اللہ جلّ شانہٗ نے اسکے مقابلہ کے لیے مچھر کی فوج بھیجی۔ اس نے تمام فوجِ نمرود کو تباہ کیا ایک دانہ مچھر نمرود کے مغز میں سمایا۔ جس سے اسکی موت واقع ہوئی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کو بابل سے ہجرت کا حکم ہوا۔ آپؑ بابل سے اپنی بیوی سائرہ اور اپنے بھائی نحور اور اس کے کنبہ، اور اپنے بھتیجے لوط جو دوسرے بھائی ہاران کا بیٹا تھا، ساتھ لے کر نکلے اور مصر میں پہنچ کر قیام کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کا چچا حاران جو آذر کے مرنے کے بعد داروغہ بت خانہ نمرود بنا تھا اس کی دو لڑکیاں سائرہ اور ملکا تھیں۔ جن کا ذکر نا حوار بن شاروخ کے حالات میں آچکا ہے۔ ان دونوں کی شادی حاران نے بابل میں اس طرح کر دی تھی۔ کہ حضرت سائرہؓ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی ہوئیں اور ملکا نحور بن آذر برادر حضرت ابراہیمؑ کی بیوی ہوئی۔ مصر میں پہنچتے وقت یہ سب آپؑ کے ہمراہ تھے۔ اس وقت بادشاہ مصر مسنان نامی فرعون چونکہ شاہانِ مصر کا لقب فرعون ہوتا تھا اس لیے اسکو فرعون کہتے ہیں۔ اصل نام مسنان تھا۔ اور یہ بادشاہ مسنان قوم عمالقہ سے تھا۔ یہ قوم عملیق

میں ایک کا نام عمالیق بھی تھا۔ عیص کا جائے قیام یعنی کوہ شعیر مابین تبوک اور فلسطین کے تھا۔ جس کو اب بلاد کرک اور شوبک کہتے ہیں۔ اور عیص کا بیٹا روم نام بھی ہوا ہے۔ شہر روم اسی نے آباد کیا۔ اور اسی کے نام پر مشہور ہوا۔ اور حضرت ایوبؑ پیغمبر اسی عیص کی اولاد سے ہوئے ہیں۔ حضرت ایوبؑ دمشق میں رہتے تھے۔ آپ بڑے مالدار تھے۔ صابر انکا لقب ہے۔ قرآن پاک میں انکا ذکر آچکا ہے۔ انکا نسب نامہ یہ ہے ۔ ایوب بن موصی بن رازخ بن عیص بن اسحاق بن حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت ایوبؑ کے بیٹے کا نام بشیر تھا۔ جو ذوالکفل کے نام سے مشہور ہیں۔ اوران کے ہمعصر الیاس بن محاص ہوئے ہیں۔ جنہوں نے حضرت خضر کے ساتھ آب حیات پیا۔ اور بنی اسرائیل کی قوم سے ہیں۔ اوران کے متعلقہ شجرہ نسب حضرت یعقوب کے حالات میں مختصر ہوگا۔ یعنی حضرت کا شجرہ نسب حضرت یعقوب کے حالات میں لکھا جائے گا۔ حضرت خضر کا حالات نسب حضرت ہود کے حالات میں ہے۔ جب حضرت یعقوبؑ مصر میں حضرت یوسفؑ کے پاس بمعہ قبائیل گئے تھے تو عیص کی اولاد بھی کچھ ساتھ تھی جو بنی اسرائیل کے ساتھ مصر میں ہی رہے تھے حضرت ایوب کی بیوی کا نام رحمت تھا اور یہ بی بی حضرت یوسفؑ کی اولاد سے تھیں انہی کے بطن سے ذوالکفل ہیں۔ اور بی بی رحمت کو یوسف کی پوتی لکھا ہے۔

حضرت یعقوبؑ۔ اللہ کریم نے قرآن پاک میں آپؑ کا نام اسرائیل فرمایا ہے آپؑ کی اولاد قوم بنی اسرائیل کہلائی اور آپؑ کی نسل سے پیغمبر اور بادشاہ ہوئے ہیں عموماً پیغمبر آپؑ کی نسل سے ہی بہت ہوئے اللہ کریم نے حضرت ابراہیمؑ کو ارشاد فرمایا تھا کہ تیری اولاد کو برکت دونگا۔ اور بہت ہوگی۔ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے حضرت یعقوب کی

بن لاوز بن سام بن نوح کی اولاد ہے۔ جو مصر میں اکثر بادشاہ ہوئے اور فرعون کہلائے اور قوم قبطی جو اولاد حام سے تھی وہ بھی بادشاہ مصر ہوئے اور فرعون کہلائے۔ حضرت یوسفؑ کے زمانے میں جو فرعونِ مصر تھا۔ وہ قوم عمالقہ سے تھا جو حضرت یوسفؑ پر ایمان لایا اور حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں جو فرعون مصر تھا۔ وہ قبطی قوم سے تھا جو غرق ہوا اور اس رقیون یا مسنان فرعون کو مسنان بن علوان کہتے ہیں۔ اور بعض نے اس کا نام طولیس لکھا ہے۔

لیکن طولیس نامی قبطی قوم کا آخری بادشاہ مصر ہوا ہے۔ جس کے بعد قوم عمالقہ نے بادشاہت مصر لی اور پھر حضرت یوسفؑ کے بعد جو فرعون ہوا وہ قوم قبطی سے ہوا۔ اور قوم قبطی کا بادشاہ فرعون لنگڑا آخری ہوا جس سے سلطنت مصر بخت نصر نے چھین کر شاہان فارس کے قبضہ میں کر دی۔ جب مسلمانوں نے مصر فتح کیا تو مقوقس مصر کا حکمران تھا۔ جو قیصر روم ہرقل کے ماتحت تھا۔ خلیفہ دوم کے وقت میں عمرو بن العاصؓ سپہ سالار لشکر تھے۔ انہوں نے فتح کیا۔ جب حضرت ابراہیمؑ مصر میں پہنچے اور قیام کیا تو ایک دن مسنان دوسرا نام رقیون ہے نے حضرت سائرہ کو دیکھا۔ دل میں خیالِ بد گذرا اور دبدبہ شاہی سے حضرت سائرہؓ کو اپنے محل میں بلالیا اور نظر بد سے ان کی طرف خواہش کی۔ لیکن قدرت کاملہ سے قادر نہ ہوسکا۔ اس معجزہ کے مشاہدہ سے اپنے افعال بد سے توبہ کی اور اپنی بیٹی ہاجرہ جس کا نام عبرانی زبان میں باغار لکھا ہے حضرتؑ سائرہ کی خدمت میں بطور نذرانہ بحثیت لونڈی پیش کیا اور معافی کا خواستگار ہوا اور پھر بہت تحائف اور حضرت سائرہؓ اور اپنی بیٹی ہاجرہ کو ہمراہ لے کر حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں باادب حاضر ہوا اور اپنے قصور کی معافی چاہی اور ایمان لایا۔

حضرت ابراہیمؑ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مصر سے روانہ ہوئے حران میں پہنچے۔ یہ شہر حران طوفان نوحؑ کے بعد دنیا میں سب سے پہلے آباد ہوا۔ حضرت کا بھائی نخور اور اس کا کنبہ حران میں مقیم رہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی سائرہ اور اس کی لونڈی ہاجرہ اور اپنے بھتیجے لوط کو ہمراہ لے کر حران سے چل پڑے۔ حضرت لوطؑ کو پیغمبری عطا ہوئی اور ارشاد ہوا کہ سدوم جو علاقہ فلسطین میں ہے جاؤ اور ان لوگوں کو ہدایت کرو۔ حضرت لوطؑ تو سدوم کو چلے گئے اور حضرت ابراہیمؑ کنعان میں پہنچے۔ اس وقت کنعان میں کنعان بن ماریخ بن حام بن نوح کی اولاد آباد تھی۔ اللہ کریم کا ارشاد ہوا کہ یہ زمین تیری

اولاد بہت ہوئی جس کی گنتی شمار اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پیدائش یعقوب کے حالات تو حضرت اسحاقؑ کے حالات میں درج ہو چکے ہیں۔ جس وقت حضرت اسحاقؑ نے ان کو شہر حران میں اپنے ماموں کے پاس جانے کا ارشاد فرمایا تو حضرت یعقوب کنعان سے حران کی طرف چلے۔ راستہ میں ایک جگہ شب باش ہوئے تو ان کو خواب آیا کہ اللہ کریم تجھے برکت دے گا صبح جب آپ بیدار ہوئے تو آپ نے اس جگہ پر ایک پتھر کھڑا کر دیا اور اس جگہ کا نام بیت ایل رکھا اور وہاں سے روانہ ہوئے جب شہر حران پہنچے تو شہر کے کنوئیں پر ٹھہر گئے اور کنوئیں پر لوگوں کو جمع دیکھ کر ان سے اپنے ماموں لابن کا پتہ دریافت کیا اس وقت لابن کی بڑی لڑکی اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لیے کنوئیں پر آ رہی تھی لوگوں نے اس کا پتہ دیا کہ وہ اس کی لڑکی اپنی بکریوں کو پانی پلانے آ رہی ہے جب وہ کنوئیں پر پہنچی تو حضرت یعقوبؑ نے کنوئیں سے پانی نکال کر اس کی بکریوں کو پانی پلایا اور لابن کا حال اس سے دریافت کیا اور اپنا حال اس کو بتایا جب وہ لڑکی اپنے گھر واپس آ گئی تو اپنے باپ سے سب حالات بیان کئے۔ لابن خود کنوئیں پر آیا۔ اور یعقوبؑ کو اپنے ساتھ گھر لے گیا۔ حضرت یعقوبؑ اپنے ماموں کے گھر رہنے لگے لابن نے حضرت کے ساتھ سات سال بکریوں کی گلہ بانی کرنے یعنی بکریاں چرانے کی شرط پر اپنی بڑی لڑکی سے شادی کر دینے کا وعدہ کر لیا اور حضرت یعقوبؑ بکری چرانے کا کام کرتے رہے جب سات سال کا عرصہ پورا ہوا تو لابن ان کے ماموں نے بڑی لڑکی کی بجائے چھوٹی لڑکی سے شادی کر دی اس پر حضرت یعقوب نے اصرار کیا تو لابن نے سات سال اور ملازمت کا اقرار کیا تب حضرت نے سات سال اور گلہ بانی کی تو پھر لابن نے بڑی لڑکی

اولاد کو دوں گا اور اس کو ترقی و برکت دوں گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے مقام حبرون میں جس کو اب مقام ابراہیمی کہتے ہیں اور صابیہ ہیکل مشتری وزہرہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور مبارک سمجھ کر اس پر عود وغیرہ جلاتے ہیں اور عبرانیوں نے اس کا نام ایلیا یعنی اللہ کا گھر رکھا ہوا ہے۔ رہائش اختیار کی کنعان میں رہائش کو دس برس ہوئے تھے کہ اسوقت تک حضرت سائرہ سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

حضرت سائرہ نے اپنی لونڈی ہاجرہ سے اپنی رضامندی سے آپؑ کا نکاح کر دیا اور دل میں خیال کیا کہ میرے تو کوئی اولاد نہیں ہے شاید ان کے ہی اللہ کریم کوئی بچہ دے دے۔ اسوقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر چھیاسی (۸۶) برس تھی تو حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش پر حضرت سائرہ کو حسد ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ کو اس بات پر مجبور کیا کہ ان دونوں ماں بیٹے کو کسی جنگل میں چھوڑ آؤ۔ چونکہ حضرت سائرہ سے شادی کے وقت حضرت ابراہیمؑ کا وعدہ تھا کہ تازیست تمہارے کہنے کے مطابق کام ہوگا اس لیے انکار ناممکن تھا اور ارادہ ازلی بھی یہی تھا۔ لیکن محبتِ پدری اس بات کو گوارہ نہ کرتی تھی بہرکیف آپ کو یہ کام کرنا پڑا۔ حضرت ہاجرہ اور ان کی گود میں حضرت اسماعیلؑ کو ہمراہ لیا اور ناقہ پر سوار ہو کر گھر سے روانہ ہوئے۔ بحکم رب العالمین حضرت جبرائیلؑ ان کی رہبری کو ساتھ ہوئے جب میدان مکہ میں جو چند ایک پہاڑیوں کے درمیان ریگستان تھا پہنچے تو آپ کی ناقہ وہاں ٹھہر گئی۔ آپؑ اس جگہ سواری سے اترے اور حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کو بھی اتارا اور وہیں ان کو رہنے کا حکم دیا اور ایک مشکیزہ پانی اور تھوڑی سی کھجوریں ان کے حوالے کر کے ان کو خدا کے سپرد کیا اور خود واپس ہو کر کنعان پہنچ گئے۔ حضرت ہاجرہ اکیلی حضرت اسماعیلؑ کو گود میں لیے اس میدان بربر میں اللہ کے بھروسہ پر بیٹھی رہیں۔ جب پانی اور کھجوریں ختم ہوئیں اور پیاس نے تنگ کیا تو حضرت اسماعیلؑ کو زمین پر لٹا کر اِدھر اُدھر پانی کی تلاش شروع کی۔ صفا، مروہ، پہاڑیوں پر چڑھ کر گرد ونواح کو دیکھا جب پہاڑیوں پر جاتیں تو بچے کا خیال پیدا ہوتا وہاں سے دوڑ کر واپس آتیں اور پھر دوڑ کر صفا، مروہ پر جاتیں۔ کئی دفعہ یہی واقعہ پیش آیا لیکن پانی کہیں نظر نہ آیا۔ مناسک حج ادا کرتے وقت حضرت ہاجرہ کا یہ اصول حاجیوں پر سنت ہے۔ جو صفا، مروہ کے درمیان دوڑتے اور کنکر مارتے ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ جس جگہ زمین پر لیٹے ہوئے تھے بحکم رب العالمین ان کی ایڑیوں کے نیچے سے پانی کا چشمہ جاری

سے بھی شادی کردی لابن نے اپنی دونوں لڑکیوں کے ساتھ دو لونڈیاں دیں یعنی چھوٹی لڑکی جسکا نام لیاٗ تھا اس کے ساتھ جو لونڈی دی اس کا نام زلفہ تھا۔ اور لابن کی بڑی لڑکی کا نام راحیل تھا اس کے ساتھ جو لونڈی دی اس کا نام بلیاہ تھا یہ چاروں حضرت یعقوب کی بیویاں ہوئیں اور ان چاروں سے اولاد پیدا ہوئی۔ جو بنی اسرائیل کے نام سے موسوم ہوئیں اور ان چاروں سے حران میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے یعنی لیاہ سے چھ بیٹے پیدا ہوئے روبن یا روئیل، شمعون، لادی، یہودا، اشکاریا یسا ضر زبولون یا زبالون اور راحیل سے ایک بیٹا یوسف پیدا ہوا۔ اور لیاہ کی لونڈی ذلفہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام جد تھا اور راحیل کی لونڈی بلیاہ سے تین بیٹے پیدا ہوئے دان۔ نفتالی۔ آشتر یہ کل گیارہ تھے جب آپ کو حران میں بیس سال گذر گئے تو آپ نے وہاں سے کنعان جانے کا اراہ کیا اور لابن آپ کے ماموں خسر نے روکا مگر آپ اپنی بیویوں اور گیارہ لڑکوں اور اپنی بھیڑ بکریوں غرضیکہ اپنا کل اسباب ہمراہ لے کر حران سے چلے۔ اور لابن کو خبر نہ تھی جب لابن کو خبر ہوئی تو وہ آپؑ کے تعاقب میں چلا کوہ جلعاد پر دونوں میں ملاقات ہوئی اور وہاں لابن نے ان کو جانے کی اجازت دے دی اور خود واپس چلا گیا۔ اور جس جگہ دونوں میں مصالحت ہوئی اس پہاڑی کا نام کوہ جلعاد ہے اور لابن جہاں رہتا تھا جس کا نام حران ہے اس کو توریت میں فدام ارم بھی لکھا ہے اور یعقوبؑ پھر کنعان کی طرف روانہ ہوے۔ اور کوہ شعیر کے قریب پہنچے جہاں عیس رہتا تھا اس سے ملاقات ہوئی اور دونوں بھائیوں میں صلح ہوئی عیس تو پھر کوہ شعیر پر ہی چلا گیا اور یعقوب وہاں سے چل کر اس جگہ پہنچے جہاں خواب سے بیدار ہو کر پتھر کھڑا کیا تھا اور بیت الائیل نام رکھا تھا وہاں سے افرات

ہوا۔ جب حضرت ہاجرہ کوہ صفا کی طرف واپس آئیں تو پانی کے چشمے کو دیکھ کر خوش ہوئیں چونکہ وہ پانی بڑھ کر پھیلتا جاتا تھا۔ بچہ گود میں اٹھایا اور پانی کے گرد مٹی سے منڈیر بنا دی جس سے پانی محدود ہو کر ایک چشمہ کی شکل بن گیا یہی چاہ زمزم کے نام سے موسوم ہوا۔ اگر سیدنا حضرت ہاجرہ اس پانی کے گرد منڈیر نہ بناتیں تو خدا معلوم وہ پانی کہاں تک میدان عرب کو سیراب کرتا۔ ہاں اللہ کریم کو اس کا محدود ہونا منظور تھا۔

انہی ایام میں قوم جرہم کا ایک قافلہ جو یمن سے علاقہ شام کو تجارت کی غرض سے جا رہا تھا۔ جب یہاں پہنچے تو ایک پانی کا چشمہ دیکھا جس کا ان کو کوئی گمان نہ تھا کیونکہ اس ریگستانی میدان میں کبھی پانی دستیاب نہ ہوا تھا۔ دیکھ کر حیران ہوئے اور یہ بھی حیرانی کا سبب ہوا کہ اس بیابان ریگستان میں چشمہ ہے۔ اور اس چشمہ کی مالکہ ایک عورت ہے اور اس کی گود میں ایک چھوٹا سا بچہ ہے۔ ان حالات کو دیکھ کر ان کا ارادہ وہاں قیام کرنے کا ہوا۔ چنانچہ حضرت ہاجرہ سے اجازت لے کر ڈیرہ ڈالا اور اس جگہ رہائش کے لیے التجا کی۔ حضرت حاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کی حفاظت اور خورد و نوش ہر طرح کے وہ ذمہ دار ہوئے اور آبادی حضرت اسماعیلؑ کے ماتحت ہوگی۔ حضرت اسماعیلؑ ہی شہر کے مالک ہوں گے اور انہی کے ماتحت شہر کے باشندے ان کی رعایا ہوں گے۔ یہ اقرار کر کے قافلہ کے سردار نے اس جگہ قیام کر کے شہر کی بنیاد ڈالی اور مکہ نام رکھا۔ یمن سے اور قبیلے بھی وہاں آ کر آباد ہونے شروع ہوئے جن کے حالات آگے انشاء اللہ مذکور ہوں گے۔ اس وقت سے حضرت حاجرہ اپنے لخت جگر کی پرورش میں بے فکری سے مصروف ہوئیں۔ بعض نسابین کا قول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت سائرہ سے اجازت لے کر کنعان سے مکہ میں تشریف لاتے اور اپنے عزیز بیٹے اور ان کی والدہ یعنی اپنی بیوی کی خیریت دریافت کرتے اور واپس کنعان تشریف لے جاتے۔ ہمیشہ سال بعد آنے کا یہی دستور رہا اور یہ بھی روایت ہے کہ جب حضرت اسماعیلؑ کی عمر بارہ (۱۲) سال ہوئی تو حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ کے دیکھنے کو مکہ تشریف لے گئے یہ پہلی دفعہ گئے تھے۔

بہر حال حضرت اسماعیلؑ کی عمر بارہ (۱۲) یا تیرہ (۱۳) سال کی تھی۔ جس وقت کہ حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں اللہ کریم کا ارشاد ہوا کہ قربانی کر، آپؑ نے ایک سو اونٹ قربانی کئے پھر دوسرے دن بھی یہی ارشاد ہوا آپؑ نے پھر ایک سو اونٹ قربانی کئے تیسرے دن بھی یہی ارشاد ہوا اور یہ بھی ارشاد الٰہی تھا کہ دنیا میں جو تم کو سب سے زیادہ

عزیز چیز ہے اس کی قربانی کر، یہ سن کر حضرتؑ جب بیدار ہوئے تو دل میں خیال گذرا کہ بیٹے سے زیادہ عزیز دنیا میں کچھ نہیں، بیٹے کی قربانی پر آمادہ ہوئے اور حضرت اسماعیلؑ کو ساتھ لے کر کوہ صفا پر گئے اور حضرت اسماعیلؑ کو حکم الٰہی سے آگاہ کیا۔

آپ نے حکم رحمانی بخوشی منظور کیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو زمین پر لٹایا اور چھری ان کے حلق پر رکھ دی۔ چھری نے بحکم رب العالمین حضرت اسماعیلؑ کو بالکل تکلیف نہ دی اور آسمان پر اس واقعہ کا شور پڑ گیا۔ اس وقت اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے کہ اے ابراہیمؑ ہم نے تجھے سچا دیکھا ہم نیکوں کو جزا دیتے ہیں اور قرآن پاک میں سب کچھ ارشاد ہے جیسا کہ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ یعنی اسماعیلؑ کی قربانی کے بدلے ہم نے بڑی قربانی قائم کی۔ اس وقت حضرت اسماعیلؑ کو ذبیح اللہ کا خطاب عطا ہوا اور حضرت اسماعیلؑ کے بدلے میں حضرت جبرائیلؑ بہشت سے ایک دنبہ لائے اور حضرت ابراہیمؑ نے اس کی قربانی کی۔

روایت ہے کہ یہ دنبہ چالیس سال بہشت میں پرورش ہوتا رہا تھا اور یہ بھی قول ہے کہ وہ دنبہ جو ہابیل بن آدم کی قربانی منظور ہو کر بہشت میں اٹھائی گئی تھی یہ وہی دنبہ تھا (واللہ اعلم یہ بھید الٰہی ہیں وہی جانتا ہے) لیکن اللہ کریم کا فرمان کہ ہم نے بڑی قربانی کو اسماعیلؑ کا فدیہ کیا۔ جو اوپر کی آیت کا ترجمہ ہے اس میں یا اس دنبہ سے مراد ہے جو ہابیل نے قربانی پیش کی تھی کہ وہ دنبہ فدیہ میں دیا گیا اس دنبہ کا جو اسوقت فدیہ میں قربانی کیا گیا بہشت سے آنا ثابت ہے۔ بہر حال اللہ کریم نے اس وقت بھیجا تھا یا فدیہ سے مراد یہ بھی ہے کہ اسماعیلؑ کے فدیہ میں حج کے دوسرے دن مخلوق کو قربانی کرنے کا حکم ہے جو علی الترتیب تین دن تک ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ نے تین دن متواتر خواب سے بیدار ہو کر قربانی کی اسی ترتیب سے قربانی کا حکم ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو ختنہ کرنے کا حکم ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر اٹھانویں (۹۸) برس تھی حضرت نے اپنا اور اپنے سب لواحقین کا ختنہ کیا اور حضرت اسماعیلؑ اسوقت تیرہ سال کے تھے ان کا بھی کیا اس وقت سے ختنہ کرنا رائج ہوا۔ جو سنت ابراہیمی ہے۔

جب خانہ کعبہ کے بنانے کا اللہ کریم سے ارشاد ہوا اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایک سو سولہ (۱۱۶) سال تھی آپ کنعان سے چل کر میدان کوہ صفا میں پہنچے اور حضرت اسماعیلؑ کو ساتھ لیا۔ حضرت جبرائیلؑ کے نشان دینے پر اس جگہ جہاں پہلے حضرت آدمؑ

کے نزدیک پہنچے تو راحیل کو بچہ پیدا ہوا اس کا نام بنیامین رکھا اور راحیل بنیامین کے پیدا ہونے کے بعد مر گئی اور راحیل کو اسی جگہ دفن کر کے اس کی قبر پر ایک ستون بنایا جو ابتک موجود ہے اور اس جگہ کا نام بیت اللحم رکھا۔ اور پھر وہاں سے چل کر کنعان کو گئے کنعان میں حضرت اسحاقؑ زندہ تھے ان سے ملاقات کی اور کنعان میں اپنی رہائش مستقل کر لی کل آپ کے بارہ بیٹے تھے۔ آٹھ بیویوں سے اور چار لونڈیوں سے لیکن کئی جگہ چھ بیویوں سے اور چھ لونڈیوں سے لکھا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ بڑی حرم راحیل سے یوسف اور بنیامین میں دو بیٹے تھے اور لیاہ چھوٹی حرم سے روئیل شمعون لادی یہودا چار تھے کل چھ ہوئے اور لونڈی لیاہ کی ذلفہ سے جد آشکار زبلون اور راحیل کی لونڈی بلیاہ سے دان نفتانی آشر یہ کل چھ ہوئے سب مل کر بارہ ہوئے بہر حال کل بارہ بیٹے تھے جن کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی اور ان بارہ لڑکوں کے ناموں میں کئی ردوبدل کتابوں میں ہے اور حضرت کے آنے کے بعد حضرت اسحاقؑ کا انتقال ہوا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹوں سے بنیامین سب سے چھوٹے تھے اور ان کے بھائی یوسفؑ بھی سب سے چھوٹے تھے باقی دس بیٹے بکری چرانے کا کام کرتے تھے یوسفؑ نے ایک دن باپ سے کہا کہ ابا جان رات مجھے خواب آیا ہے کہ چاند اور سورج اور گیارہ ستاروں نے آسمان سے اتر کر مجھے سجدہ کیا ہے۔ اور یعقوبؑ نے کہا کہ بیٹا یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا۔ اگر وہ سنیں گے تو تجھ سے دشمنی کریں گے۔ کیونکہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے یہ خواب جو تم نے دیکھا ہے۔ ایسا ہی ہوگا اللہ کریم تجھ کو میری نسل سے برگزیدہ کرے گا اور تجھ کو خواب کی تعبیر سکھلائے گا اور اپنی نعمتیں تجھ کو

بخشے گا۔ جیسا کہ تیرے دادے پردادے کو دیں۔ یوسفؑ کی سوتیلی والدہ یعنی لیاً یعقوبؑ کی بیوی یہ سنتی تھی اس نے اپنے حقیقی بیٹوں کو یہ قصہ سنایا ان کو بڑا حسد ہوا اور تاک میں لگے کہ جب موقع ملے تو یوسفؑ کو ضائع کر دیں۔ سب نے اکٹھے ہو کر باپ سے عرض کی کہ یوسف کو بھی ہمارے ساتھ جنگل میں بھیجا کرو تا کہ یہ بھی ہوشیار ہو اس پر یعقوبؑ نے جواب دیا کہ میں ڈرتا ہوں کہ جنگل میں یہ تم سے علیحدہ ہو جاوے اور اس کو بھیڑیا کھاوے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے ہوتے ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔ آپ ہم پر یقین کرو اور ہمارے ساتھ اس کو ضرور بھیج دو۔ تب حضرت یعقوبؑ نے ان کے ساتھ یوسفؑ کو بھیج دیا اور وہ یوسفؑ کو اپنے ساتھ جنگل میں بکریاں چرانے کے بہانے لے گئے جنگل میں جا کر ان کو مارنے کا ارادہ کیا لیکن ان میں سے یہودا نے ان کو اس فعل سے باز رکھا۔ اور ان کو کنوئیں میں گرا دینے کا انہوں نے ارادہ کر لیا اور اسی جنگل میں کنواں تنگ و تاریک جو بڑا گہرا تھا رسی سے باندھ کر اس میں ڈال دیا اور ان کا پیراہن بدن سے اتار لیا۔ جب کنوئیں میں تہہ پر پہنچے تو رسی کاٹ لی۔ یہ کنواں ستر گز گہرا تھا۔ کنعان سے تین کوس کے فاصلہ پر تھا اور بیت المقدس کے قریب تھا۔ پھر یوسفؑ کے بھائیوں نے ایک بکرا ذبحہ کر کے اسکے خون سے یوسفؑ کا پیراہن خون آلود کیا اور کنعان میں اپنے باپ یعقوبؑ کے پاس لے گئے اور کہا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا۔ حضرت یعقوبؑ نے بہت واویلا کیا اور زار و قطار روئے۔ آپ کو سخت صدمہ ہوا اور بیٹوں سے کہا کہ یہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ ایسا نہیں بلکہ اس میں تمہارا کوئی فریب ہے۔ الغرض حضرت یعقوبؑ یوسفؑ کے فراق میں اس قدر روئے کہ آنکھوں سے نابینا ہوئے۔ حضرت یوسفؑ تین دن اس کنوئیں

کے لیے ان کی استدعا پر بہشت سے مسجد نورانی فرشتوں نے لا کر رکھی تھی بنیاد رکھ کر تعمیر شروع کی۔ باپ بیٹا دونوں تعمیر کعبہ میں مصروف ہوئے اور جبرائیلؑ ان کی رہبری کرتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ تعمیر کرتے تھے اور حضرت اسماعیلؑ پتھر گارا دیتے تھے جب دیواریں بلند ہوئیں تو ایک پتھر اونچا سا رکھ کر اس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے کام کرنا شروع کیا اور وہ پتھر اب تک اسی جگہ موجود ہے اور مقامِ ابرہیمؑ کے نام سے موسوم ہے جو زیارت گاہ ہے۔ جائے کعبہ کی عظمت کا اظہار انسانی طاقت سے باہر ہے جس وقت اللہ کریم نے گوہر نورانی سے پانی اور ہوا پیدا کر کے پانی کو ہوا پر ٹھہرایا اور عرش پیدا کر کے پانی پر رکھا اور پھر زمین پیدا کی اور عرش کے زیر سایہ قطعہ عرب کو قائم کیا اور جو عرش کے بالمقابل زمین واقعہ ہوئی اسی جگہ مسجد نورانی باستدعا آدمؑ بحکم رب العالمین فرشتوں نے بہشت سے لا کر رکھی تھی۔ اور اسی جگہ خانہ کعبہ کی تعمیر کا حضرت ابراہیمؑ کو ارشاد ہوا۔ جس کی نشان دہی حضرت جبرائیلؑ کی وساطت سے ہوئی۔ زمین کے وسط میں اس لحاظ سے ثابت ہوتا ہے اور کرہ ارض پر آبادی کے لحاظ سے جو درجات شمسی کا شمار محققین نے کیا ہے اس سے بھی وسطہ کا درجہ رکھا ہے۔ اور کتب لغات میں مکہ کا نام ناف کے معنٰے لیے ہیں۔ ناف بھی انسان کے قریب وسط میں ہے۔ بہر حال زمین کے وسط میں شہر مکہ ہے اور خانہ کعبہ عرش معلٰی کے بالمقابل ہے جب خانہ کعبہ کی تعمیر ختم ہوئی تو حجرہ اسود جو طوفان نوحؑ میں زمین میں دھنس گیا تھا۔ حضرت جبرائیلؑ کے نشان دینے پر زمین سے نکالا اور خانہ کعبہ کے ایک کونے میں رکھا اور یہ دعا پڑھی **رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ** اور یہ بھی عرض کی کہ خداوند اس شہر کو برکت دے اور میوے سے بھی پُر رکھ۔ آپکی یہ دعا بھی قبول ہوئی۔ حضرت جبرائیلؑ علاقہ فلسطین سے ہر قسم کے میوہ دار درخت کے پودے لائے اور خانہ کعبہ کے گرد سات دفعہ طواف کر کے مکہ سے تیس میل کے فاصلہ پر تہامہ کی زمین میں نصب کیے اسی وجہ سے اس شہر کا نام طائف مشہور ہوا۔ اسی دعا کی برکت سے ہر روز تازہ میوہ ترکاری طائف سے مکہ میں آتا ہے اور افراط سے ہوتا ہے پھر اللہ کریم کا ارشاد ہوا کہ لوگوں کو آواز دو کہ آؤ اس گھر کی زیارت کو اور طواف کرو۔ حضرت نے عرض کی کہ خداوند میری آواز کہاں تک جا سکتی ہے۔ تو ارشاد ہوا کہ تیرا کام آواز دینا ہے۔ سنانا ہمارا کام ہے۔ تب حضرت ابراہیمؑ کوہ صفا پر گئے اور آواز دی کہ اے مومنو! خدا نے اپنے گھر کا آنا اور زیارت کرنا تم پر فرض کر دیا اور تم کو اس کی طرف بلاتا ہے۔ تم اس کا حکم قبول کرو۔

حق تعالیٰ نے ان کی آواز سب کو پہنچا دی جو خدا کے علم میں حج کرنے والا تھا۔ ہر ایک طرف سے لبیک کی آواز آئی یعنی سب نے پکار کر کہا۔ **لبیک الھم لبیک ٥**
ان سب کاموں سے فارغ ہو کر حضرت اسماعیلؑ اور ان تمام لوگوں کو جو حضرت پر اس وقت ایمان رکھتے تھے ساتھ لیا، مقام مِنا اور عرفات پر گئے اور قربانی کی اور طواف کعبہ کیا اور حضرت اسماعیلؑ کو کعبہ کا متولی قرار دے کر خود واپس کنعان میں تشریف لے گئے اور ہر سال کنعان سے حج کعبہ کے لیے آتے رہے اور حج کر کے واپس چلے جاتے۔ تا زیست یہ دستور قائم رہا۔ آپ کی حیات کے بعد دستور ہوا کہ مکہ میں ہر سال میلہ ہوتا اور لوگ دور ملکوں سے آتے اور اولاد اسماعیلؑ ہی خانہ کعبہ کا متولی رہی تا ظہور رسول پاک ﷺ۔

پھر جب رسول پاک ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ بعد فتح مکہ اللہ کریم نے رسول پاک ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ تیری امت پر حج کعبہ فرض کر دیا اور پہلے کی طرح حج میں مومنوں کے سوا دوسرا شامل نہیں ہوسکتا۔ تعمیر خانہ کعبہ کے متعلقہ حالات قرآن پاک میں سورۃ الحج کے تیسرے رکوع میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا ہے اور مفسرین اکرام نے شرح کی ہے۔ جس سے صاف صاف واقعات تعمیر خانہ کعبہ اور احکام رب العالمین کی وضاحت ہے۔ حضرت ابراہیمؑ علاقہ شام میں شہر کنعان میں رہتے تھے۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایک سوبیس (۱۲۰) سال تھی۔ اور حضرت سائرہ (حرم اول حضرت ابراہیمؑ) کی عمر ایک کم ایک سو (۹۹) برس تھی۔ کچھ فرشتے بحکمِ اللہ جلِ شانہُ رات کے وقت حضرت ابراہیمؑ کے گھر آئے اور آ کر سلام علیک کہا اور حضرت ابراہیمؑ نے ان کے جواب میں ان کو بھی وعلیک السلام کہا اور ان کو ساتھ لے کر اپنے مہمان خانہ میں بٹھایا اور جلد ایک گائے کا بچھڑا ذبح کر کے کھانا تیار کیا اور ان کے کھانے کے لیے سامنے رکھا لیکن انہوں نے اس کھانے کی طرف رغبت نہ کی اس لیے حضرت ابراہیمؑ کے دل میں خوف ہوا کہ یہ لوگ مجھے کچھ نقصان پہنچا ئیں گے، کیونکہ اس زمانہ میں دستور تھا کہ جو شخص کسی کو نقصان پہنچا تا تو وہ شخص نقصان پہنچنے والے کا کھانا نہ کھاتا تھا۔ یہ صورت دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ بہت متفکر ہوئے۔ فرشتوں نے حضرتؑ کی پریشانی دیکھ کر کہا کہ اے ابراہیمؑ فکر نہ کر ہم فرشتے ہیں جو اللہ کریم کی طرف سے تیرے لیے ایک بیٹا پیدا ہونے کی خوشخبری لائے ہیں۔

جو تیری بیوی سائرہ کے بطن سے ہوگا اور جوان ہو کر پیغمبر ہوگا اور اس کی بہت

میں رہے، چوتھے دن علی الصبح ایک قافلہ مدین سے مصر کو جانے والا اس جگہ پہنچا۔ اور اس کنوئیں سے پانی لینے کے لیے دلو (بوکا یا ڈول) اس میں ڈالا۔ تو اس دلو میں حضرت جبرائیلؑ نے حضرت یوسفؑ کو بٹھلا دیا۔ جب پانی نکالنے والے نے ڈول کو کھینچا اور بھاری معلوم ہوا تو اس نے اپنے دوسرے ساتھی کو پکار کر بلایا اور اس کی مدد سے ڈول کو باہر نکالا اور ڈول میں حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اپنے مالک کے پاس لے گئے۔ جو قافلہ کا سردار تھا۔ یہ قافلہ خاندانِ ابراہیمی سے تھا اور قافلہ کے سردار کا نام مالک بن ذعر الخزاعی بن وائن بن عیفا بن مدین بن حضرت ابراہیمؑ تھا۔ اور مالک نے یوسفؑ کو بڑی محبت سے اپنے پاس رکھا۔ جب یوسفؑ کے بھائیوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے مالک کے پاس جا کر کہا کہ یہ ہمارا غلام نافرمان ہے تم اس کو خرید لو۔ اور غیر ملک میں لے جاؤ اس پر مالک نے جواب دیا کہ میرے پاس اس وقت زر نقد نہیں ہے۔ چند کھوٹے درہم موجود ہیں ان کے عوض خرید سکتا ہوں۔ انہوں نے انہی کھوٹے درہموں پر یوسفؑ کو مالک کے ہاتھ فروخت کر دیا اور خود چلے گئے اور لکھا ہے کہ وہ درہم کھوٹے ہر بھائی کے حصہ میں دو دو آئے تھے۔ اور یہودا نے اس میں سے حصہ نہیں لیا تھا۔ مالک یوسفؑ کو قافلہ کے ساتھ مصر میں لے گیا۔ اس وقت بادشاہ مصر الریان بن ولید عمالقہ سے تھا اور اس کا وزیر جس کو عزیز مصر کہتے تھے۔ اطفیر یا فوطیمار نام تھا اور اس کی بیوی راعیل نام تھی جس کا لقب زلیخا تھا۔ اور بادشاہ کی بیٹی تھی۔ جب قافلہ مصر میں پہنچا تو عزیز مصر کے ملازموں نے حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر عزیز مصر کو خبر دی تو ان کا خریدار بنا اور مالک قافلہ سردار نے حضرت کو فروخت کے لیے آراستہ کر کے بازار میں لے گیا۔

خریدار جمع ہوئے اور عزیزِ مصر بھی خریدار بن کر آیا اور یوسفؑ کو دیکھ کر فریفتہ ہوا۔

آراستہ آں یار بباز ار برآمد
فریاد و فغاں از در و دیوار برآمد
(وہ یار سج دھج کر بازار آ گیا)
(ہردر و دیوار نے فریاد وفغاں شروع کردی)

خریدار قیمت بڑھانے لگے۔ عزیز نے انتہا قیمت پیش کی جو غلام کے برابروزن سونا چاندی جواہرات مشک دینے کا اعلان کیا۔ مالک نے عزیز کے ہاتھ فروخت کردیا عزیز خرید کر گھر لے آیا اور بیوی سے کہا کہ ہم اس کو اپنا بیٹا بنائیں گے کیونکہ عزیز کے کوئی اولاد نہ تھی اور نہ وہ اولاد کے لائق تھا۔ بڑی محبت سے یوسفؑ کی پرورش میں مشغول ہوئے اور عزیز کی بیوی راعیل یعنی زلیخا آپ کے حسن وجمال کو دیکھ کر دل وجان سے عاشق ہوئی۔ جیسا کہ لکھتے ہیں۔

زلیخا چوں بردیش دیدہ بکشاد
بیک دیدارش اُفتاد آنچہ اُفتاد
زلطف و صورت وحسن و شمائل
اسیرش شد بیک دل نے بہ صددل
(زلیخا نے جب حضرت یوسفؑ کے چہرہ پر آنکھیں کھولیں تو اس پر جو گذرنا تھا گذر گیا۔ وہ آپؑ کے حسن، صورت، لطف اور آداب دیکھ کر وہ ایک دل سے قیدی بن گئی نہ کہ سو دل سے)

زلیخا نے اپنی خواہشِ نفسانی کے پورا کرنے کی حضرت یوسفؑ سے التجاء کی لیکن آپؑ نے نفرت کی اس پر تکرار کی صورت پیدا ہوئی۔ جس پر حضرت یوسفؑ کو قید کردیا گیا۔ اس قید خانہ میں دوقیدیوں نے خواب دیکھا اور حضرت یوسفؑ سے اس کی تعبیر دریافت کی تو وہ پوری ہوئی اور بادشاہ مصر کو بھی ایک خواب آیا جس کی تعبیر سے اسکے وزیر عاجز آئے اور ان قیدیوں میں ایک مقرب بادشاہ ہوا۔ اس نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ فلاں قیدی اس کی

اولاد ہوگی۔ اس وقت حضرت سائرہ پردہ میں کھڑی تھیں، سن کر ہنسیں اور کہا کہ میں بوڑھی ہوں اور میرا خاوند بھی بوڑھا ہے اب میرے اولاد کس طرح ہوسکتی ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ اللہ کریم کی قدرت میں ہے اور حضرت ابراہیمؑ کی بھی تسلی کی کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ مفسرین نے فرشتوں کے متعلق مختلف روایت کی ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ تین فرشتے، جبرائیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ تھے اور بعض نے لکھا ہے کہ وہ آٹھ فرشتے تھے اور بعض نے بارہ لکھے ہیں۔ بہرحال ان تین بزرگ فرشتوں کے ساتھ اور بھی تھے۔ تب حضرت سائرہ حاملہ ہوئیں اور بعد وضع حمل حضرت اسحاقؑ پیدا ہوئے اور فرشتوں کے بتلائے ہوئے نام پر بیٹے کا نام اسحاقؑ رکھا یہ آپ کے دوسرے بیٹے تھے۔ جن کے مختصر حالات حاشیہ میں آئیں گے۔ ان کے علاوہ اور اولاد بھی ہوئی جس کا ذکر آگے ہوگا۔ حضرت ابراہیمؑ نے دل میں خیال کیا کہ خوشخبری کے لیے ایک فرشتہ کا آنا کافی تھا۔ اتنے فرشتوں کے آنے میں کچھ بھید الٰہی ہے۔ اس لیے حضرت نے ان فرشتوں سے یہ سوال کیا کہ اتنے فرشتوں کا اکٹھا ہوکر آنا کیا سبب ہے اس پر حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا کہ قوم لوط کے فنا کرنے کو آئے ہیں چونکہ حضرت ابراہیمؑ بہت رحم دل تھے۔ اس امر کے سننے سے آپ کو سخت خوف پیدا ہوا اور حضرت لوطؑ کے متعلق فرشتوں سے گفتگو ہوئی تو فرشتوں نے جواب میں کہا کہ لوطؑ کو بمع ان کے ہمراہیوں کے بچالیں گے سوائے ان کی بیوی دائیلہ کے۔ کیونکہ وہ کافروں کے ساتھ ہے۔ یعنی وہ کافروں سے ملی ہوئی ہے۔ وہ بھی فنا ہوگی اس پر سائرہ نے جو پردہ میں سنتی تھیں خوف زدہ ہوکر کہا کہ اس قوم کو فنا ہونے کی خبر نہ ہوگی تو فرشتوں نے اس پر کہا کہ ان کو اطلاع دی جائے گی۔ چنانچہ یہ فرشتے حضرت ابراہیمؑ سے رخصت ہوکر شہر سدوم میں پہنچے اور خوبصورت خوردسال لڑکپن لڑکوں کی وضع میں رات کے وقت حضرت لوطؑ کے گھر میں داخل ہوئے۔ حضرت اپنے مہمانوں کو دیکھ کر قوم کی بداعمالی سے ڈرے۔ اس وقت ان کی بیوی دائیلہ یہ حالت دیکھتی تھی اس نے جا کر کافروں کو خبر دی۔ قوم کے لوگ غلبہ کر کے حضرت لوطؑ کے گھر کی طرف آئے اور حضرت نے گھر کا دروازہ بند کرلیا تو وہ لوگ باہر کھڑے حضرت سے گفتگو کرتے رہے۔ قوم کے لوگ کہتے تھے کہ ان مہمانوں کو ہمارے حوالے کردو۔

حضرت لوطؑ نے کہا کہ غضبِ الٰہی سے ڈرو اور فعل بد کو چھوڑ دو۔ میری بیٹیاں موجود ہیں ان سے عقد کرلو۔ لیکن وہ اس بات کو قبول نہ کرتے۔ حضرت لوطؑ ان فرشتوں

تعبیر بتلائے گا۔
بادشاہ نے حضرت یوسفؑ کو قید سے رہا
کر کے اپنے پاس بلایا اور خواب کی تعبیر
پوچھی تو آپؑ نے بتلایا کہ اب سات سال
غلہ افراط سے پیدا ہوگا اور پھر اس کے بعد
سات سال قحط سالی ہوگی۔ اس کا انتظام
بادشاہ کرسکتا ہے۔ اس انتظام کے لیے
بادشاہ نے سلطنت کا بالائی کام آپؑ کے سپرد
کیا اور بادشاہ خود بھی حضرتؑ ایمان لایا
اور بت پرستی سے توبہ کی۔ حضرتؑ کی عمر
اسوقت تیس (۳۰) سال تھی اور آپ
کو اسوقت پیغمبری نازل ہوئی اور بادشاہ نے
اپنی بیٹی اسناتھ سے حضرت کی شادی کردی
اور اس سے دو لڑکے منشیؑ اور افراہیم پیدا
ہوئے۔ یہ بھی روایت ہے کہ پہلا عزیز مرگیا
اور زلیخا سے ہی حضرت یوسفؑ کی شادی
ہوئی اور یہ دونوں بیٹے منشیؑ اور افراہیم اسی
کے بطن سے تھے۔ جب حضرت یوسفؑ کے
سپرد سلطنت مصر ہوئی تو آپ نے خود انتظام
کیا اور پہلے سات سال ارزانی میں تمام غلہ
جمع کرلیا۔ اور جب قحط سالی کے دن آئے
اور کل ملک میں قحط پڑا تو کنعان سے حضرت
یوسفؑ کے بھائی غلہ لینے آئے تو حضرت
یوسفؑ نے دس بھائیوں کو غلہ دے کر واپس
کردیا اور اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو اپنے
پاس رکھ لیا اور پھر دوبارہ بھائیوں کے آنے
پر اپنے حالات سے ان کو آگاہ کیا اور انہوں
نے اپنے جرم سے توبہ کی اور ان کو کنعان بھیج
کر اپنے باپ حضرت یعقوبؑ اور کل
خاندان کو مصر میں بلالیا۔ اور ان کی رہائش
کے لیے شہر سے علیحدہ جگہ مقرر کردی
۔حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ سے
چالیس سال بعد ملے جس حجرہ میں حضرت
یعقوبؑ چالیس سال فراق یوسفؑ میں
روتے رہے۔ اس حجرہ کا نام بیت الاحزان
تھا اور جب سترہ یا چوبیس سال اس ملاقات
کو ہوئے تو حضرت یعقوبؑ کا مصر

سے آگاہ تھے۔ بہت ڈرے اور اللہ سے پناہ مانگی۔ جب قوم نے حضرت کے دروازوں کو
توڑا اور اندر گھس آئے تو آپ بہت گھبرائے۔ اس وقت فرشتوں نے اطلاع دی کہ ہم
فرشتے ہیں جو اللہ کریم کے حکم سے اس قوم نافرمان کے غرق کرنے کو آئے ہیں۔ تب
حضرت لوطؑ کو تسلی ہوئی اور کہا ان فرشتوں نے کہ تیری قوم کے لوگ تم سے شک میں ہیں جو
تم نے ان کے ساتھ وعدہ کیا تھا اور ہم سچ کہتے ہیں تم کو کہ اس قوم نافرمان کے لیے عذاب
لائے ہیں۔ اپنے بندوں کو نکال کر اس شہر سے چلا جا اور جاتے وقت پیچھے مت دیکھنا۔
حضرت لوطؑ نے پوچھا کہ کس وقت وہ وقت آئے گا تو فرشتوں نے کہا کہ جب آدھی رات
ہوگی۔ الغرض جب ان کافروں نے دروازوں کو توڑا اور اندر داخل ہوئے تو حضرت
جبرائیلؑ نے اپنے پر ہلائے اس سے وہ سب اندھے ہوئے اور باہر کو بھاگے اور آواز بلند
کی کہ لوطؑ کے مہمان جادوگر ہیں۔ پھر حضرت لوطؑ اپنے لوگوں کو ہمراہ لے کر شہر سے باہر
نکل گئے۔ اور جب وقت پورا ہوا تو حضرت جبرائیلؑ نے ایک دردناک آواز ظاہر کی یعنی
چیخ ماری اور اس شہر کو زمین سے اٹھایا اور آسمان تک لے گئے اور اُلٹا کر زمین پر دے مارا۔
جو کافر اس قوم سے شہر میں موجود نہ تھے ان پر پتھروں کی بارش ہوئی جس جگہ وہ تھے اسی جگہ
بارش سنگریزہ سے فنا ہوئے۔ روایت ہے کہ ایک شخص اس قوم سے اس وقت خانہ کعبہ میں
تھا اور وہ اس وقت سے چالیس روز بعد خانہ کعبہ سے باہر آیا۔ جس وقت باہر آیا اس وقت فنا
ہوا اور حضرت لوطؑ باامن اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ملک شام کے دوسرے علاقہ میں چلے
گئے۔ اور باقی عمر تمام وہاں بسر کی اور حضرت لوطؑ کا نسب آذر کے حالات کے حاشیہ
میں مختصر ضروری بمع اولاد آچکا ہے۔ جب حضرت اسحاقؑ جوان ہوئے تو حضرت سائرہ
(ان کی والدہ) کا انتقال ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ نے قبیلہ ِ حتّ کے ایک شخص عفرون بن صحر
سے چار سو درہم وزنی چاندی کے عوض زمین خرید کر اس میں حضرت سائرہ کو دفن کیا اور پھر
اسی زمین میں حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد کے اکثر پیغمبروں کی قبریں کنعان
میں ہوئیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد کے متعلق اس طرح مرقوم ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے
اور شادی بھی کی تھی۔ جس سے اولاد پیدا ہوئی۔ یعنی تیسری شادی قنطور یا قطور بنت یقطن
کنعانی سے کی جس سے چھ بیٹے پیدا ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ زمران، یقسان،
مدان، اسباق یا اسبق، خنوخ، مدین یہ کل آٹھ بیٹے ہوئے یعنی حضرت اسماعیلؑ اور حضرت
اسحاقؑ کو ان میں شامل کرنے سے آٹھ ہوتے ہیں۔ لیکن ابن خلدون نے لکھا ہے کہ تیرہ

میں انتقال ہوا اور حضرت یوسفؑ نے ان کا تابوت مصر سے لے جا کر کنعان میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحاقؑ کے پہلو میں دفن کیا اور خود واپس مصر تشریف لے آئے۔ اس وقت حضرت یعقوبؑ کی عمر ایک سو چالیس سال تھی۔

کل خاندان مصر میں رہا حضرت یعقوبؑ کی اولاد سے اولاد عیص بھی ساتھ آئی تھی جس قدر اس وقت لوگ آئے وہ مصر میں ہی رہے۔ جب حضرت یوسفؑ کی عمر ایک سو دس برس ہوئی تو آپ نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ حضرت یعقوبؑ فرماتے ہیں کہ بیٹا جلدا جاؤ میں تیرے فراق میں سخت تکلیف اٹھا رہا ہوں۔ تین دن کے اندر آ جاؤ۔ حضرت خواب سے بیدار ہوئے اور اپنے بھائیوں کو جمع کر کے وصیت کی اور یہودا کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اپنے بیٹوں اور کل خاندان کو یہودا کے سپرد کر کے وصیت کی کہ میرا تابوت جسوقت تم یا تمہاری اولاد لے جاسکے کنعان میں لیجا کر دفن کرنا۔ چنانچہ تین دن بعد آپؑ کا انتقال ہوا اور اس وقت مصر میں ہی دفن کئے گئے اور سب خاندان مصر میں ہی آباد رہا۔ جس وقت حضرت موسیٰؑ اپنی قوم بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے نکلے تھے تو حضرت یوسفؑ کا تابوت بھی ساتھ لے گئے تھے۔ اور کنعان میں جا کر آبائی قبرستان میں دفن کیا۔ اس وقت سے بنی اسرائیل کے بہت اولاد کثرت سے ہوئی۔ الریان بن ولید بادشاہ مصر جو خاندانِ عمالقہ سے تھا اور جس سے حضرت یوسفؑ کا تعلق رہا اور وہ حضرت پر ایمان لایا۔ وہ حضرت کے زمانہ میں ہی مر گیا تھا۔ اور اس کے بعد پھر قبطی قوم سے ولید بن مساعت بادشاہ ہوا اور وہ ایمان نہ لایا۔ بلکہ حضرت کے بعد اسی نے اپنے آپ کو خدا کہلایا اور حضرت موسیٰؑ کے وقت تک زندہ رہا اور حضرت موسیٰؑ کا اسی سے واسطہ ہوا۔ قوم کی اکثریت دیکھ

بیٹے تھے کیونکہ انہوں نے چوتھی بیوی بھی کی تھی۔ جس کا نام حجون یا رعو تھا۔ جو اہیب کی بیٹی تھی اور اسکے بطن سے بھی پانچ لڑکے ہوئے جن کے نام یہ ہیں کیسان، فروخ، امیم، لوطان، نافس اور ان سب کو شمار کرنے سے کل تیرہ ہوتے ہیں۔ ابن خلدون کے ساتھ طبری اور سہیلی بھی متفق ہیں کہ تیرہ بیٹے ہی ہوئے ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب۔**

چونکہ ہمارا مدعا نسب نامہ رسول مقبول ﷺ سے ہے اور حضرت اسماعیلؑ سب لڑکوں سے بڑے اور داخل نسب رسول ﷺ ہیں اور باقی خارج نسب ہیں۔ اس لیے حضرت اسماعیلؑ کے حالات بقایا سلسلہ نسب میں آئیں گے۔ اور باقی اولاد سے جس کا تعلق اس نسب نامہ سے ہوگا وہ بھی مختصر حاشیہ میں تحریر ہوگا اور حضرت ابراہیمؑ جد انبیاء تیسرے درجہ پر ہیں یعنی اول حضرت آدمؑ دوسرے حضرت نوحؑ تیسرے حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت ابراہیمؑ پر بیس صحیفے نازل ہوئے اور شریعت اسلام میں بھی آپ تیسرے درجہ پر ہیں بلکہ یہ کہنا لازمی ہے کہ آپ خاتم شریعت ہیں یعنی آپ پر جو شریعت قائم ہوئی وہی تا قیامت رہے گی۔ شریعت میں تیسرا درجہ اس طرح ہے کہ حضرت شیثؑ سے جو شریعت قائم ہوئی حضرت نوحؑ تک اس کا رائج رہا اور پھر حضرت نوحؑ سے جو شریعت قائم ہوئی وہ حضرت ابراہیمؑ تک دستور العمل میں آئی اور پھر جو حضرت ابراہیمؑ کے لیے اللہ کریم نے احکام شریعت فرمائی اسی پر پابندی ہمارے آقائے نامدار کو کرنے کے لیے ارشاد ہوا اور رسول اکرم ﷺ ملت ابراہیمی کے پابند رہے اور ہمارے لیے اسی شریعت کی پابندی کا ارشاد ہے جو ہمارا ایمان ہے اور تا قیامت امت نبی آخر الزماں اسی کی پابند رہے گی۔ اس لحاظ سے آپ یعنی حضرت ابراہیمؑ آخری شریعت کے بانی قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ خیر میرا عقیدہ ان چار مصروں پر ہے۔

بندۂ پروردگارم امت احمد نبیؐ	دوست دارم چار یار و تابعِ اولادِ علی
مذہب حنفیہ دارم ملتِ احمد خلیل	خاکپائے غوثِ اعظم زیر سایہ ہرولی

مناسک حج وطواف خانہ کعبہ اور قربانی، ختنہ، استنجاء، مسواک، ناک کو پانی سے صاف کرنا، لب کے بالوں کا کترانا، اندام نہانی کے بال صاف کرنا، مصافحہ، معانقہ یہ سب سنت ابراہیمی ہیں۔ پاجامہ بھی با الہام ربی آپ نے بنایا۔ مہمان نوازی اور دعوت مجلس رفقاء بھی آپ ہی سے ایجاد ہے۔ آپ نے اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں عرض کی تھی

کہ جس وقت دنیا سے جانے کے لیے عرض کروں گا تب میری زندگی کا خاتمہ ہو اللہ کریم نے یہ عرض منظور فرمالی تھی۔

جب آپ کی عمر دوسو (۲۰۰) برس کی ہوئی اسوقت آپ نے دعوت مہمانی کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا اور اس وقت ان مہمانوں میں ایک بوڑھا مسافر بھی مہمانی کھانے میں شریک مجلس ہوا۔ آپ نے اس کو بڑی احتیاط سے بٹھایا اور خود کھانا لا کر اس کے آگے رکھا۔ جب اس بوڑھے مسافر نے اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالا تو اس کا ہاتھ کھانے میں نہ گیا۔ پھر بڑی ردوکد سے لقمہ اٹھایا تو منہ کی بجائے کان میں رکھ لیا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت نے اس بوڑھے سے کہا کہ اے بزرگ آدمی اس کا کیا سبب ہے اس بوڑھے نے کہا کہ یہ بڑھاپے کی وجہ سے ہے۔ حضرت نے اس سے عمر دریافت کی تو اس بوڑھے نے آپ کی عمر سے دو برس زیادہ بتلا دی حضرت سن کر حیران ہوئے اور اسی وقت بارگاہ پاک میں التجا کی کہ خداوندا میں یہ حالت دیکھنی نہیں چاہتا مجھے اب دنیا سے اٹھا لے۔ چونکہ وعدہ پورا ہو گیا۔ اور وہ بوڑھا مسافر حضرت عزرائیلؑ فرشتے تھے۔ اسوقت حضرت عزرائیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ کی روح قبض کی۔ اور آپ کی موت واقع ہوئی اور کنعان میں اُن کی زرخرید زمین جس جگہ حضرت سائرہ مدفون تھیں، دفن کیئے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ کی زبان عبرانی تھی۔

۲۱ حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ

آپ بھی داخل نسب ہیں

عبرانی زبان میں اسماعیل کے معنی مطیع اللہ کے ہیں۔ آپ داخل نسب ہیں۔ جب آپ کنعان میں پیدا ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ کی عمر چھیاسی (۸۶) برس تھی۔ آپ کی پیدائش اور آپ کا زمین مکہ میں آنا، رہائش اور تعمیر مکہ کے متعلقہ حال حضرت ابراہیمؑ کے حالات میں تحریر ہو چکا ہے۔ اس جگہ ضروری حالات متعلقہ باقی حضرت اسماعیلؑ درج ہوں گے۔ جب حضرت ابراہیمؑ حضرت ہاجرہؓ اور ان کے بچے اسماعیلؑ کو جوان کی گود میں تھے، زمین مکہ میں چھوڑ کر واپس کنعان تشریف لے آئے تو حضرت ہاجرہ اس لق و دق میدان میں اکیلی بچہ کو گود میں لیے بیٹھی رہیں۔ موجود پانی کے ختم ہونے پر پیاس نے تنگ کیا تو پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھریں۔ قدرت کاملہ نے حضرت اسماعیلؑ کی ایڑیوں کے رگڑنے کی جگہ سے چشمہ آب پیدا کر دیا۔ جو آب زم زم

کر اس نے بنی اسرائیل کی قوم پر سختی کی اور حضرت موسیٰ لادی کے قبیلہ میں پیدا ہوئے۔ نسب نامہ اس طرح ہے موسیٰ بن عمران بن توقات بن لادی بن حضرت یعقوب۔ حضرت موسیٰ کی پیدائش طوفان سے سولہ سو برس بعد ہوئی۔ اسطرح کہ ایک ہزار اکاسی برس بعد حضرت ابراہیمؑ ہوئے اور حضرت ابراہیمؑ کے پانچ سو بیس برس بعد حضرت موسیٰ ہوئے۔ آپ کے بھائی کا نام ہارون تھا۔ حضرت موسیٰ اسی برس کی عمر میں کوہ طور یا کوہ سینا پر اللہ سے ہم کلام ہوئے اور کلیم اللہ آپ کا نام اور کتاب توریت آپ کو ملی اور حضرت ہارونؑ کو بھی بیاسی برس کی عمر میں پیغمبری عطا ہوئی۔ مصر میں پیدا ہوئے وہاں پرورش پائی۔ فرعون مصر کو ہدایت کرتے رہے وہ ایمان نہ لایا اپنے کنبہ یعنی بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لائے فرعون نے ان کا تعاقب کیا اور دریائے نیل میں غرق ہوا۔ سب حالات قرآن پاک میں ہیں حضرت موسیٰ کی زبان میں لکنت تھی۔ قارون آپ کا چچا زاد بھائی تھا۔ جو بڑا مالدار تھا حضرت کے کہنے سے زکوۃ نہ دی اور انکار کیا اور حضرت موسیٰ کی دعا سے زمین میں دھنس گیا۔ اور حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ کی حیات میں فوت ہوئے۔ بی بی آسیہ فرعون کی بیوی تھی جس نے حضرت کی پرورش کی اور آپ پر ایمان لائی۔ خاتونِ جنت کا رتبہ حاصل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے سردار جنت چار عورتیں فرمائیں جن میں ایک آسیہ عورت فرعون بھی شمار کی ہے۔ حضرت شعیب پیغمبر حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے مدین کی اولاد سے تھے۔ ان کی بیٹی سے حضرت موسیٰ کی شادی ہوئی۔ حضرت موسیٰ کی عمر ایک سو بیس برس ہوئی۔ آپ کی عمر میں شاہانِ فارس پہلے بیس سال بادشاہ منوچہر تھا۔ ایک سو سال افراسیاب بادشاہ رہا۔ اس وقت آپ کا انتقال ہوا آپ کے

بعد یوشع پیغمبر بنی اسرائیلؑ میں پیدا ہوئے۔
جو اولاد یوسفؑ سے ہیں اور ان کے
وزیر حضرت الیاسؑ ہوئے ہیں۔ جنہوں نے
حضرت خضرؑ کے ساتھ آب حیات پیا یہ بھی
حضرت یوسفؑ کی اولاد سے ہیں اور بعض
نے ان کو لادی بن یعقوبؑ سے لکھا ہے۔
اور حضرت یوشع نے ساؤل بن قیس جو اولاد
بنیامین سے تھا اور قرآن پاک میں اس کا نام
طالوت لکھا ہے۔ بنی اسرائیلؑ کا بادشاہ
مقرر کیا اور شموئل پیغمبر حضرت ہارونؑ برادر
حضرت موسیٰؑ کی اولاد سے ہوئے ہیں۔
جب طالوت اور جالوت میں باہمی لڑائی
ہوئی۔ تو حضرت داؤد چھوٹی عمر میں تھے اور
ان کے ہاتھ سے جالوت مارا گیا اور طالوت
نے اپنی لڑکی سے ان کی شادی
کردی۔ حضرت داؤدؑ کا شجرہ نسب اس طرح
ہے داؤد بن ایشایا یسی بن عوفید بن بوغر بن
سلمون بن نخشون بن عمینا ذاب بن ارم بن
حضرون بن بارض بن یہودا بن حضرت
یعقوبؑ۔ حضرت داؤدؑ کنعان میں پیغمبر اور
بادشاہ ہوئے اور طالوت کے بعد تخت پر
بیٹھے اور ان کے بعد انکا بیٹا حضرت سلیمانؑ
پیغمبر اور بادشاہ ہوئے حضرت سلیمانؑ نے
چالیس سال جن وانسان طائیر وطیور پر
بادشاہت کی اور بیت المقدس دوسرا کعبہ
تعمیر کیا۔ حضرت موسیٰؑ سے چار سو
پچھتر (۴۷۵) برس بعد ہوئے۔ حضرت
سلیمانؑ کے بعد ان کا بیٹا بادشاہ بیت المقدس
ہوا۔ ۹۴۸ موسوی میں بادشاہ یہویاہ
جو اولاد سلیمان سے بیت المقدس کا تھا۔
فرعون لنگڑا اصل نام میق یا یہو یا خاز کو
بادشاہ مصر نے قتل کیا اور بیت المقدس سے
واپس مصر چلا گیا۔ اور ۹۷۷ موسوی میں
بخت نصر بادشاہ بابل نے بیت المقدس پر
چڑھائی کی صدقیاہ بادشاہ آخری جونسل
سلیمان سے تھا قتل کیا۔ اور دانیال اور خرقیاہ
دونوں بیٹوں کو جو اولاد ہارون پیغمبر سے تھے

کے نام سے موسوم ہوا اور یمن سے بنو جرہم قبیلہ سے ایک قافلہ جو یمن سے تجارت کے لیے شام جاتا تھا وہاں پانی کا چشمہ اور حضرت ہاجرہ اور ان کے چھوٹے بچے کو دیکھ کر حضرت ہاجرہ سے اجازت لے کر ٹھہر گئے اور حضرت ہاجرہ کے ماتحت وہاں آبادی کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اور حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کو اس آبادی کا مالک تسلیم کر کے ان کے ہر طرح کے اخراجات کے ذمہ دار ہوئے اور مکہ نام رکھا آبادی شروع کی۔ حضرت اسماعیلؑ اسی قبیلہ میں پرورش پانے لگے۔ چونکہ قبیلہ جرہم کی زبان عربی تھی اس لیے آپؑ کی زبان عربی ہوئی۔ یمن سے قبیلہ بنو عمالقہ بھی آکر مکہ میں آباد ہوا اور مضاض بن عمر بن سعید بن رقیب بن ہن بن نبت بن جرہم بھی یمن سے مکہ میں آئے اور بالائی مکہ میں قیام کیا۔ پہلا قبیلہ جرہم قعیقعان محلّہ میں رہتا تھا اور قوم عاربہ عرب بیرون جات مکہ میں آباد تھے۔

جب حضرت اسماعیلؑ کی عمر بارہ (۱۲) سال ہوئی اور حضرت ابراہیمؑ مکہ میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ تو ان کو خواب آیا کہ اللہ کریم فرماتا ہے کہ ابراہیمؑ قربانی کر۔ آپ نے صبح ایک سو اونٹ قربانی کیا اور دوسرے دن پھر یہی ارشاد ہوا۔ آپ نے پھر ایک سو اونٹ قربانی کیا۔ پھر تیسری رات یہ ارشاد ہوا کہ جو چیز زیادہ عزیز ہے اس کی قربانی کر۔ صبح بیدار ہو کر حضرت نے کہا کہ بیٹے سے زیادہ عزیز اور کوئی چیز نہیں۔ اس لیے حضرت اسماعیلؑ کو ساتھ لے کر منا پر گئے اور حضرت اسماعیلؑ کو اس بات سے آگاہ کیا تو حضرت اسماعیلؑ نے حکمِ اللہ تعالیٰ کو بخوشی منظور کیا اور ذبح ہونے پر رضا ظاہر کی۔ تب حضرت ابراہیمؑ نے ان کو زمین پر لٹا کر ان کے حلق پر چھری رکھ دی۔ بحکم ربی چھری نے حضرت اسماعیلؑ کے حلق پر کوئی اثر نہ کیا اور اللہ کریم نے ایک دنبہ بہشتی حضرت اسماعیلؑ کے بدلے میں بھیجا۔ جسکو حضرت ابراہیمؑ نے قربانی کیا۔ اور اسوقت حضرت اسماعیلؑ کا نام ذبیح اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا۔

جب حضرت اسماعیلؑ سترہ (۱۷) سال کے ہوئے تو آپؑ کی والدہ حضرت ہاجرہ کا انتقال ہوا اور مکہ میں مدفون ہوئیں۔ (جو جگہ اس وقت حطیم کے اندر میزاب رحمت کے تلے واقع ہے) والدہ کے انتقال کے بعد حضرت اسماعیلؑ کی طبیعت اداس ہوئی اور علاقہ شام کیطرف جانے کا ارادہ کیا۔ قبیلہ جرہم نے ان کو اداس دیکھ کر قبیلہ عمالقہ کی ایک عورت عمارہ بنت سعید بن اسامہ بن اکیل سے نکاح کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ حسب معمول آپ سے ملنے کے لئے مکہ تشریف لائے تو حضرت ہاجرہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور حضرت اسماعیلؑ

اور قوم بنی اسرائیل کو قید کر کے بابل لے گیا ارمیا نبی بھی اس وقت میں موجود تھے۔ بخت نصر ناحور بن آذر کی اولاد یعنی کومس بن ناحور کی اولاد سے تھا اور حران میں رہتے تھے ان کی جد سے ملوک بابل ہوئے ہیں۔ جو شاہان فارس کے باجگذار تھے۔ لہراسپ اس وقت بادشاہ فارس تھا۔ قیس بن فیل اولاد بنیامین سے تھا۔ اس کی دولڑکیاں تھیں حنہ اور ایشاع۔ اور ماثان ابن عارز اولاد سلیمان سے تھا۔ اس کے دولڑکے یعقوب اور عمران تھے۔ یعقوب کا بیٹا یوسف نجار تھا اور عمران کی بیوی حنہ تھیں۔ جس کی بیٹی حضرت مریم والدہ حضرت عیسےؑ ہیں اور زکریاؑ بن یوحنا بھی اولاد سلیمان سے ہیں زکریاؑ پیغمبر ہوئے ہیں ان کی بیوی حنہ کی ہمشیرہ ایشاع تھیں۔ زکریاؑ کے بیٹے حضرت یحیٰؑ پیغمبر ہوئے ہیں۔ جو حضرت عیسےؑ سے چھ ماہ چھوٹے تھے۔ یہ سب اولاد سلیمان سے ہیں۔ حضرت عیسےؑ حضرت موسیٰؑ سے ایک ہزار برس بعد ہوئے ہیں۔ حضرت یونسؑ بن متی یہ پیغمبر حضرت عیسےؑ سے پہلے اور اولاد بنی اسرائیل سے ہوئے ہیں۔ پھر حضرت عیسےؑ سے حضرت محمد ﷺ تک کوئی پیغمبر مرسل نہیں ہوا اور درمیانی عرصہ چھ سو سال کا ہے کنعان سے مصر بارہ سو کوس کے فاصلہ پر ہے اور کنعان سے بیت المقدس بہت نزدیک ہے۔ گویا پہلے وہ کنعانی جنگل تھا جس جگہ حضرت ابراہیم مصر سے آتے وقت ٹھہرے تھے اور یعقوب کو بھی وہاں خواب آیا تھا۔ اسی جگہ سلیمانؑ نے آبادی کر کے دوسرا کعبہ بنایا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے۔

باہر شکار گئے ہوئے تھے۔ ان کی بیوی عمارہ گھر تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کچھ حالات ضرور یہ دریافت کیا تو عمارہ نے ترش روی سے جواب دیا اس پر حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ جب اسماعیلؑ گھر آئیں تو ان کو کہہ دینا کہ گھر کا دروازہ بدل دے۔ جب حضرت اسماعیلؑ گھر تشریف لائے تو عمارہ نے وہ حالات سب بیان کیا۔ حضرت اسماعیلؑ نے سن کر فرمایا کہ تم کو طلاق دینے کے لیے کہہ گئے ہیں وہ میرے باپ تھے عمارہ کو حضرت نے طلاق دی اور پھر دوسری شادی سیدہ ہمشیرہ الحرث بن مضاض بن عمر بن جرہم سے کر لی۔ پھر جب سال بعد حضرت ابراہیمؑ مکہ تشریف لائے اس وقت بھی حضرت اسماعیلؑ باہر شکار گئے ہوئے تھے جب حضرت ابراہیمؑ گھر پہنچے تو سیدہ نے بخوشی استقبال کیا اور پانی لاکر وضو کرایا۔ دودھ گوشت جو کچھ اسوقت موجود تھا سامنے لا رکھا۔ اور یہ بھی عرض کیا کہ یہاں گیہوں وغیرہ نہیں ہوتی۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کے حق میں دعائے خیر کہی اور واپسی کا ارادہ کیا۔ بی بی سیدہ نے استدعا کی کہ قیام کریں لیکن آپ واپس چلے گئے اور جاتے وقت فرمایا کہ تیرا شوہر جب گھر آئے تو کہہ دینا کہ اب تمہارے مکان کا دروازہ اچھا ہے اس کو نہ بدلے اور ساتھ ہی میرا اسلام کہہ دینا۔ جب حضرت اسماعیلؑ گھر آئے تو بی بی سیدہ نے سب کچھ عرض کر دیا تو آپؑ نے فرمایا کہ میرے باپ تھے اور تمہارے لیے فرما گئے ہیں کہ اب اس کو طلاق نہ دینا۔ جس وقت حضرت ابراہیمؑ کو حکم ربی ہوا کہ خانہ کعبہ تعمیر کرو اور وہ کنعان سے مکہ پہنچے اور اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو ہمراہ لے کر تعمیرِ کعبہ کی۔ اس وقت حضرت اسماعیلؑ کی عمر تیس (۳۰) برس تھی جب خانہ کعبہ تیار ہو چکا تو حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ کو متولی کعبہ بنا کر خود واپس کنعان تشریف لے گئے شہر مکہ کی ملکیت تو اللہ کریم نے شیر خواری سے عطا کی تھی اب اپنے گھر کی حفاظت کے لیے بھی انہی کو سرفراز کیا۔ حضرت اسماعیلؑ کی حرم سیدہ سے جو قبیلہ جرہم سے تھیں بارہ بیٹے پیدا ہوئے۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کا مفصل حال حضرت ابراہیمؑ کے ذکر میں آ چکا ہے۔ حضرت اسماعیلؑ کا سب سے بڑا بیٹا قیذار تھا جو داخل نسب ہے اور نیابت، ادبیل، بیسام، مسمع، ذوما، مسا، حراہ، تیما، یسطور، نافس یا ناخیش، قیدما یا قدما، نیابوث، یہ گیارہ بیٹے خارج نسب ہیں۔ (ان کے ناموں میں اختلاف ہے جیسا کہ یہ نام اس طرح تحریر کئے ہیں۔ قیدام، مدین، موماد، زید، قطور، انور، طمشا، ثابت، سمعی، میار، قبا، تاب۔ بہر حال آپ کے بارہ بیٹے تھے)۔ جب پیغمبری عطا ہوئی تو اہلِ یمن قبیلہ عمالقہ اور جرہم کی ہدایت کے لیے ارشاد ہوا۔

آپؑ ان میں تبلیغ کرتے رہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ کا انتقال ہوا تو آپ علاقہ شام میں بھی تشریف لے گئے اور قوم کو ہدایت کی آپؑ کی اولاد عرب مستعربہ کہلائی یعنی عرب مستعربہ وہ قوم ہے جو حضرت اسماعیلؑ کی پشت اور قبیلہ جرہم کی عورت کے بطن سے ہو۔

یہ چار نام اولاد سام سے جو عرب میں آباد ہوئے رکھے گئے۔ عرب عاربہ، عرب باعدہ، عرب یمن، عرب مستعربہ، جو حضرت اسماعیلؑ کی اولاد ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا باقی تینوں بھی سام کی اولاد جو یمن میں آ کر آباد ہوئی انہی سے نسبت رکھتے ہیں یعنی یمن کے خاص باشندے عرب یمن ہیں اور عرب عاربہ کہلائی جو یعرب اور جرہم کی اولاد تھی۔ اور طسم بن لاوز بن ارفخشد بن سام کی اولاد جو یحانہ بحرین تک رہتی تھی عرب باعدہ کہلائی۔

بہرحال اولاد سام جو حدود عرب کے اندر آباد ہوئی ان چار ناموں سے نامزد ہوئے۔ اور قبیلے بھی علیحدٰہ علیحدٰہ مشہور ہوئے۔ حضرت اسماعیلؑ عبادت الٰہی اور تبلیغ میں زیادہ مصروف رہتے تھے اس لیے ملکی انتظام اپنے ماتحت اپنے خسر پوار (سالہ) الحرث اور اس کے باپ مضاض کے سپرد کر رکھا تھا لیکن مجاوری خانہ کعبہ خود کرتے اور سرداری مکہ بھی آپؑ کے نام ہی تھی۔ آپ کے بعد تا حضرت عبدالمطلب جدِ رسول ﷺ سرداری کعبہ اور مجاوری خانہ کعبہ آپ کی اولاد میں ہی رہی۔

آپ کے بارہ بیٹوں سے بہت اولاد ہوئی۔ مکہ میں ان کی رہائش کی گنجائش نہ رہی اور تمام عرب میں آباد ہوئے۔ جویلہ سے شور قبالہ مصر تک آباد ہوئے یعنی ارض حجاز سے موصل تک پھیل گئے۔ اور اپنے اپنے ناموں پر بستیاں آباد کیں بڑے دولت منداور بڑے بہادر تھے یہاں تک کہ اپنے اونٹوں کے گلوں میں سونے کے قلادے ڈالتے تھے۔ پہلی صدی کا یہودی مورخ اپنی کتاب اینٹی کوئز میں لکھتا ہے کہ بحرہ احمر کے کنارے فرات کے ساحلوں تک سارا ملک اسماعیلؑ کے بارہ بیٹوں کے قبضوں میں ہے۔ گویا کل عرب پر ان کا قبضہ تھا۔ عرب کے ہی پہاڑ کوہ طور پر حضرت موسیٰؑ اللہ کریم سے ہم کلام ہوئے اور مصر سے نکل کر علاقہ عرب میں ہی آ کر ٹھہرے اور قوم بنی اسرائیل بھی چالیس سال میدان عرب میں ہی سرگرداں رہی اور حضرت داؤدؑ بھی بادشاہ شموئیل کے خوف سے بھاگ کر عرب میں آئے۔ اور قوم بنی اسرائیل کی تباہی کے بعد اولاد اسماعیلؑ نے عرب میں ان کو بڑی عزت سے رکھا۔ غرضیکہ اولاد اسماعیلؑ بڑی شان وشوکت سے عرب میں رہتی تھی۔ جب حضرت اسماعیلؑ کی عمر ایک سوتیس (۱۳۰) برس ہوئی تو آپ کا انتقال ہوا اور مکہ میں

حضرت مدین:

یہ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے جو کہ قنطور کے بطن سے تھے۔ شہر مدین انہوں نے آباد کیا اور انہی کے نام پر موسوم ہوا۔ اور انہی کی اولاد وہاں آباد رہی۔ حضرت لوطؑ کی بیٹی ان کی بیوی تھی اسکے بطن سے پانچ بیٹے تھے۔ عیفن، حنوخ، ابرزاع، عیفا، الراعا۔ ان پانچوں سے عیفا کا کچھ تعلق اس شجرہ نسب سے ہے۔ عیفا کا بیٹا عویل تھا۔ اور عویل کا بیٹا نویل تھا اور نویل کا بیٹا شعیب تھا اور حضرت شعیبؑ پیغمبر ہوئے ہیں۔ حضرت شعیبؑ آنکھوں سے نابینا تھے۔ انکے جدی مدین کے باشندے کم وزنی کرتے تھے اور لین دین میں دھوکہ کرتے تھے۔ آپ ان کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے ان کی بددیانتی اور کم وزنی سے بچنے کی نصیحت کرتے تمام دن دین میں دھوکہ کرتے تھے۔ آپ ان کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے ان کی بددیانتی اور کم وزنی سے بچنے کی نصیحت کرتے تمام دن اور تمام رات نماز میں مشغول رہتے۔ جب قوم کو نصیحت کرتے تو قوم آپؑ کو کہتی کہ تو سنگ ساری کے لائق ہے۔ لیکن بزرگ خیال کر کے ہم تم کو کچھ نہیں کہتے۔ آخرالامر حضرت شعیبؑ اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے، بچے اور باقی قوم آواز ہولناک سے تباہ ہوئی۔ جس عذاب میں قوم ثمود گرفتار ہوئی تھی یعنی قوم صالحؑ اور قوم شعیبؑ پر ایک ہی قسم کا عذاب نازل ہوا۔ حضرت شعیبؑ کی بیٹی حضرت موسیٰؑ کی بیوی تھیں۔ اور حضرت شعیبؑ بمعہ اپنے ہمراہیوں کے حضرت موسیٰؑ کے پاس چلے گئے اور وہاں ہی رہے اور ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

حضرت ہاجرہ کے پہلو میں مدفون ہوئے اور کئی جگہ آپ کی عمر ایک سوسینتیس (۱۳۷) برس بھی رقم ہے۔

۲۲ حضرت قیذارؑ
آپ بھی داخل نسب ہیں

آپ داخل نسب ہیں حضرت اسماعیلؑ سے نور محمدی ﷺ آپ کو پہنچا آپ باپ کے بعد جانشین ہوئے۔ مجاوری خانہ کعبہ اور حکومت مکہ آپ کے سپرد ہوئی۔ قیذار کے معنی بادشاہ اور مالک شتر کے ہیں۔ آپؑ بادشاہ بھی تھے اور حضرت اسماعیلؑ نے اپنے اونٹوں کے گلے بھی آپ کے سپرد کررکھے تھے اس لیے آپؑ اس نام سے مشہور تھے آپؑ کا ماموں الحرث بن مضاض خانہ کعبہ کی تولیت میں حضرت اسماعیلؑ کے وقت سے دخل رکھتا تھا۔ آپؑ نے دوسو (۲۰۰) سال کی عمر تک دوسو (۲۰۰) عورتوں سے نکاح کیا جو اولاد اسحاقؑ سے تھیں۔ اس وقت حضرت یعقوبؑ کنعان میں تھے آپؑ ان سے کنعان جا کر ملے تھے لیکن آپؑ کے کوئی اولاد نہ ہوئی لیکن پھر بحکم رب العالمین یعنی الہام ہونے پر آپ نے قبیلہ جرہم کی ایک عورت غاضرہ نامی سے نکاح کیا اس سے لڑکا پیدا ہوا۔ آپؑ نے اس کا نام عوام رکھا جو داخل نسب ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام جمل تھا لیکن جمل جو داخل نسب ہوا ہے وہ معد بن عدنان اول کا بیٹا تھا۔ جو صحیح ہے آپ کی عمر دوسو (۲۰۰) برس سے زیادہ ہوئی۔ آپؑ اپنے بیٹے عوام کے ساتھ کوہ ابوالقبیس پر تشریف لے گئے اور وہیں انتقال ہوا۔ مکہ کی تولیت پر آپؑ کا ماموں الحرث قابض رہا۔ اس وقت سے قبیلہ جرہم کا مکہ میں زیادہ دخل ہوا۔ زمانہ قصیٰ بن کلاب تک اولاد اسماعیلؑ اور قبیلہ جرہم میں ردوبدل ہوتا رہا جس کا ذکر موقع بموقع ہوتا رہے گا۔

۲۳ حضرت عوام
آپ بھی داخل نسب ہیں

حضرت عوامؑ داخل نسب ہیں۔ لیکن بعض نسابین نے عوام بن قیذار کو جمل بن قیذار لکھا ہے جمل جو داخل نسب ہیں وہ معد بن عدنان اول کا بیٹا ہے۔ جمہور اہل سیر و تواریخ نے مہتر آدمؑ تا حضرت اسماعیلؑ درمیانی واسطہ تعداد میں انیس (۱۹) لکھے ہیں

۲۴ حضرت عوص
آپ بھی داخل نسب ہیں

۲۵ حضرت مرہ
آپ بھی داخل نسب ہیں

اور اس پر سب کا اتفاق ہے جو صحیح ہیں رسول اللہ ﷺ نے عدنان تک اپنا نسب نامہ ارشاد فرمایا ہے وہ بھی بالکل صحیح ہے جو عدنان دوم اور رسول ﷺ کے درمیان بیس (۲۰) واسطے ہیں۔

۲۷ حضرت زراح

۲۶ حضرت سماے

باقی رہا عدنان اول اور عدنان دوم کا درمیانی واسطہ وہ تعداد میں آٹھ (۸) ہیں لیکن یہ

آٹھ (۸) کی تعداد حضرت اسماعیلؑ اور عدنان کے درمیان لکھتے ہوئے یہ بھی تحریر ہے کہ حد چالیس (۴۰) کی ہے جیسا کہ جواہر فریدی میں تحریر کیا ہے تفصیلاً اسماء چالیس (۴۰) نہیں ہیں باقی نسابین نے اس تعداد کو مختلف طریقہ سے درج کیا ہے۔ اور جمل کو قیذار بن اسماعیلؑ کا بیٹا تسلیم کیا ہے۔ لیکن قیذار کا بیٹا عوام ہے اور جمل داخل نسب ہے وہ عدنان اول کا بیٹا معد اول ہے اور اس کا بیٹا جمل ہے عدنان اول حضرت عیسیٰؑ سے چھ سو (۶۰۰) سال پہلے ہوا ہے اور عدنان دوم حضرت عیسیٰؑ سے قریب (۲۰۰) سال پہلے ہوا ہے اور حضرت اسماعیلؑ حضرت عیسیٰؑ سے بموجب اتفاق نسابین ایک ہزار نو سو چودہ (۱۹۱۴) برس پہلے ہوئے ہیں۔ اس حساب سے عدنان اول ایک ہزار تین سو چودہ (۱۳۱۴) برس اور عدنان دوم ایک ہزار سات سو چودہ (۱۷۱۴) برس پہلے حضرت عیسیٰؑ سے ہوئے ہیں اور نسابین نے حضرت اسماعیلؑ اور عدنان کے درمیان نو اور چھ کے درمیان واسطے لکھے ہیں۔ جو قابل یقین نہیں ہیں اور حد چالیس (۴۰) کا فقرہ بھی شبہ میں ڈالتا ہے۔ لطف یہ ہے کہ اس سلسلہ نسب میں عدنان دو ہیں اور دونوں کے بیٹوں کے نام معد ہیں لیکن عدنان اول کے باپ کا نام اُد ہے اور عدنان دوم کے باپ کا نام اُدَ بن اود بن الیسع ہے اس سے فرق ثابت ہوتا ہے ساتھ ہی یہ بھی ایک پختہ دلیل ہے کہ حضرت اسماعیلؑ حضرت عیسیٰؑ سے ایک ہزار نو سو چودہ (۱۹۱۴) برس پہلے ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حضرت عیسیٰؑ سے قریب چھ سو (۶۰۰) سال بعد ہوئے تو درمیانی مدت پچیس سو چودہ (۲۵۱۴) برس ہے اور نسابین اس مدت میں (۲۸) اٹھائیس یا انتیس (۲۹) واسطے لکھتے ہیں اور اس حساب سے حضرت
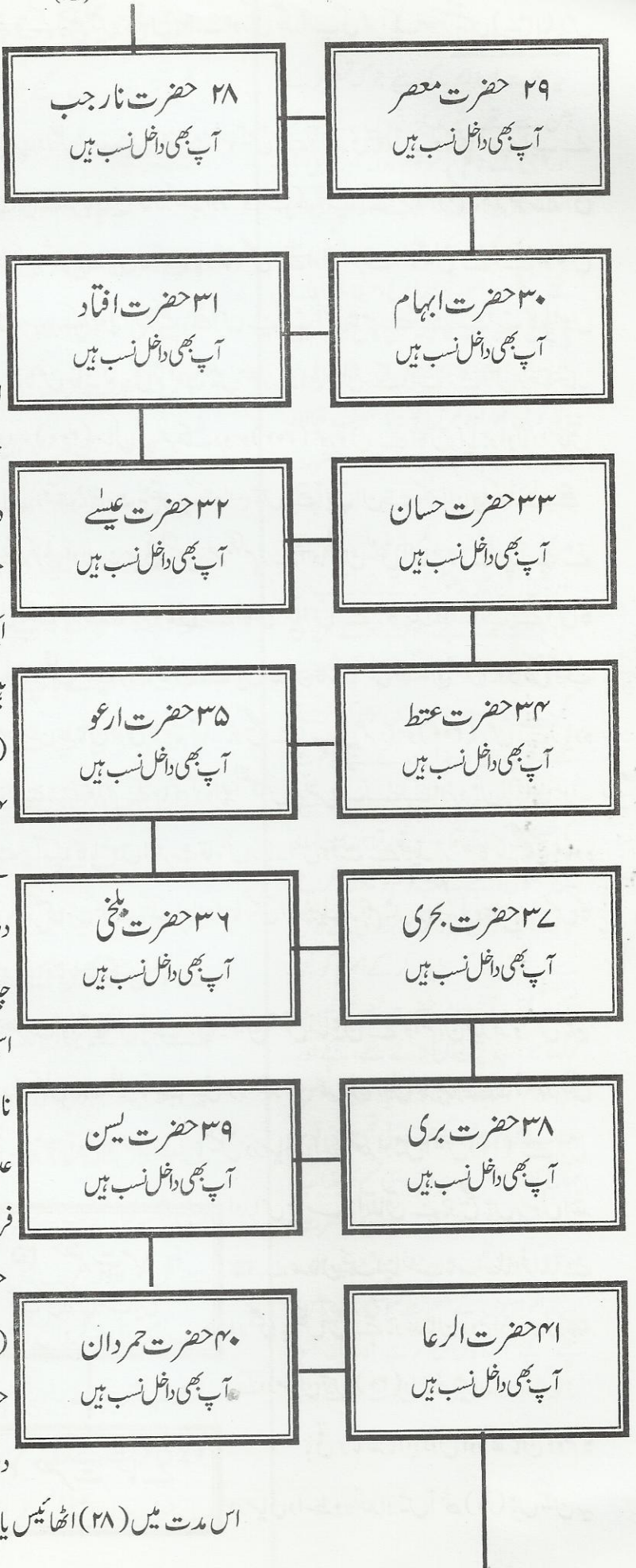
مہتر آدمؑ سے رسول پاک ﷺ تک اڑتالیس (۴۸) اسماء ہوتے ہیں اور بعض نسابین نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ اور رسول پاک ﷺ کے درمیان ستر (۷۰) پشتیں ہیں اور اس طرح صرف انتیس (۲۹) پشتیں آتیں ہیں تب بھی صحیح نہیں ہے۔ پانچ (۵) مورخین صاحبان نے حضرت اسماعیلؑ اور عدنان کی درمیانی پشتوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اول بیہقی دوسرے ابن ہشام، تیسرے ابن الاعرابی، چوتھے ابن خلدون، پانچویں الجراء، ان میں بیہقی نے نو پشتیں شمار کی ہیں اور ابن ہشام اور ابن الاعرابی نے آٹھ (۸) پشتیں لکھی ہیں۔ ابن خلدون نے معد بن عدنان اول تک بموجب سند برخیا کاتب وحی جوار میانبی کا تھا (۱۳۸) پشتیں تحریر کی ہیں اور اسماء بھی درج کئے ہیں اور الجراء معد اول معد دوم کے درمیان آٹھ پشتیں لکھی ہیں اور اسماء بھی درج کئے ہیں اور ابوالفداء نے ان دونوں کے نسب ناموں کو تسلیم کیا ہے وہ اس طرح کہ برخیاء کاتب وحی کے اسماء کے آگے الجراء کے اسماء لگادینے پر صحیح ہوجاتا ہے

اس ترتیب سے نسب نامہ کے کل اسماء نوے (۹۰) ہوتے ہیں۔ جس کے مطابق نسب نامہ تحریر ہوکر مکمل ہوگا باقی رہا برخیا کاتب وحی کی سند وہ اس طرح ہے کہ بخت نصر بادشاہ بابل کو بذریعہ ارمیا نبی ارشاد الٰہی ہوا تھا کہ بیت المقدس پر حملہ آور ہو اور اس کی فتح ہوگی۔

کیونکہ بیت المقدس میں بنی اسرائیل نے اپنے دو نبیوں کو شہید کر دیا تھا اور احکام الٰہی سے منکر ہوئے تھے۔ بخت نصر نے سن ۹۷۷ موسوی یا

حضرت سلیمانؑ سے قریب چار (۴۰۰) سوسال بعد المقدس پر حملہ کیا۔ شہر کو لوٹا اور قصر سلیمان کو جلا دیا اور شہر کی فصیلیں گرادیں اور بیت المقدس ویران ہوا۔ یہویاکین بادشاہ قتل کیا جو سلیمان کی نسل سے آخیر بادشاہ ہوا اور صدقیاہ کو جو نسل سلیمان سے تھا کنعان میں بادشاہ مقرر کیا اور بنی اسرائیل کو زندہ گرفتار کر کے بابل لے گیا اور انبار میں ان کو رکھا ان قیدیوں میں دانیال اور خرقیال جو اولاد بنی ہارون سے تھے بھی قید ہوئے اور بشیر المعروف ذوالکفل ابن حضرت ایوب نبی بھی گرفتار ہوا۔ جن کی نبوت کا آغاز حضرت ابراہیمؑ سے ایک ہزار چار سو چھ (۱۴۰۶) برس بعد ہوا اور ان کے بعد حضرت عزیر نبی ہوئے بخت نصر کا واقعہ حضرت سلیمانؑ کے چار سو (۴۰۰) سال بعد کا لکھتے ہیں۔ معد بن عدنان اول اس وقت بیت المقدس میں تھے اور بارہ سال عمر تھی۔ ارمیا نبی کو یہ بھی ارشاد الٰہی ہوا تھا کہ معد کو اپنے ساتھ لے کر ان قیدیوں سے علیحدہ ہو جا کیونکہ اس کی پشت سے خاتم المرسلین ہوں گے۔ اس لیے ارمیا نبی اور برخیاء کاتب وحی دونوں بزرگ معد کو ہمراہ لے کر حران چلے آئے اور معد انہی کے پاس رہے اور انہی سے تعلیم حاصل کی۔ اس وقت ارمیا نبی نے برخیاء کاتب وحی کی معرفت ان کا نسب نامہ حضرت اسماعیلؑ تک تحریر کرایا اور جب بخت نصر مر گیا تو بنی اسرائیل آزاد ہوئے تو معد کے خاندان کے لوگ بھی آزاد ہوئے اور معد ان کے ساتھ یمن میں چلے آ ئے اور وہیں قوم جرہم میں شادی کی علاوہ معد کے عدنان کے چھ بیٹے اور تھے۔

ریب یا عک، عرق، اد، ابی، ضحاک، عبق، عرب کے ضلع حضر موت میں حض الغراب نامی ایک قلعہ جو قوم عاد کا تھا۔ اس میں سے ایک کتبہ نکلا ہے جس پر حضرت ہودؑ پیغمبر کا ذکر اور عک کا بھی نام ہے۔ یہ عک معد کا بھائی جو اوپر ذکر ہوا ہے تھا اور یہ کتبہ ۱۸۳۹ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے افسروں نے نکالا تھا۔ عرق کی اولاد جس جگہ عرب میں آباد ہوئی وہ عراق عرب کہلاتا ہے۔

معد بڑا بہادر شجاع اور دلیر تھا اس نے یمن سے مکہ جا کر اولاد مضاض جو قابض ہوگئی تھی نکال کر خود قابض ہوا اور قوم بنی اسرائیل سے لڑتا رہا اس نے اپنے بھائی ضحاک

اور بہت تھوڑے آدمیوں کے ہمراہ کنعان پر حملہ کر کے بنی اسرائیل کو تاخت وتاراج کیا۔

قوم بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر بلعم باعور کو جو اس وقت اس جگہ موجود اور انہی میں تھا معد کے لیے بددعا کرنے کو کہا اور پیغمبر مذکور اس پر آمادہ ہوئے لیکن پیغمبر مذکور کو بذریعہ وحی ارشاد الٰہی ہوا کہ اس کے حق میں بددُعا نہ کرنا کیونکہ اس کی نسل سے ختم المرسلین ہوں گے اس لیے انہوں نے اُس کے حق میں دعائے خیر کہی اور بنی اسرائیل ان سے ناراض ہوئے اور وہ ان سے علیحدہ ہو کر چلے گئے اور اس کے بعد ان کا بیٹا جمل جو داخل نسب تھا حکومت مکہ پر حکمران ہوا پھر معد اول سے معد دوم تک کا نسب نامہ الجراء نے تحریر کیا ہے کیونکہ ارمیا نبی معد اول کا ہمعصر تھا اور اسی تک نسب نامہ تحریر کرسکتا تھا اس کے بعد کا الجراء نے تحریر کر کے تتمہ لگا دیا جو بالکل صحیح ہوگیا۔ طبری نے عدنان اول کے بیٹوں کے متعلق تصدیق کیا ہے اور ارمیا نبی کے واقعہ کو بھی لکھا ہے۔ علامہ ابن خلدون نے بڑی تحقیق سے اس مسئلہ کو حل کر کے شجرۂ نسب کو مرتب کیا جو کتاب عربی میں تاریخ عرب کے نام سے موسوم ہے اور علامہ حکیم مولوی احمد حسین صاحب نے اس کا ترجمہ اردو میں کیا ہے اور اس مسئلہ کو حل کر دیا ہے۔ علامہ ابن خلدون بڑا عالم اور سیاح شخص ہوا ہے۔ ایک اعلیٰ خاندان سے تھا اس کا نسب نامہ مختصراً تحریر کیا جاتا ہے۔ اصل نام عبدالرحمٰن بن محمد خلدون ہے اور رکنیت ابوزید ہے۔ وائل کی نسل سے تھا۔ وائل بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد دوم سے ہے اور وائل کے دو بیٹے تھے بکر اور ثعلب، ثعلب بڑا بادشاہ ہوا اسی ثعلب کے قبیلہ سے ابن خلدون ہے۔ چودھویں صدی عیسوی میں تیونس میں پیدا ہوا اور ہمیشہ سیاحت کرتا رہا۔ قریباً تمام دنیا کی سیر کی اور بہت کتابیں لکھیں اور ۸۰۸ھ میں مصر میں انتقال ہوا۔

اور وائل کے دوسرے بیٹے بکر کی اولاد سے مسیلمہ کذاب ہوا ہے جو مدعی نبوت بنا اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں اس وحشی غلام کے ہاتھ سے جس نے حضرت حمزہؓ کو غزوہ احد میں شہید کیا تھا، قتل ہوا۔ عرب کی ملکی روایتوں اور یہودیوں کی روایتوں کے مطابق جو فرداً فرداً ملتی ہیں عوام بن قیذار سے لے کر معد بن عدنان دوم تک بالکل صحیح ثابت ہوا ہے جو اندراج کر کے ترتیب شجرۂ دی گئی ہے جس سے مہتر آدمؑ اور رسول پاک ﷺ کے درمیان اٹھاسی (۸۸) پشتیں شمار میں آتی ہیں۔

نابت یا بنت یا ثبت آپ کے نام لکھے ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام سعیدہ تھا اور مخاض کی اولاد قبیلہ جرہم سے تھیں۔ آپ کے والد جمل کا انتقال ہوا تو آپ ابھی تک والدہ

۶۳ حضرت نابت یا بشت
آپ بھی داخل نسب ہیں

کے بطن میں تھے۔ آپ کی والدہ اس وقت غار کہف میں چلی گئیں اور راستہ میں آپ پیدا ہوئے اور بعد پیدائش کے والدہ کا اسی جگہ انتقال ہوا تو آپ اسی جگہ جنگل میں پڑے رہے۔

ایک قافلہ عرب وہاں پہنچا تو انہیں تاملہ سردار نے اٹھالیا اور اپنے ساتھ لے گیا۔ اور نباتات جنگل سے تشبیع دے کر نابت نام رکھا مکہ میں آپ کے ماموں چابی بردار رہے جب آپ کا بیٹا سلامان دوئم ہوا اور قبیلہ جرہم اور اولاد اسماعیلؑ میں خصومت پیدا پھر ہوئی اور سلامان کا بیٹا ہمیع دوم ہوا۔

۶۴ حضرت سلامان
آپ بھی داخل نسب ہیں

یہ شخص بڑا بہادر تھا۔ اور موسیع بھی اس کا نام لکھا ہے۔ یہ سبب اعلیٰ ہمت کے اس کو اس نام سے پکارتے ہیں۔ علاوہ حکومت مکہ کے اولاد اسحاقؑ سے مقابلہ کرتا رہا۔ شام، یمن، نجد، فارس بہت جگہوں پر قابض ہوا۔ اس کی والدہ بھی جرہم بن قحطان سے تھی۔ بارعب شخص تھا جو شخص اس کو دیکھتا تھا سجدہ کرتا تھا۔

۶۵ حضرت ہمیع دوم
آپ بھی داخل نسب ہیں

اس کا بیٹا الیسع ہوا جو داخل نسب تھا اور الیسع کا بیٹا اود دوم ہوا ہے اس نے اولاد اسماعیلؑ سے اول ہی اول کتابت سیکھی اور چوبیس طبقہ کے خط ایجاد کیئے۔ اس کی والدہ قحطا نکے قبیلہ یعنی اولاد حمیر سے تھیں۔ اس کا بیٹا اُدّ تھا بعض نے اس کا بیٹا عدنان لکھا ہے۔ لیکن اود اول کا بیٹا عدنان اول ہے۔

۶۶ حضرت الیسع
آپ بھی داخل نسب ہیں

اس کو اود دوم کہتے ہیں اور اس اود دوم کا بیٹا اُد ہے جس کا بیٹا عدنان دوم ہوا ہے عدنان اول اور عدنان دوم کی اوپر تشریح ہو چکی ہے۔ جو بالکل صحیح اور درست ہے اس غلطی کی وجہ بھی بیان کی گئی جو ملاحظہ سے گزرا ہوگا اس اود دوم کا بیٹا اُد ہے اور اُد کا بیٹا عدنان دوم ہے۔

۶۷ حضرت اود دوم
آپ بھی داخل نسب ہیں

اُدّ بن اود اس کی آواز بہت بلند تھی۔ جب یہ بولتا تھا تو بارہ میل تک آواز سنائی دیتی تھی۔ اس لیے اس کو اوزان بھی کہتے ہیں۔ اس کی والدہ کا نام سلمٰی تھا۔ یعنی سلمٰی بنت الحارشین مالک تھیں اور اس کا بیٹا عدنان دوم تھا۔ جو داخل نسب ہے۔

۶۸ حضرت اُدّ
آپ بھی داخل نسب ہیں

عدنان دوم اس عدنان تک رسول پاک ﷺ نے جو نسب نامہ ارشاد فرمایا صحیح ہے اور اس عدنان اور حضرت اسماعیلؑ کے درمیان اختلاف ہے۔ جس کی تشریح اور ثبوت پیش

کر چکا ہوں اور ملاحظہ فرمائیں۔ لکھا ہے کہ جن وانسان اس کے سخت دشمن تھے اور اسی (۸۰) آدمیوں نے باارادہ قتل ان کا تعاقب کیا۔ مگر تاب مقابلہ نہ لا سکے۔ خود فناہ ہوئے ان کی والدہ بھی اولاد قحطان سے تھیں۔

۶۹ حضرت عدنان دوم
آپ بھی داخل نسب ہیں

معد دوم۔ کنیت آپ کی ابو قضا تھی۔ نہایت شجاع ودلاور ہوئے ہیں۔ ان کی والدہ بھی قبیلہ جرہم سے تھیں۔ تین بیٹے تھے۔ نزار، عیار، مالک، نزار داخل نسب ہے اور دو لڑکیاں قضائمہ اور دنیفی تھیں۔

۷۰ حضرت معد دوم
آپ بھی داخل نسب ہیں

جب نزار پیدا ہوا تو اس کے باپ معد نے ایک ہزار اونٹ خوشی میں ذبح کئے اور قبائل کے لوگوں نے اس کی اس حرکت پر اس کو ملامت کی کہ کیوں اس قدر اصراف کیا۔ معد نے جواب دیا کہ میں اس کو قلیل شمار کرتا ہوں۔

۷۱ حضرت نزار
آپ بھی داخل نسب ہیں

چونکہ نزار کے معنی قلیل کے ہیں۔ اس لیے آپ اس نام سے موسوم ہوئے۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔ ایاد، مضر، ربیعہ، انمار، مضر داخل نسب ہیں۔ ایاد سے قبیلہ آیادی ہوا اور کعب ابن مامتہ اور قیس ابن ساعتہ الایادی اسی کی اولاد ہے۔ کعب سخاوت میں اور قیس بلاغت میں مشہور ہیں اور ربیعہ کے دو بیٹے تھے۔ اسد اور ضیعہ۔ اسد سے جدیلہ وغزہ ہوئے یعنی اس ربیعہ کو ربیعہ الفردوس بھی کہتے۔ وائل بن جدیلہ کے دو بیٹے بکر اور ثعلب۔ ثعلب سے کلب بڑا بادشاہ ہوا۔ یعنی جدیلہ کا بیٹا وائل تھا۔ کلب کو جاس نے قتل کیا جو قبیلہ بکر سے تھا۔

بکر اور ثعلب سے چار قبیلے ہوئے جو آپس میں ہمیشہ لڑتے رہے اور اسی بکر سے مرقیس اکبر اور اصغر اور بنو حینیفہ ہیں اور بنو حنیفہ سے مسیلمہ کذاب ہوا ہے۔ جو بعد فتح مکہ وفود کے سلسلہ میں رسول پاک ﷺ کی خدمت میں برائے حصول تعلیم مدینہ معظمہ میں آیا اور بعد حصول تعلیم اپنے ملک یعنی قوم میں واپس جا کر دعویٰ نبوت کیا۔ اور حضرت ابو بکرؓ خلیفہ اول کے زمانہ میں وحشی غلام کے ہاتھ سے جو اس وقت اسلام سے مشرف تھا قتل ہوا۔ یہ وہی غلام ہے جس نے بحالت کفر ہندہ کے ایماء پر حضرت امیر حمزہ کو جنگ احد میں شہید کیا تھا اور وائل کی اولاد سے وائل ہوا ہے۔ جو رسول پاک ﷺ کی خدمت میں سلسلہ وفود میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تھا اور حضرت نے اس کی بڑی عزت کی تھی اور اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی تھی اور اسی کی اولاد سے علامہ ابنِ خلدون سات صدی ہجری کے آخیر میں ہوا ہے۔ غزہ بن اسد اس کی اولاد خیبر میں رہتی تھی اور فارظان بھی اسی کی اولاد ہے اور

ضیعہ سے متلمس شاعر ہوا ہے اور ربیعہ کی اولاد سے یہ قبیلہ بھی ہیں۔ نمر، طبیم ، سدوس، عجل، لہازم اور انمار کا قبیلہ یمن میں رہتا تھا اور اس کی اولاد عرب یمانی کہلاتی تھی۔ یہ سب اولاد اسماعیلؑ عرب مستعربہ ہیں جوں جوں اولاد بڑھتی گئی عرب میں پھیلتی گئی۔ حضرت نزار کی والدہ بھی قبیلہ جرہم سے تھیں۔

۷۔ حضرت مضر
آپ بھی داخل نسب ہیں

آپ کے دو بیٹے تھے۔ الیاس جو داخل نسب ہیں۔ دوسرا عیلان اور اس کو عیلان اناس بھی کہتے ہیں۔ عیلان کا بیٹا قیس بڑا معظم ہوا ہے اور اسی قیس سے قبیلہ ہوازن ہوا۔ اور قبیلہ ہوازن سے قبیلہ سعد تھا۔ جس قبیلہ سے حضرت مائی حلیمہ دائیہ رسول پاک ﷺ تھیں۔ جن کا مفصل حال حضرت رسول پاک ﷺ کے حالات کے حاشیہ میں انشاء اللہ تحریر ہوگا اور اسی قیس سے کلاب بھی ہیں جو حلب میں آباد تھے اور موصل میں بادشاہت کی اور اسی قیس سے صعفیہ وخفاجتہ قبائل تھے۔ جو زمانہ حال تک عراق میں سردار رہے اور بنو ہوازن سے بہت قبیلے ہوئے ایک قبیلہ غطفان بن سعد ہوا ہے۔ غطفان بن سعد سے ذبیان بھی ایک قبیلہ ہوا اور ذبیان سے قبیلہ فرازہ ہوا۔ جس سے حصین بن خدیقہ بن بدر تھا جو مسلمان ہو کر منافق ہو گیا تھا اور قبائل قیس سے عدوان بن عمر بن قیس ہوا ہے۔ جو طائف میں رہتا تھا۔ مضر بہت خوبصورت تھے۔ مضر شریعت ابراہیمی کا پکا کاربند تھا رسول پاک ﷺ کے آباؤ اجداد میں اس شخص نے شریعت ابراہیمؑ کو بہت تقویت دی۔

ایاد بن نزار جو مضر سے بڑا تھا اور باپ کی حیات میں حکومت مکہ میں کام کرتا تھا۔ نزار کے مرنے کے بعد بھی قابض ہوا اور قبیلہ جرہم کو مکہ سے نکال دیا۔ اس قبیلہ کے لوگوں نے جاتے وقت خانہ کعبہ کی سب چیزیں جن میں آہوئے زرین جو بادشاہ اسفندیار نے بطور ہدیہ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے۔ چاہ زمزم میں ڈال کر چاہ زمزم کو بند کر دیا پھر ایاد اور مضر میں مناقشہ پیدا ہوا۔ مضر نے ایاد کو کعبہ سے نکال دیا۔ ایادی جس وقت مکہ سے نکلے تو حجر اسود کو اکھاڑ کر بیت اللہ کے کسی کونہ میں دفن کر دیا۔ یہ واقعہ بنو خزاعہ کی ایک عورت دیکھتی تھی۔ اس نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو بتلا دیا۔ جب مضر کو حجر اسود کی تلاش ہوئی تو بنو خزاعہ نے حجر اسود کا پتہ اس شرط پر بتلایا کہ تولیت مکہ ہم کو ملے۔ اس وقت سے وہ متولی ہوئے اور اسی قبیلہ کے ابو غیشان تک متولی کعبہ رہے اور تولیت کعبہ میں ان کا دخل رہا باقی حالات قصی کے ذکر میں آئیگا۔ یہ قبیلہ بنو خزاعہ کہلان بن سباء سے آزد کی اولاد ہے۔ یعنی کہلان بن سبا سے سات قبیلے تھے۔ آزد، طے، مدحج، ہمدان، کندہ، مراد، انمار اولاد مضر

سے بنو کنانہ ہوئے اور بنو کنانہ سے کثرت سے قبائل ہوئے۔ بنو خزاعہ کو قصی نے مکہ سے نکالا اور خانہ کعبہ پر قبضہ کر لیا جو قصی کے حالات میں ذکر ہوگا۔

آپؑ کا نام سیدء العشیرہ بھی ہے آپ کے دو بیٹے تھے ایک مدرک یا مدرکہ جو داخل نصب ہے دوسرا طانجہ تھا مدرکہ کی والدہ کا نام فندق تھا اور اولاد حمیر قبیلہ جرہم سے تھیں اور لیلیٰ بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضا حمیر سے ہے اور فندق کا یہ دوسر نام تھا سب اولاد فندق کے نام سے مشہور ہوئی اور طانجہ سے کئی قبائل تھے۔ نبی تمیم الرباب نبی حبیہ یہ قبائل بھی طانجہ سے تھے۔ جب مضر ضعیف ہوئے اور مایوس ہو چکے تھے تو بیٹا پیدا ہوا اس لئے اسکا نام الیاس رکھا۔

۷۳ حضرت الیاس
آپ بھی داخل نسب ہیں

مدرک بن الیاس کے دو بیٹے تھے ایک خزیمہ جو داخل نسب ہے۔ دوسرا ہذیل خارج نسب ہے مدرک نے چھوٹی عمر میں دوڑ کر خرگوش کو زندہ پکڑ لیا اور خرگوش کو مدرک کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے الیاس نے آپ کا نام مدرک رکھ دیا تھا۔ ہذیل آپ کا بیٹا جو خارج نسب ہے۔ اس کی اولاد قبیلہ ہذیلین ہے اور اسی قبیلہ سے حضرت ابن مسعودؓ صحابی حضرت محمد رسول ﷺ ہیں

۷۴ حضرت مدرک یا مدرکہ
آپ بھی داخل نسب ہیں

حضرت خزیمہ کے تین بیٹے تھے کنانہ ہوان 'اسد' ان میں کنانہ داخل نسب ہے۔ ہوان سے ایک قبیلہ عفل ہوا ہے جن کا باپ عفل بن الہوان بن خزیمہ ہے۔ دوسرا قبیلہ دیلش ہے۔ یہ دیلش عفل کا بھائی تھا۔ ان دونوں کے قبیلوں کو عفل و دیلش القارہ کہتے ہیں اور اسدے قبیلے کا ہلیہ ودان وغیرہ ہیں ہر اسدے اسی قبیلہ سے منسوب ہیں۔

۷۵ حضرت خزیمہ
آپ بھی داخل نسب ہیں

حضرت کنانہ کے چھ بیٹے تھے۔ نضر جو داخل نسب ہے۔ ملکان 'عبد مناف' عمر' عامر' مالک یہ پانچوں خارج نسب ہیں۔ ملکان سے بنی ملکان ہیں اور عبد مناف سے چند گروہ ہوئے۔ نبی غفار جو قوم ابوذر ہے بنی بکر اور بکر الدعل سے ابی الاسوہ الدعل ایک قوم ہے۔ اور بنی یسث بنی الحارث، بنی مدلج، بنی خمرت ہیں۔ عمر کی اولاد عمرین مشہور ہے۔ عامر کی اولاد عاریوں مشہور ہے۔ مالک بن کنانہ سے ہوفرامس مشہور ہیں اور اجابیں بھی ایک قبیلہ ہے۔ جس کا سردار حلیش تھا۔ اسی قبیلہ احابیش جنگ احد میں حضرت محمد ﷺ سے لڑے تھے۔ لوگ ان کو ناواقفی میں حبشہ کہتے تھے لیکن یہ عرب تھے کنانہ کا اصلی نام علی تھا۔ یہ اپنی قوم میں جلیل القدر سردار تھا۔ اس کی والدہ مضر بن نزار کی اولاد سے تھیں۔ بنو بکر عبد مناف بن کنانہ نے اپنے گروہوں کو جمع کر کے اور قبیلہ خزاعہ سے اتفاق

۷۶ حضرت کنانہ
آپ بھی داخل نسب ہیں

کر کے قبیلہ جرہم کو مکہ سے نکال دیا اور وہ یمن کو چلے گئے۔ نبت کے وقت سے قبیلہ جرہم قابض مکہ میں تھے انہوں نے ان کو نکالا اور خود قابض ہوئے۔

نضر بن کنانہ کا ایک بیٹا مالک تھا جو داخل نسب ہے اور کوئی بیٹا ایسا نہ تھا جو مشہور ہوا ہو۔ آپ کی والدہ اولاد مضر سے تھیں۔ شرافت اور عزت بنو مضر سے چلی آتی تھی۔ آپ میں بدستور رہی۔

مالک بن نضر کا بیٹا فہر تھا جو داخل نسب ہے اور مالک کی والدہ قبیلہ جرہم سے تھیں وہی پدری عزت وشرافت کعبہ میں آپکو بدستور رہی۔ آپ سے اور لڑکا سوائے فہر کے مشہور نہیں ہوا۔ آپ اس وقت کل عرب کے مالک تھے اس لیے اس نام سے مشہور ہوئے۔

فہر بن مالک آپ کا اصل نام عامر ہے۔ فہر آپ کا لقب ہے آپ ہمیشہ دریا پر رہتے تھے اور دریا میں ایک جانور رلا بہہ نامی رہتا ہے۔ لوگ اس کو قریش کہتے تھے اور آپ کو دریا پر ہمیشہ رہنے کی وجہ سے اس سے تشبیہ دیتے تھے۔

لیکن ان کا نام قریش ہونے کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ جب قصی بلاد عزہ سے مکہ معظمہ پہنچا تو اس نے قوم فہر سے سب قبیلہ کو مکہ میں اکٹھا کیا اور بنو خزاعہ سے جھگڑا ہوا۔ چونکہ قریش کے معنی اکٹھے ہونے کے ہیں اس لیے ان سے جو اولاد تھی قوم قریش کہلائی۔ یہ بھی ایک روایت ہے کہ حسان بادشاہ یمن نے مکہ پر چڑھائی کی تو فہر نے سب اولاد کنانہ کو جمع کیا اور حسان کا مقابلہ کر کے اس کو باز رکھا۔ اس وقت فہر قریش کے نام سے موسوم ہوا اور اس کی اولاد قریش کہلائی۔ فہر کی اولاد سے جو شجرہ نسب ہے۔ وہ عرب میں قوم قریش سے منسوب ہے۔ اور رسول پاک ﷺ تک یہی شجرہ نسب ہے۔

آپ بھی خاندان قریش سے ہیں۔ فہر کے تین بیٹے تھے غالب جو داخل نسب ہے۔ محارب، حارث یا حرث یہ دونوں خارج نسب ہیں۔ محارب سے قبیلہ محارب ہے اور حرث سے قبیلہ ظلخ ہے۔ حضرت عبیدہ بن الجراحؓ اسی قبیلہ سے تھے جو اصحاب عشرہ مبشرہ رسول پاک ﷺ سے ہیں۔ باقی حالات آگے ان کے ذکر میں درج ہوگا۔ شجرہ نسب یہاں حاشیہ میں درج ہوتا ہے۔ فہر کی والدہ اولاد مضر سے تھیں اور حضرت عیسیٰؑ سے تیسری صدی میں ہوا ہے۔

غالب بن فہر کے تین لڑکے تھے۔ لوئی، تیم الدوام، ناقص الذقن، لوئی داخل

۷۷ حضرت نضر
آپ بھی داخل نسب ہیں

۷۸ حضرت مالک
آپ بھی داخل نسب ہیں

۷۹ حضرت فہر
آپ بھی داخل نسب ہیں

صبر یا صمة — حارث یا حرث

واہب یا اہب — الجراح

ابوعبیدہ یا عامر — عبداللہ
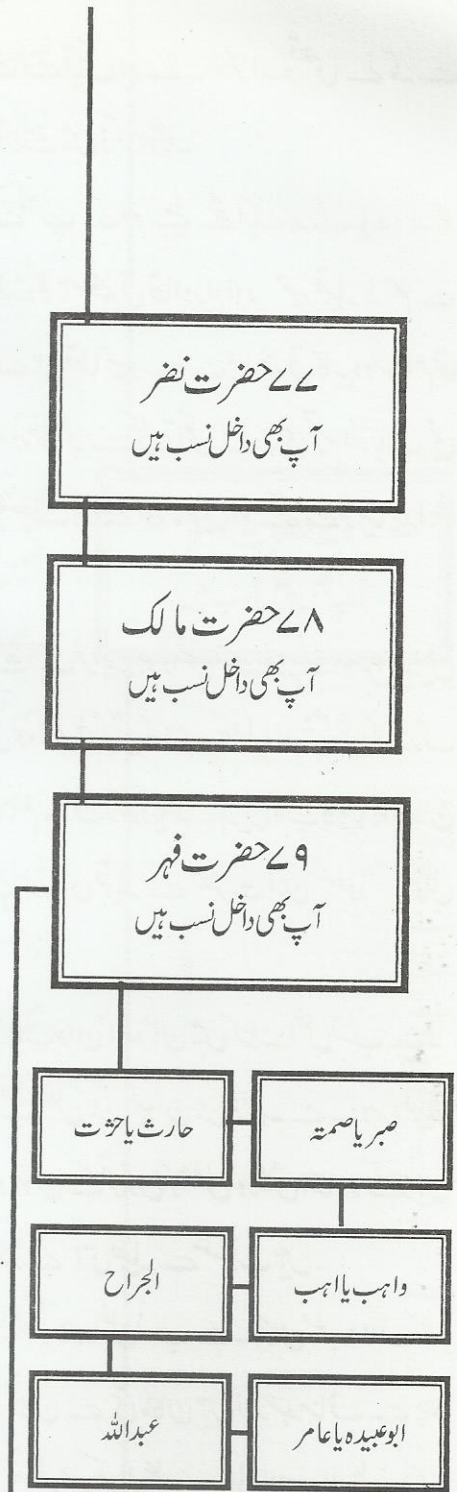
المعروف ابوعبیدہ بن الجراح اصحاب رسولؐ عشرہ مبشرین

نسب ہے اور باقی دونوں خارج نسب ہیں۔ تیم سے تیم الدوام قبیلہ ہے اور غالب اور باقی دونوں کی والدہ اولاد مدرک سے تھیں۔

لوئی بن غالب کے چھ بیٹے تھے۔ ایک کعب جو داخل نسب ہے اور باقی پانچ سعد، حزیمہ، حارث عامر، اسامہ، خارج نسب ہیں۔ پھر ان سے اولاد ہوئی جو اپنے اپنے باپ کے نام سے منسوب ہوئی۔ سوائے حارث کے عامر کی اولاد سے عمر بن عبدود ایک عرب سوار تھا جو حضرت علیؓ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ لائی وحشی گاؤ کو کہتے ہیں اس سے آپ کو منسوب کرتے ہیں اور آپ کی والدہ قبیلہ خزاعہ سے تھی۔

حضرت کعب کے تین بیٹے تھے مرہ جو داخل نسب ہیں۔ ہصیص، عدی یہ دونوں خارج نسب ہیں۔ ہصیص سے قبیلہ بنو جمع اور سہم ہوئے۔ بنو جمع سے خلف کے دو بیٹے امیہ اور ابی تھے۔ جو دشمن رسول پاک ﷺ تھے اور قبیلہ سہم سے عمرو ابن ابو العاص اصحاب رسول ﷺ ہیں اور عدی سے بنی عدی کا قبیلہ ہے۔ اس قبیلہ عدی سے حضرت عمرؓ وابن الخطاب خلیفہ دوم حضرت محمد ﷺ ہیں اور سعید بن زید اصحاب رسول ﷺ عشرہ مبشرین سے ہیں اور والدہ حضرت کعب بنی خزاعہ سے تھیں۔ حضرت عمرو ابن العاص کا نسب مختصر اس طرح ہے کہ عمر ابن عاص ابن وائل سہمی ہے۔

۸۰ حضرت غالب
آپ بھی داخل نسب ہیں

۸۱ حضرت لوی
آپ بھی داخل نسب ہیں

۸۲ حضرت کعب
آپ بھی داخل نسب ہیں

ہصیص

قبیلہ سہم
اس سے
حضرت عمرو ابن ابو العاص اصحاب رسول ﷺ ہیں۔
(عمر بن عاص بن وائل)

قبیلہ بنو جمع
اس سے
امیہ اور ابی دو بھائی خلف کے بیٹے جو رسولؐ کے دشمن تھے۔

حضرت مرہ کے تین بیٹے تھے۔ کلاب جو داخل نسب ہیں۔ تیم یقط یا نقط یہ خارج نسب ہیں۔ تیم سے قبیلہ تیم ہے۔ اس قبیلہ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت طلحہؓ اور نقط سے قبیلہ مخزوم ہوا ہے۔ جس سے خالد بن ولید، ابوجہل بن ہشام اور ام المومنین ام سلمہ ہیں۔ مرہ کی والدہ قبیلہ نضر سے تھیں۔

۸۳ حضرت مرہ
آپ بھی داخل نسب ہیں

یقط یا نقط

مخزوم

عمرو

عبداللہ

عبدالليل

عبدالاسد یا عبدالسعد

ابوسلمہ عبداللہ

امہ سلمہ حرم رسول ﷺ کے پہلے شوہر تھے۔ اور قدماء اسلام سے ہیں۔ اور انکے مرنے کے بعد ام سلمہ حرم رسول ﷺ میں داخل ہوئیں۔

مغیرہ یا المغفرت

حزیفہ

ابوامیہ

یہ صاحب امہ سلمہ کے باپ ہیں

ولید

خالد سیف اللہؓ

حضرت خالد بن ولیدؓ جن کا خطاب سیف اللہ تھا سپہ سالار لشکر اسلام عرب وشام

تیم

سعد

کعب

عامر

عثمان

عبداللہ

حضرت طلحہؓ

اصحابہ رسولؐ عشرہ مبشرین

ابوقحافہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ

خلیفۃ المسلمین اول
یار غار
اصحاب رسول ﷺ

کلاب بن مرہ کے دو بیٹے تھے۔ قصیٰ جو داخل نسب ہے دوسرا زہرہ خارج ہے۔ زہرہ سے قبیلہ زہرہ ہوا ہے اس قبیلہ سے سعد بن ابوقاصؓ اصحاب رسول ﷺ

عشرہ مبشرہ سے ہیں جو فاتحہ عراق عرب تھے اور اسی قبیلہ زہرہ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اصحاب رسول عشرہ مبشرہ سے ہیں اور عوف کی بیٹی عاتکہ تھی جو حضرت بی بی آمنہ والدہ رسول ﷺ کی پانچویں واسطہ میں نانی تھیں۔ حضرت عبدالرحمٰن کی کنیت ابو زید ہے۔ ان کی اولاد بیس بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں اور عاتکہ سے حضرت آمنہ تک

اسی طرح سلسلہ نسب ہے۔ آمنہ بنت برّہ بنت الجیہ بنت کلابہہ بنت امیہ بنت ترب بنت عاتکہ اور حضرت آمنہ کی والدہ اولاد قصی سے تھیں اور حضرت آمنہ خود واہب بن ہاشم کی لڑکی تھیں حضرت ابی وقاص کے تین بھائی اور تھے۔ عامر، عمر، عقیا اور زیاد بن عتبہ اسی قبیلہ سے تھا جو حضرت امام حسینؓ سے میدان کربلا میں مقابلہ پر آیا۔ حضرت کلاب کی والدہ قوم حبشہ قبیلہ جرہم سے تھیں اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی چار بیویوں سے جو بیس بیٹے لکھے ہوئے ہیں ان کے ۱۱ اسماء ذیل میں ہیں۔ عمرو تین، سالم دو، مغیرہ دو، حمید، ملال، محمد، یحییٰ، ابوبکر، ابراہیم، عثمان، عبداللہ، زید، سہیل، یہ سترہ مشہور ہیں۔ باقی کے اسماء درج نہیں ہیں جو قابل ذکر ہوں۔

قصی بن کلاب پانچویں صدی عیسویں میں ہوئے ہیں۔ ان کے تین بیٹے تھے عبدالمناف جو داخل نسب ہیں اور عبدالدار، عبدالغرا یہ خارج نسب ہیں۔ چونکہ ایاد بن نزار برادر مضر نے قبیلہ جرہم کو مکہ سے نکال دیا تھا اور پھر ایاد اور مضر میں جھگڑا ہوا اور مضر کامیاب ہوا۔ ایاد جاتے وقت حجر اسود کو خفیہ زمین میں دفن کر گئے جب مضر کو تلاش ہوئی تو قبیلہ خزاعہ نے اس وقت نشان حجر اسود اس شرط پر بتلایا کہ خانہ کعبہ کی تولیت میں دخل ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مضر کے مرنے کے بعد بنوخزاعہ نے مکہ میں زور پکڑا اور اولاد مضر اکثر باہر علاقہ میں چلے گئے۔

جب قصی نے ہوش سنبھالا تو دوبارہ قوم قریش کو یعنی سب اولاد فہر تک کو جمع کیا اور بنوخزاعہ کو مکہ سے نکال دیا اور خود حکومت مکہ پر قبضہ کیا تولیت کعبہ اپنے ہاتھ میں لی اور
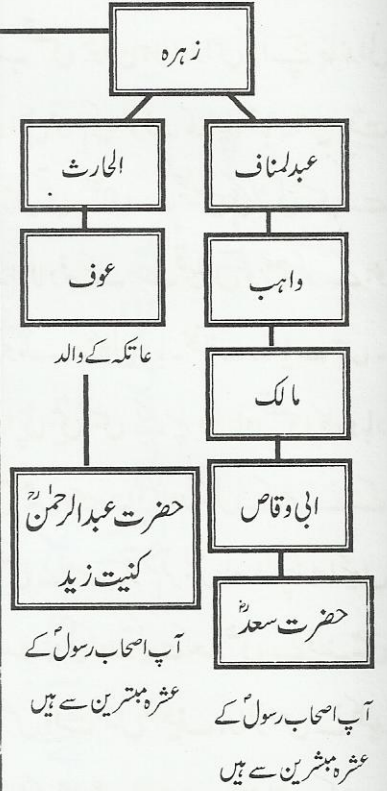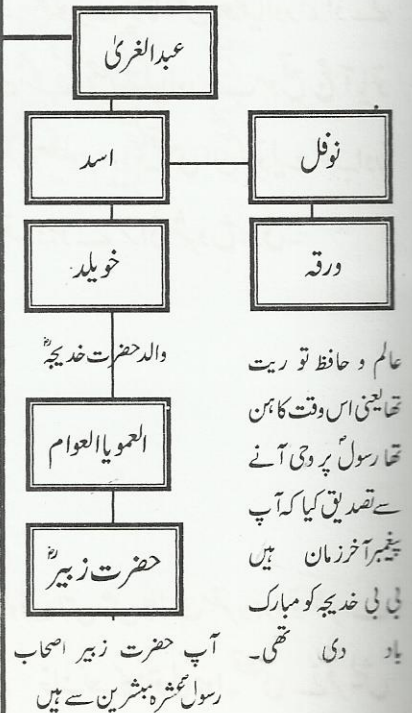
سب قوم قریش کو مکہ میں آباد کیا۔ اور اس وقت سے حضرت محمدﷺ تک کعبہ قریش کے قبضہ میں رہا واقعہ یہ ہے کہ جب کلاب مر گیا تو اس کی بیوہ فاطمہ نے بعد ایام عدت ربیعہ بن حرام سے عقد کر لیا اور بڑے لڑکے زہرہ کو مکہ میں چھوڑا اور قصی کو جو عمر میں چھوٹا تھا ہمراہ لے کر ربیعہ کے ساتھ بلاد عذرہ میں چلی گئی۔ جب قصی جوان ہوا اور اس کو اپنے خاندانی نسب آباؤ اجداد کی کیفیت سے آگاہی ہوئی تو وہ اپنی قوم کی طرف مکہ چلا آیا۔ اس وقت بیت اللہ کی تولیت جلیل ابن حبشہ خزاعی کے قبضہ میں تھی۔ قصی نے جلیل کی لڑکی حبسی سے شادی کی اور تولیت کا آپ کو زیادہ حقدار سمجھا اور اولاد فہر تک سب قبیلوں کو جمع کر کے بنو خزاعہ اور بنو کنانہ سے تولیت کعبہ چھین لی اور ان کو مکہ سے نکال دیا۔ مختلف روایات ہیں۔ اول یہ کہ جس وقت جلیل ضعیف ہوا تو تولیت کعبہ اپنی بیٹی حبسی کے سپرد کی اور قصی کاروبار کعبہ کرتا رہا اور جلیل نے مرتے وقت قصی کے حق میں وصیت کی اور جلیل کے مرنے کے بعد ابو خزاعہ نے انکار کر دیا۔ تو اس پر جھگڑا ہوا۔ قصی نے سب قوم قریش اور اپنے بھائیوں کو جمع کر کے بنو خزاعہ سے لڑائی کی۔ بنو خزاعہ کو شکست ہوئی اور تولیت کعبہ قصی کے قبضہ میں رہی۔ طبری اس کو بیان اس طرح کرتا ہے۔ کہ جس وقت جلیل ضعیف ہوا تو اس نے کلید کعبہ اپنی بیٹی حبسی کے سپرد کی۔ لیکن اس نے انکار کیا کہ میں عورت ہوں یہ کام اس کے سپرد ہو جو آپ کا جانشین ہو۔ پھر جلیل نے وہ کام اپنے بیٹے ابو غبشان کے سپرد کیا اور ابو غبشان نے طائف میں ایک زق خمر یعنی ایک مشکیزہ شراب کے عوض خانہ کعبہ کی کنجیاں قصی کے ہاتھ فروخت کر دیں۔ اس وقت سے قصی خانہ کعبہ کی تولیت پر قابض ہو گیا اور امداد کے لئے اپنے بھائی اور قریش کو گرد و نواح اطراف سے سب کو جمع کر لیا اور جب موقع حج آیا تو قصی نے تنہا انتظام شروع کر دیا۔ بنو خزاعہ اور بنو بکر کو معلوم ہوا کہ قصی ان کو تولیت کعبہ اور انصرام امور حج سے منع کرتا ہے دونوں فریق آمادہ فساد ہوئے لڑائی شروع ہوئی۔
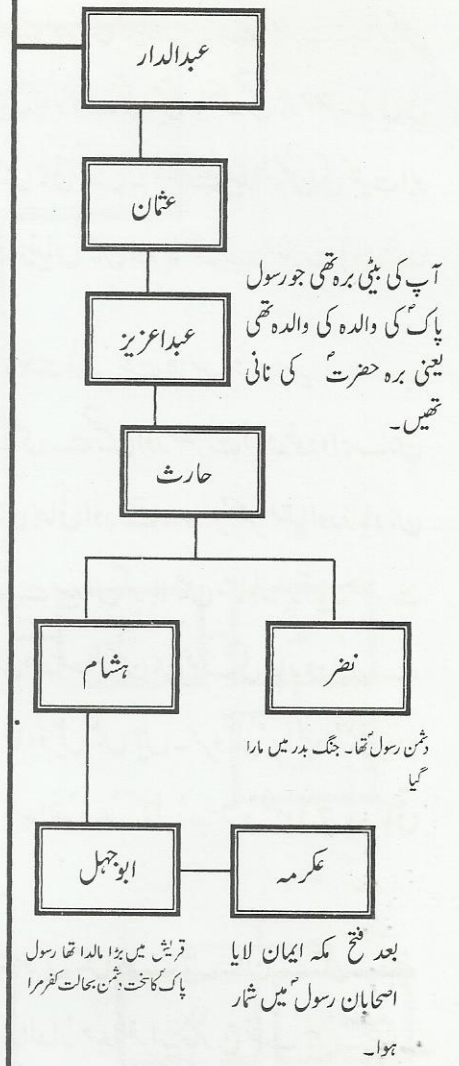
بہت کشت و خون کے بعد یعمر ابن عوف اس میں ثالث مقرر ہوا تو یعمر نے قصی کو متولی قرار دیا۔ پس اس وقت سے قصی خانہ کعبہ کا متولی ہوا۔ قصی نے قریش

عبدالدار

عثمان

عبدالعزیز

آپ کی بیٹی برہ تھی جو رسول پاکؐ کی والدہ کی والدہ تھی یعنی برہ حضرتؐ کی نانی تھیں۔

حارث

نضر | ہشام

نضر: دشمن رسول تھا۔ جنگ بدر میں مارا گیا

عکرمہ | ابوجہل

عکرمہ: بعد فتح مکہ ایمان لایا اصحابان رسولؐ میں شمار ہوا۔

ابوجہل: قریش میں بڑا مالدار تھا رسول پاک کا سخت دشمن بحالت کفر مرا

کے ہر قبیلہ کو مکہ میں آباد ہونے کے لئے مخصوص کیا۔ جہاں پر وہ عہد اسلام میں پائے گئے۔قریش میں یہ پہلا شخص ہے کہ جس کی اطاعت اس کی کل قوم نے کی اور وہی لواء حرب کا مالک اور کعبہ کا متولی ہوا۔قریش کل کاروبار اس کی رائے سے کرتے تھے چنانچہ اسی غرض کے لئے کعبہ کے سامنے ایک مکان بنوایا اور اس کا دروازہ مسجد حرام کی طرف رکھا جس کا نام دارالندوہ تھا اور اس میں ایک کمرہ اس غرض کے لئے مخصوص تھا کہ قریش اس میں جمع ہوتے ۔ ہر ایک کام کا قصی سے مشورہ کرتے ۔قصی نے حاجیوں کے کھانے پینے کا انتظام کیا اور اس مصارف کے لئے قریش پر چندہ لگایا۔ قصی نے باطل کو دور کر کے حق کو قائم کیا اور عہدہ قضا بھی اپنے ہاتھ سے سرانجام دیا اور قاضی کا مخفف کر کے قصی کے نام سے موسوم ہوا۔حبی بنت جلیل کے بطن سے اس کے تین بیٹے تھے۔عبدالدار' عبدالعزیٰ' عبدالمناف تھے۔ان میں عبدالمناف داخل نسب ہے اور باقی دونوں خارج نسب ہیں۔ جب قصی ضعیف ہوا فرائضِ منصبی ادا کرنے سے مجبور ہو کر اپنے بیٹے عبدالدار کو اپنی جگہ مقرر کیا لیکن اس کی حیات میں لوگ عبدالمناف کی عزت زیادہ کرتے تھے۔اس کے بیٹے عبدالدار سے قبیلہ شیبہ الحمد ہوا اور عبدالدار کی اولاد میں سے نضر بن الحارث ابوجہل بن ہشام ہوئے ہیں جو دشمن رسول ﷺ تھے۔اور عبدالعزیٰ سے زبیر ابن العوام اصحاب رسول ﷺ اور حضرت بی بی خدیجہؓ بنت خویلد اور ورقہ بن نوفل ہوئے ہیں اور جسیمہ بنت ہشام ہمشیرہ ابوجہل والدہ حضرت عمر ابن الخطاب اولاد عبدالدار سے تھیں۔ والدہ قصی فاطمہ بنت عوف بن سعد قبیلہ فہر سے تھیں۔قصی (۴۸۰)ء میں مر گیا تو عبدالدار جانشین ہوا اور پھر عبدالدار کے مرنے کے بعد عبدالمناف اور عبدالدار کے بیٹوں میں جھگڑا ہوا۔آب رسانی اور وصولی لگان اولاد عبدالمناف کو ملی اور فوجی انتظام مجلس شوریٰ عبدالدار کی اولاد کو ہوئی۔

حضرت عبدالمناف کا اصل نام مغیرہ تھا۔مناف نام بڑے بت کا تھا۔ اس کے نام پر آپ کو پکارتے تھے آپ کے چار بیٹے تھے ۔ ہاشم جو داخل نسب ہیں۔

۸۶ حضرت عبدالمناف
آپ بھی داخل نسب ہیں

مطلب یا محرم

عبدالشمّس ' مطلب یا محرم نوفل یہ تینوں خارج نسب ہیں ۔آپ کے دو بیٹے ہاشم اور عبدالشمّس توام یعنی جوڑے پیدا ہوئے جن کی پیشانی کا گوشت باہم پیوست تھا اور تلوار سے کاٹا گیا۔ اصفیا کے ایک شخص نے کہا کہ تلوار سے نہیں کاٹنا چاہئے اور کسی چیز سے کاٹو اگر تلوار سے کاٹا تو ان کی اولاد میں ہمیشہ تلوار چلتی رہے گی ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جو اظہر من الشمّس ہے ۔عبدالشمّس کی اولاد امیہ اور ہاشم کی اولاد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ میں تلوار چلی ۔قصی کے مرنے کے بعد عبدالدار جانشین ہوا اور اس کے مرنے کے بعد جھگڑا تو باہمی تقسیم ہو کر سقایہ اور رفادہ کے متولی بنو عبدالمناف ہوئے ۔اور محاورات اور لواحرب کے متولی بنو عبدالدار ہوئے ۔اس وقت قریش کے بارہ قبیلہ مکہ میں فہر' لوی ' کعب ' مرہ ' کلاب ' قصی عبدالمناف رہتے تھے ۔اس جھگڑے پر ان کے دو فرقے بن گئے

قبیلہ عبدالمناف میں بنو مطلب بنو ہاشم سے اور بنو نوفل بنو عبدالشمّس سے ملے ۔اور عبدالشمّس اور ہاشم بی بی عاتکہ بنت مروہ کے بطن سے تھے ۔عبدالشمّس سے امیہ اصغر جس کا دوسرا نام عیلات ہے 'بنی امیہ ہوئے اور اسی قبیلہ سے حضرت عثمانؓ بن عفان اور معاویہ بن ابوسفیان اور اسید بن عاص اور عقبہ بن معیط وغیرہ اہم ہیں اور ربیعہ بن عبدالشمّس سے عتبہ جس کی بیٹی ہندہ زوجہ معاویہ تھی اور مطلب بن عبدالمناف سے قبیلہ مطلبیون ہیں اس قبیلہ سے اور قبیلے ہوئے ہیں ۔اور نوفل سے قبیلہ نوفلیون ہے ۔جس میں سے حضرت جبیر صحابی رسول صلعم ہوئے اور اسی قبیلہ نوفل سے طعیمہ ہوا ۔جس کے غلام آزاد کردہ وحشی نے بسازش ہندہ بنت عتبہ حضرت حمزہؓ کو شہید کیا جنگ احد میں اور طعیمہ خود بحالت کفر جنگ بدر میں قتل ہوا تھا ۔عبدالشمّس نے اپنی حکومت بھی اپنے بھائی ہاشم کے سپرد کر دی کیونکہ خود عبدالشمّس تجارت کی وجہ سے علاقہ شام میں رہتا تھا اور اپنے فرائضِ منصبی ادا نہیں کر سکتا تھا اسی وجہ سے بخوشی خود تولیت مکہ کا سب کام ہاشم کے سپرد کر کے خود دست بردار ہوا۔

خلافت حضرت عثمانؓ میں امیر معاویہؓ دمشق کے گورنر ہوے شہادت حضرت عثمانؓ پر حضرت علیؓ سے امیر معاویہؓ کی جنگ صفین ہوئی تین دن بعد سمجھوتہ ہوا۔ ٦٦١ء میں حضرت امام حسنؓ سے خلافت حاصل کی اور دمشق میں حکمران رہے اور ٦٨٠ء میں انتقال ہوا تو ان کا بیٹا یزید تخت پر بیٹھا جس نے تین سال چھ ماہ حکومت کی۔ پہلے سال واقعہ کربلا ہوا دوسرے سال مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور تیسرے سال مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی۔

حضرت ہاشم کی اولاد قبیلہ قریش میں ہاشمی ہے۔ جو عرب اور قبیلہ قریش میں افضل ترین ہوئے ہیں اور محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسی اعلیٰ خاندان سے ہوئے ہیں۔ اس کے تین

بیٹے تھے واہب اور اسد جو خارج نسب ہیں اور عبدالمطلب داخل نسب ہے۔عبدالمناف کے بعد ہاشم اور عبدالشمس میں سرداری مکہ اور تولیت کعبہ تقسیم ہوئی۔اور اپنا اپنا فرائض منصبی ادا کرتے رہے۔عبدالشمس تجارت کی وجہ سے علاقہ شام چلا جاتا تھا۔اور مکہ سے غیر حاضر رہتا تھا۔اس نے اپنا کام منصبی ہاشم کے سپرد کیا اس لئے کل سرداری کا مالک ہاشم ہوا۔ہاشم نے حاجیوں کو کھانا کھلانے اور وفود کی عزت وتعظیم میں بہت سرگرمی ظاہر کی اور حاجیوں کو اسی نے کھانا ثرید کھلایا اور ثرید اسی کی ایجاد ہے۔ثرید خمیری روٹی پکانا اور اس کو گوشت کے شوربہ میں تر کر کے کھانا۔اولاد ہاشم اور بھی ہے ایک بیٹا عبدیزید ہوا ہے جس سے امام شافعیؒ ہوئے ہیں۔اس عبدیزید کا بیٹا رکانہ ہوا ہے اسد بن ہاشم کی لڑکی کا نام فاطمہ تھا۔جو حضرت علی کرم اللہ کی والدہ تھیں۔اور واہب کی دختر بی بی آمنہ والدہ رسول ﷺ لکھا ہے اور بعض نے واہب بن عبدالمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ کی بیٹی حضرت آمنہ کو لکھا ہے واہب بن ہاشم کی بیوی برّہ تھی جو عبدالعزیز بن عثمان بن عبدالدار بن قصٰی کی لڑکی ہے اور برّہ کا نسب نامہ والدہ کی طرف سے عاتکہ بنت عوف بن الحارث بن قصٰی سے ہے۔جس کی تفصیل ذکر کلاب میں ہو چکی ہے جو صحیح ہے بحث اس میں یہ ہے کہ بی بی آمنہ کی پیدائش یثرب میں ہوئی اور حضرت ہاشم کا قبائل یثرب میں رہتا تھا۔واہب بن ہاشم یثرب میں ہی رہتے تھے جب عبدالمطلب مکہ میں حکمران ہوا تو پھر واہب بھی مکہ میں آیا تھا اور بی بی آمنہ کی شادی حضرت عبداللہ سے کر دی۔بی بی آمنہ والدہ کے نسب سے کلاب کی طرف منسوب ہیں اور والد کی طرف سے ہاشمی ہیں۔نسابین نے بھی ایسا ہی لکھا ہے اس لحاظ سے بھی حضرت آمنہ واہب بن ہاشم کی صاحبزادی ہیں جو بالکل صحیح ہے۔آمنہ دختر واہب بن ہاشم ہے۔واہب بن عبدالمناف نہیں ہے۔یہاں باقی اولاد کا ذکر ضروری نہیں ہے متعلقہ شجرہ ہذا حاشیہ میں لکھا جاوے گا ۵۱۰ء میں ہاشم کا انتقال ہوا۔بعض نے لکھا ہے کہ عدن میں فوت ہوا اور بعض کا قول ہے کہ علاقہ شام میں گیا تھا وہاں ہی فوت ہوا۔

اس وقت مطلب بن عبدالمناف ہاشم کا بھائی مکہ میں موجود تھا۔مکہ کی

۸۷ حضرت ہاشم

آپ بھی داخل نسب ہیں

واہب یا وہب یا رہب

واہب کی بیوی کا نام برہ تھا اور اسی کے بطن سے بی بی آمنہ والدہ محمد رسولؐ تھیں۔

اسد

اسد کی بیٹی بی بی فاطمہ تھیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہ کی والدہ تھیں۔

عبدیزید

رکانہ

رکانہ بڑا سخت آدمی تھا مخالف رسولؐ تھا آپ کی بددعا سے مرگی میں مبتلا ہوا

سائب یا اسام

شافع یا نافع

عثمان

عباس

ادریس

محمد لقب امام شافی

محمدؐ اصل نام تھا

آپ امام شریعت درجہ سوم ہیں لقب آپ کا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہے۔

سرداری اور تولیت خانہ کعبہ اس کے سپرد ہوئی ۔ ہاشم کا قبیلہ اس وقت یثرب میں تھا۔ اور چھوٹا بیٹا شبیہ بھی اپنی والدہ کے پاس یثرب میں تھا۔ اور شبیہ کی والدہ کا نام سلمہ بنت عمر بن زید بن لبید بن عامر بن نجار قبیلہ انصار سے تھیں ۔شبیہ جب پیدا ہوا تو ان کے بال سفید تھے اس وجہ سے شبیہ الحمد نام رکھا تھا مطلب مکہ میں تھا اور خاندان ہاشم یثرب میں تھا۔ ایک شخص مکہ سے یثرب میں گیا ۔ اور میدان میں ایک لڑکے کو دیکھا کہ تیر چلاتا ہے اور ہر تیر پر کہتا ہے کہ اَنَ ابن الہاشم اس نے شناخت کیا اور جب مکہ واپس پہنچا تو مطلب کو ملامت کی تو مطلب نے سوگند کی کہ جب تک شبیہ ابن ہاشم کو اپنے ساتھ مکہ نہ لاؤں گا گھر میں نہ جاؤں گا ۔ چنانچہ اس وقت ایک ناقہ پر سوار ہو کر یثرب روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر شبیہ کی والدہ سے چوری ناقہ پر سوار کر کے لے آیا اور راستہ میں جس شخص نے پوچھا یہ کون ہے تو جواب دیا کہ میرا بندہ ہے ۔ یثرب سے خرید کر لایا ہوں اسی وجہ سے عبد المطلب نام مشہور ہوا۔ اور یہی نام رہا کیونکہ عبد کے معنی بندہ ہے عبد المطلب یعنی مطلب کا بندہ ہوا ۵۴۰ء میں مطلب یمن میں فوت ہوا۔ تو بنو ہاشم کی سرداری اور ریاست مکہ کی حکومت عبد المطلب کے قبضہ میں ہوئی دن بدن ترقی کی ۔

کمان حضرت اسماعیلؑ علم نزار اور کلید خانہ کعبہ کے سپرد ہوئے ۔

۸۸ عبد المطلب

جد خاتم المرسلین محمد ﷺ

آپ بھی داخل نسب ہیں

آپ کا نام شبیہ الحمد ہے آپ کا چچا مطلب جب آپ کو یثرب سے مکہ لے آیا تو اس وقت سے آپ کا نام عبد المطلب ہوا۔ بعد فوت ہونے اپنے چچا مطلب کے سرداری کعبہ کے مالک ہوئے ۔ حفاظت خانہ کعبہ اور حاجیوں کے خورد و نوش میں بڑی محنت سے کام کیا۔ تمام عرب آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ قوم کا پیشوا سمجھتے تھے۔ ملوک یمن حمیری سے آپ کے تعلقات دوستانہ تھے ۔ کسرائے فارس ہرمز کا بیٹا جو اس وقت تخت فارس کا مالک تھا آپ سے عداوت رکھتا تھا۔ بالہام ربی آپ نے آبِ زم زم کو کھود کر صاف کیا اور اس میں سے وہ چیزیں مثلاً آہوئے زرین جو بطور تحفہ خانہ کعبہ میں اسفندیار بادشاہ نے بھیجا ہوا تھا۔ اور ایاد بن نزار کا قبیلہ مکہ سے جاتے وقت ان کو چاہ زم زم میں ڈال کر بند کر گئے تھے ۔ نکال کر خانہ کعبہ میں رکھا آہوئے زرین کو دروازہ کعبہ میں آویزاں کیا۔ اور ان کا نام غزال الکعبہ رکھا۔ چاہ زم زم کے نزدیک ایک حوض پانی کے لئے تیار کرایا۔ چاہ زمزم کے کھودنے اور حوض کے تیار کرنے میں قوم قریش نے آپ کی مخالفت کی ۔ لیکن بعد میں وہ خود اس فعل قبیح سے باز رہے ۔ کیونکہ ارادہ ازلی یہی تھا جو ہوا۔ حضرت نے منّت کی

زبیر

ابوذر

امام مسعود

امام ابی الدین

امام رمہ

امام ابی اللیث

آپ امام حدیث ہیں کتب حدیث وروائت بستان ابی اللیث وروائتہ الفقیہ معتبر ہیں۔

امام ابی امعامہ

امام ابی قاسم

امام ابی الفتح

امام ابی بکر

امام محمد تاج فقیر مکی

کہ اگر میرے دس لڑکے ہوں۔ تو میں ایک لڑکے کی قربانی دوں گا۔ جب حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تو تعداد منت پوری ہوئی۔ حضرت عبداللہ کی پیشانی پر نور محمدی ﷺ کا ظہور تھا۔ آپ نے ایفائے منت کے لئے اپنے بیٹوں کو جمع کر کے ان سے اظہار قربانی کیا۔ تو سبھوں نے منظور کیا۔ ان سب کو ساتھ لے کر بت ہبل کے پاس لیجا کر ان پر قرعہ ڈالا تو عبداللہ کے نام قرعہ نکلا۔ اس پر حضرت عبدالمطلب حیران ہوئے۔ کیونکہ ان کے ساتھ زیادہ محبت تھی۔ پھر آپ ایک کاہنہ عورت یا مرد کاہن سجاع نامی کے پاس لے گئے۔ وہاں حضرت عبداللہ کے مقابلہ پر دس اونٹوں پر قرعہ ڈالا تو بھی حضرت عبداللہ کے نام نکلا اس پر دس دس اونٹ ایزادی کرتے ہوئے دس دفعہ قرعہ ڈالا گیا۔ جب ایک سو اونٹ پر قرعہ ڈالا تو۔ اونٹوں پر قرعہ نکلا۔ پھر حضرت عبدالمطلب نے ایک سو اونٹ قربانی کیا۔ آپ کے تیرہ بیٹے اور چھ بیٹیاں لکھی ہیں۔ جن میں مشہور دس ہیں ابو طالب، ابولہب، حارث، زبیر، حمزہ عباس، ضرار، مقوم، عبدالغرا، عبداللہ اور تین یہ ہیں قطم یا عبدالکعب، جمل، اعداق یا عنداق ان میں عبداللہ داخل نسب ہیں اور باقی خارج نسب ہیں اور عاتکہ، دمتہ، یرتہ، بیضا، ام حلیمہ، صفیہ، یا امیمہ یہ چھ لڑکیاں تھیں اور ان میں زبیر، ابو طالب، عبداللہ ایک مادر سے تھے۔

حمزہ مقوم، جعل ایک مادر سے تھے۔ عباس، قطم ضرار یا وزار ایک مادر سے تھے حارث ایک مادر سے اور ابولہب ایک مادر سے تھا۔ اور باقی دونوں ایک مادر سے تھے۔ حمزہ اور عباس مشرف باسلام ہوئے۔ خانہ کعبہ کا دروازہ آہنی حضرت مطلب نے بنوایا ان سب اولاد عبدالمطلب سے حضرت عبداللہ کے بیٹے رسولؐ ہوئے اور ابو طالب اور عباس سے اولاد بکثرت ہوئی جواب تک موجود ہے اور ابولہب کی اولاد سے عتبہ اصحابی رسول اللہ ہوئے ہیں۔
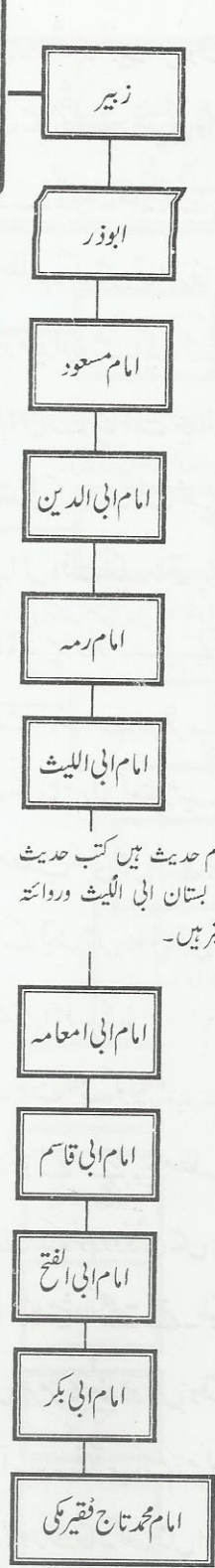
اور عبداللہ ابن عباس کی اولاد کو بہت عزت اور عظمت حاصل ہوئی اور جعفر ابن ابو طالب کو

بڑی شرافت حاصل ہوئی۔عزت وجلالت امیر المومنین حضرت علیؓ ابن ابو طالب کو حاصل ہے۔باقی بیٹوں میں جن کے اولاد ہوئی غیر معروف ہے۔ابولہب کی زوجہ جمیل بنت حرب تھی۔جو دشمن رسول پاکؐ تھی۔ابولہب نے غزال الکعبہ کو چوری خانہ کعبہ سے لے جا کر خورد برد کیا بیت اللہ پر غلاف دیبا بھی آپ کے وقت میں چڑھایا گیا۔چڑھانے والے کے متعلق اختلاف ہے۔اسحٰق کہتا ہے کہ حجاج نے چڑھایا اور زبیر کہتا ہے کہ عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب نے اور باقی عامہ کا اتفاق اس پر اور دار قطنی بھی ان سے متفق ہے وہ یہ کہ عباس بن عبدالمطلب چھوٹی عمر میں کہیں گم ہوگئے۔ان کی والدہ نتیلا نے منت مانی کہ عباس اگر زندہ مل جاویں تو کعبہ پر غلاف دیبا چڑھاؤنگی۔چنانچہ وہ مل گئے اور نتیلا نے ایفاء منت کر کے غلاف دیبا چڑھایا یمن کا پایۂ تخت صنعا تھا وہاں کا حاکم ابر یہہ نامی حبش کا باجگذار یمن میں تھا جو مذہب کا عیسائی تھا اور یمن میں اپنے آپ کو حاکم علی الاطلاق سمجھا ہوا تھا۔اور اس کو ابر یہ الشرم کے نام سے بولتے تھے۔وجہ یہ تھی کہ کسی لڑائی میں نیزے کی اَنی سے اس کا ناک اور ہونٹ چھد گئے تھے اس وقت سے یہ نام مشہور ہوا۔یہ قوم حبشہ عرب کے رہنے والی ہے اور اولاد سباء حمیری سے ہے حضرت ہود کے حالات میں مفصل ذکر نسبی ہو چکا ہے ابر یہ الشرم نے جب یمن میں بر سر اقتدار ہوا۔تو خانہ کعبہ کے مقابلہ میں حسداً ایک کلیسا صنعا میں بنوایا۔اس کا نام القلیمس رکھا۔اور خانہ کعبہ کے میلہ کی طرح مخلوق کے جمع ہونے کی کوشش کی لیکن باطل حق کا مقابلہ نہ کرسکا۔جب اس ارادہ سے وہ ناکامیاب رہا تو اس نے فوج ابی سینیا کو مکہ معظمہ کے مسمار کرنے کے لیے روانہ کیا اور لشکر فیلان جو اس کے پاس لڑائی کا ایک زبردست سامان تھا۔ساتھ کر دیا۔جب لشکر مکہ پہنچا۔حضرت عبدالمطلب سردار مکہ تھے۔لوگ لڑائی کی تاب نہ لا سکے۔پہاڑیوں پر چڑھ گئے۔فوج فیلان میں ایک ہاتھی محمود نامی سب کا سردار تھا۔جس کے بل وبوتہ کا کام چلتا تھا اور وہ پیشوا فوج تھا۔میدان مکہ میں پہنچ کر اس محمود کو آگے کر کے چاہا کہ حملہ کر کے خانہ کعبہ کو گرا دے لیکن وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا۔اس کو بہت زدوکوب بھی کیا۔

ابی طالب

حضرت علی کرم اللہ وجہہ
خلیفۃ المسلمین چہارم

حضرت علیؓ داماد رسول پاکؐ ہیں چھوٹی صاحبزادی رسول پاکؐ بی بی فاطمہؓ کے شوہر تھے۔

حضرت جعفرؓ
اصحاب رسولؐ

دونوں حضرات فتح مکہ کے بعد مشرف باسلام ہوے اور اصحابؓ رسولؐ میں شمار ہوے

گستاخ رسولؐ آپؐ کی بددعا سے علاقہ شام میں شیر نے اس کو ہلاک کیا
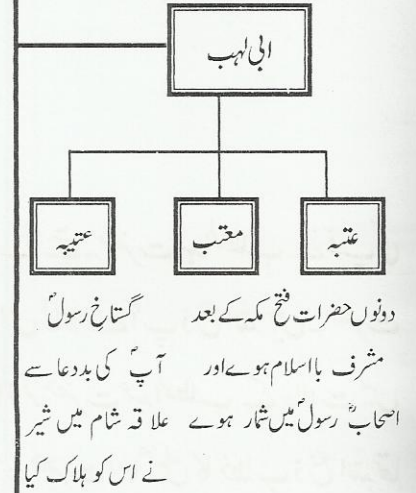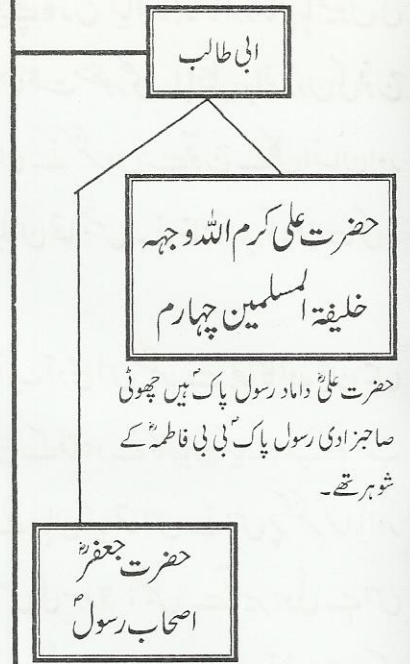
لیکن بجائے اس کے کہ آگے بڑھے اس نے پیچھے کا رخ کیا اور بھاگا اور تمام ہاتھیوں کی فوج اس کے پیچھے چلی۔ اللہ کریم کو اپنے گھر کی حفاظت منظور تھی۔ ابابیل جانوروں کی فوج اس فوج ابرہہ الشرم کی ہلاکت کے لیے بھیجی جس نے کنکروں سے فوج کے کل انسان اور حیوان کو ہلاک کیا۔ صرف فیل محمود جو سردار فیلان تھا جس نے خانہ کعبہ کی عزت کی۔

ہلاکت سے بچا اور یہ بھی ایک روایت ہے کہ ایک آدمی اس لشکر سے بھاگا اور یمن میں پہنچا۔ دربار ابرہہ الشرم میں پہنچ کر کل ماجرا فوج کے فنا ہونے کا بیان کیا۔ جب وہ سب حالات بیان کر چکا تو ایک ابابیل جو اس کے لیے وہاں گیا تھا اس نے اس پر کنکر گرایا اور فوراً مر گیا۔ یہ واقعہ قرآن پاک میں فرمایا ہے جس کی سورۃ الفیل سے تفسیر ہوئی ہے اس واقعہ سے قریب دو ماہ بعد حضرت محمد ﷺ کی پیدائش ہوئی۔ حضرت محمد ﷺ جب آٹھ برس کے ہوئے یعنی ۵۷۸ء میں حضرت عبدالمطلب کا انتقال ہوا اور حجون میں مدفون ہوئے۔
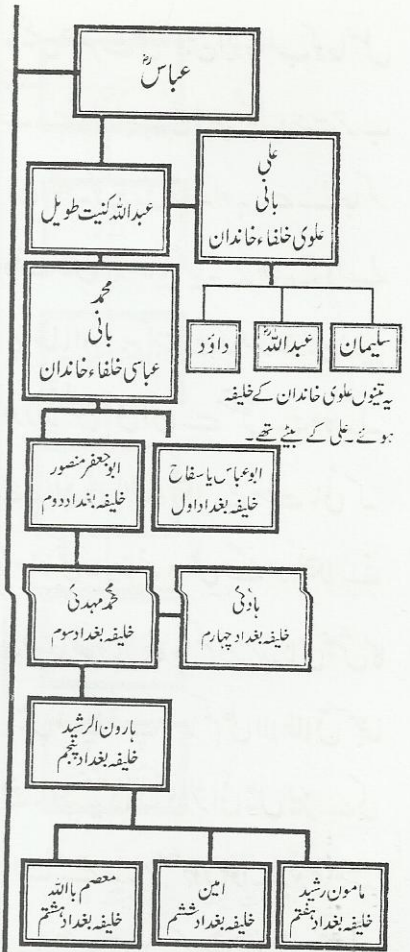
خلفاء عباسیہ کا آخری بادشاہ معتصم باللہ تئیسواں ۲۳ خلیفہ ہوا ہے۔ اس وقت قطب الدین ایبک خاندان غلاماں کا پہلا بادشاہ ہندوستان ہوا ہے

حضرت عبداللہ

آپ محمد رسول اللہؐ کے والد ہیں

عبداللہ بن عبدالمطلب سب سے چھوٹے تھے۔ حضرت عبدالمطلب نے آپ کی قربانی کے عوض میں ایک سو اونٹ قربانی کیا۔ اس لحاظ سے آپ ذبیح اللہ ہیں۔ حضرت محمد ﷺ آپ کے صاحبزادے ہیں اس قربانی کا ذکر حضرت عبدالمطلب کے حالات میں ہو چکا ہے۔ اول حضرت رسول پاکؐ کے جدامجد حضرت اسماعیلؑ کا خطاب ذبیح اللہ تھا دوسرے آپ کے والد حضرت عبداللہ اس خطاب سے سرفراز ہوئے اور حضرت محمد رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔ **اَنَا اِبْنُ الذَّبِیْحَین** ۵ حضرت آدم علیہ السلام سے نور محمدیؐ سلسلہ وار حضرت عبداللہ کو پہنچا۔ اسی نور محمدیؐ کی عظمت سے حضرت عبداللہ کی عزت اور توقیر ہر شخص کے دل میں تھی۔ اور آپ سب بھائیوں میں حسین اور بہادر اور دلیر با حوصلہ بھی تھے۔

جب حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تو کفار اہل نجوم و اہل کتاب جو باخبر تھے اور حضرت عبداللہ سے دل دشمنی رکھتے تھے اور ان کافروں کے پاس ایک حلہ خون آلودہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کے وقت کا جو اس وقت ان کے جسم مبارک پر تھا

موجود تھا اور یہ اپنی کتاب سے خبر رکھتے تھے کہ جب عبداللہ محمدؐ کا باپ پیدا ہوگا تو اس حلہ سے خون ٹپکے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور کافر حضرت عبداللہ کی ولادت سے آگاہ ہوئے اور حضرت کے مارڈالنے کے منصوبے کرنے لگے۔ جب حضرت عبداللہ جوان ہوئے اور شکار کھیلتے ہوئے جنگل میں اکیلے تھے اس وقت قوم کفار کے ستر آدمی جو ہمیشہ موقع کی تاک میں رہتے تھے برہنہ شمشیر حضرت پر حملہ آور ہوئے۔ تو عالم غیب سے حضرت عبداللہ کی امداد کے لیے ملائکہ اس جنگل میں نمودار ہوئے اور حملہ آور یہودیوں کو نیست و نابود کر دیا۔ یہ ماجرا واہب بن ہاشم اسی جنگل میں دور فاصلہ پر دیکھ رہے تھے اور ان کے ساتھ کچھ سوار بھی تھے اور چاہا کہ اس وقت اپنے بھتیجے کی امداد کو پہنچیں لیکن پہنچ نہ سکے اور غیبی امداد کا آنا اور ان کافروں کا ضائع ہونا سب کچھ بغور دیکھا۔ اور اسی وقت دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اپنی بیٹی آمنہ کی اس سے شادی کردوں۔ چنانچہ اسی ارادہ سے فوراً گھر پہنچے اور اپنی بیوی برّہ والدہ آمنہ کو اپنے دلی خیالات سے آگاہ کر کے عبدالمطلب کے گھر بھیجا۔ اس نے جا کر حضرت عبداللہ کے لیے اپنی لڑکی آمنہ کے ناطہ کرنے کو حضرت عبدالمطلب سے کہا انہوں نے منظور کیا کوئی اور وقت معین پر شادی کر دینے کا مشورہ ہوا۔ حضرت عبداللہ کی پیشانی کا نور دیکھ کر بہت مستورات قبیلہ قریش نے حضرت عبداللہ سے شادی کی خواہش کی۔ لیکن ناکامیاب رہیں۔ حضرت عبداللہ کی عمر اس وقت 25 سال تھی۔ طرفین سے سامان شادی ہوا۔ ساعت سعید پر نکاح ہوا۔ جب وہ نور امانت بی بی آمنہ کے پاس پہنچا بعد شادی حضرت عبداللہ نے دوسری شادی کی خواہش کی تو ان مستورات نے جنہوں نے پہلے خود خواہش کی تھی صاف جواب دیا کہ وہ چیز جس کی ہمیں خواہش تھی اب تمہارے پاس نہیں ہے۔ جس بی بی کو وہ عظمت ملنی تھی مل چکی ہے۔ خواہش اب تمہاری لاحاصل ہے اپنے آبائی دستور کے مطابق حضرت عبدالمطلب نے ایک قافلہ تجارت تیار کیا اور اس قافلہ کی سرداری حضرت عبداللہ کو دی یعنی ان کو قافلہ سردار بنا کر ملک شام کو تجارت کے لیے روانہ کیا۔ حضرت عبداللہ شام سے واپسی میں یثرب پہنچ کر اپنے رشتہ داروں میں ٹھہر گئے اور کچھ دن بیمار رہ کر ان کا انتقال ہوا۔ جب حضرت عبدالمطلب نے سنا تو ان کو حضرت عبداللہ کے مرنے کا بہت صدمہ ہوا۔ حضرت عبداللہ ام القریٰ میں پیدا ہوئے تھے اور یثرب میں انتقال ہوا۔ اور عمر 25 سال تھی۔

حضرت عبداللہ کے فوت ہونے کے چار ماہ بعد ابرہہ الشرم بادشاہ یمن نے مکہ پر چڑھائی کی جس سے حضرت عبدالمطلب کو اور صدمہ پہنچا جب حضرت عبداللہ کے انتقال کو چھ ماہ ہوئے ۔ تو اس نور کا ظہور ہوا۔ جس کے ظہور کا زمانہ میں شور تھا جس نے زمانہ سے ظلمت کفر کو مٹانا تھا۔ جس نور کے ظہور نے بت پرستی کو جزیرہ نما عرب سے دور کر کے نور توحید سے پُر کرنا تھا جس کی ذات بابرکات سے مضر اور جمیع عرب کو عزت وعظمت حاصل تھی دعائے خلیل اور نوید مسیح محمد ﷺ پیدا ہوئے ۔ اور حضرت عبدالمطلب کو سب رنج وغم بھول گئے سب صدمے دور ہوئے ۔

ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

صاحبزادگان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مختلف خیال ہے۔ بعض نے پانچ لکھے ہیں اور صحیح روائیت میں تین ہیں۔ جو درج ہیں۔ طیب اور طاہر حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ کے دوسرے نام ہیں۔ جنہوں نے علیحدہ شمار کئے تو پانچ شمار میں ہو گئے۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

آپ سب لڑکوں سے بڑے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئے جب دو سال کے ہوئے تو مکہ میں ہی فوت ہوئے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ آپ حضرت قاسم سے دوسرے درجہ پر تھے آپ بھی دو سال کی عمر میں مکہ میں فوت ہوئے۔ یہ دونوں صاحبزادے ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ۔ آپ ہجرت سے سات سال بعد مدینہ منورہ میں ماریہ قبطی سریہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور جب ایک سال کی عمر ہوئی تو مدینہ منورہ میں ہی فوت ہوئے۔

جب قادر حقیقی نے اپنے نورِ لازوال سے نورِ محمدی کو جدا کیا۔ تو وہ نور مدت دراز تک طواف اللہ جلّ شانہٗ کرتا رہا۔ اور پھر کئی مدت تک سجدہ بسجود رہا۔ بعد ازاں اس نور سے اللہ کریم نے ایک گوہر سبز پیدا کیا۔ اور پھر اس گوہر کو پانی رقیق کر دیا۔ اور پھر اس کے دس حصے کئے۔ یعنی عرش۔ کرسی۔ لوح قلم۔ چاند۔ سورج۔ بہشت۔ فرشتے۔ زمین۔ آسمان۔ بنائے وہ نور جو بشکل مرغ سفید تھا۔ عرش جس پانی پر رکھا گیا تھا۔

پھر وہ سفید مرغ اسی دریا میں زیر عرش چار ہزار برس غوطہ زن رہا۔ جب بحکم قادر

اسماء دختران رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بی بی زینب۔

حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ الکبریٰؓ کے بطن سے شادی کے پانچ سال بعد مکہ میں پیدا ہوئیں۔ یہ سب سے بڑی تھیں ابوالعاص بن ربیعہ سے آپ کی شادی ہوئی جب حضرت نے ہجرت فرمائی تو بی بی زینب ابوالعاص کے گھر میں تھیں۔ مکہ میں رہیں جنگ بدر میں ابوالعاص کفار مکہ کے ساتھ گرفتار ہو کر مدینہ پہنچا۔ اور قیدیوں سے معاوضہ لیا گیا ابوالعاص نے اپنے معاوضہ میں ایک زیور قسم ہار پیش کیا۔ جس وقت یہ ہار رسول پاک کے سامنے پیش ہوا تو حضورؐ نے اس ہار کو پہچان لیا اور اس وقت ام المومنین حضرت خدیجہؓ یاد آئیں۔ کیونکہ یہ وہی ہار تھا۔ جو والدہ نے بی بی زینب کو شادی کے وقت جہیز میں دیا تھا آپ کو رقت ہوئی اور اصحابان مجلس کے سامنے واقعات پیش کئے اور فرمایا کہ اگر تم رضامند ہو تو یہ ہار زینب کو واپس دیدو۔ سب نے بسر وچشم منظور کیا اور ہار مذکور ابوالعاص کو دیدیا گیا اور اس سے وعدہ لے لیا گیا کہ مکہ میں جا کر زینب کو مدینہ پہنچا دیوے۔ ابوالعاص نے حسب وعدہ بی بی زینب کو مدینہ پہنچا دیا اور خود مکہ میں رہا۔ پھر ابوالعاص قافلہ تجارت کے ساتھ شام سے واپس آتا ہوا مدینہ کے قریب لشکر اسلام کے ہاتھ گرفتار ہوا اور اس کا مال تجارت غنیمت میں جمع ہوا ابوالعاص نے بی بی زینب کی معرفت امان مانگی تو ان کی سفارش پر مال تجارت واپس دیدیا گیا۔ پھر وہ مال لے کر مکہ چلا گیا اور مکہ سے واپس مدینہ میں آیا اور اسلام قبول کیا۔ حضرتؐ نے بی بی زینب ابوالعاص کو پہلے عقد کے مطابق دیدیں اس کے بعد بی بی زینب کے بطن سے ایک لڑکا جس کا نام علی تھا اور اس سے چھوٹی ایک لڑکی ہوئی جس کا نام امامہ تھا۔ امامہ ابھی شیر خوار تھیں کہ بی بی زینب کا مدینہ میں انتقال ہوا۔ مدینہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔ امامہ سے رسول پاک کو بڑی محبت تھی اور حضرتؐ نے ہی پرورش کی۔ جب حضرت فاطمہؓ خاتون جنت کا انتقال ہوا تو بی بی امامہ

مطلق وہ مرغ دریا سے باہر آیا تو اس کے ہر بال پر سے قطرات آب گرنے شروع ہوئے۔ وہ قطرات ارواح مخلوق بحکم خالق شمار ہوئیں جس جس جگہ زمین پر وہ قطرات گرے۔ ہر ارواح کا جائے قیام ہوا جب بحکم اللہ جل شانہٗ بت آدم تیار ہوا تو اس میں روح آدم داخل کی گئی۔ تو روح آدم بت کے اندرونی تاریکی سے گھبرا کر باہر نکل آئی۔ اس وقت اللہ کریم نے نور محمدیؐ آدم کی پیشانی میں امانتاً رکھا۔ جس سے وہ تاریکی آدم جاتی رہی۔ اور چہرہ آدم منور ہوا پھر روح آدم کو اس بت میں داخل کیا۔ تو روح آدم بخوشی داخل ہوا جب روح داخل ہوا۔ آنکھوں میں بینائی ہوئی اور عطسہ (چھینک) آدم کو ہوئی جس سے گویائی کے لئے زبان میں طاقت ہوئی اور آدم کی طرف سے اول گفتگو الحمدللہ ہے اور اللہ کریم کی طرف سے آدم سے پہلی گفتگو اس کے جواب میں یرحمک اللہ ہے۔ پھر آدم نے عرش معلیٰ پر نگاہ کی تو کلمہ طیبہ لکھا ہوا دیکھا اور بارگاہ پاک میں عرض کی کہ یہ کون شخص ہے جو تیرے نام کے قریب لکھا ہوا ہے۔ تو اللہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ میرا پیغمبر ہے اور تیرا فرزند ہے اور اسی کی شفاعت سے میں تیری ذات سے درگزر کروں گا۔ اس بات کو حضرت آدمؑ نے سنا کہ باپ کی سفارش معافی گناہ کے لئے بیٹا کرے گا۔ اور قبول ہوگی یہ پہلا فکر ان کے دل میں پیدا ہوا اور اس فکر سے دماغ چکرایا۔ فوراً حضرت جبرائیلؑ نے بحکم رب العالمین حضرت کے دماغ سے نصف حصہ اس فکر کا نکال کر بہشت میں پھینک دیا اسی فکر سے درخت گندم پیدا ہوا اور جب آدم کو بہشت میں رہائش کے لئے جگہ ملی اور اسی درخت گندم کے پھل کھانے کی ممانعت ہوئی اور حضرت آدمؑ نے شیطان کی بہکائی ہوئی حضرت حوا کے کہنے پر اسی درخت گندم سے پھل کھایا۔ بیہوش خانہ بدوش ہوئے یعنی بہشت سے نکالے گئے اور زمین پر ایک دوسرے سے علیحدہ ڈالے گئے۔ پھر اسی نور کی برکت سے معافی ہو کر نجات جب تک نور محمدیؐ حضرت آدمؑ کی پیشانی میں رہا تو سب فرشتے حضرت آدمؑ کی طرف متوجہ رہے اور جس وقت یہ نور منتقل ہو کر حضرت حوا کے پاس پہنچا تو پھر فرشتے ان کی متابعت میں رہنے لگے۔ جب حضرت شیثؑ پیدا ہوئے اور یہ امانت ان کے سپرد ہوئی تو وہی اعزاز ان کو حاصل ہوا۔

جب حضرت شیثؑ بالغ ہوئے اور ان کی زوجیت کے لئے بہشت سے محوائلہ نامی حور اللہ کریم نے عطا فرمائی اور حضرت جبرائیلؑ نے حضرت آدمؑ کی معرفت حضرت شیثؑ سے ایک عہد نامہ لکھوایا کہ اس امانت نور محمدیؐ کو محفوظ رکھیں اور اپنے حق

سے حضرت علیؓ نے نکاح کیا۔

بی بی رقیہؓ۔

یہ صاحبزادی حضورؐ کی دوسرے درجہ پر ہیں جس وقت آپؓ پیدا ہوئیں تو رسول پاکؐ کی عمر اس وقت تینتیس سال تھی۔ عتبہ بن ابولہب سے ان کا نکاح ہوا تھا، عروسی نہیں ہوئی تھی۔ جب سورت تبت یدابی لہب نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو بلا کر کہا کہ تم محمدؐ کی بیٹیوں کو طلاق دیدو۔ عتبہ اور عتیبہ دونوں نے اپنے باپ کے کہنے کے مطابق طلاق دے دی۔ حضرتؐ نے بی بی رقیہؓ کا نکاح عثمانؓ بن عفان سے کر دیا۔ ہجرت حبشہ میں بی بی رقیہؓ حضرت عثمانؓ کے ساتھ گئی تھیں جب حبشہ سے واپس آئیں تو لڑکا ہوا اور عبداللہ نام رکھا اور جب عبداللہ دو سال کا ہوا تو بی بی رقیہؓ کا انتقال ہوا اور مدینہ میں مدفون ہوئیں۔

بی بی ام کلثومؓ۔

آپ کا دوسرا نام آمنہ تھا۔ آپ تیسرے درجہ پر ہیں۔ آپؓ پہلے ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے منسوب تھیں۔ باپ کے کہنے پر نہ صرف طلاق دی بلکہ حضرتؐ کی خدمت میں گیا اور بہت بے ادبی کی اور اس ملعون نے حضرتؐ سے کہا کہ میں آپؐ کے دین کا منکر ہوں اور آپ کی بیٹی کو طلاق دے دی ہے۔ اس کے بعد آپؐ پر حملہ کیا اور پیراہن چاک کر دیا۔ حضرتؐ نے بدعا فرمائی اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْباً مِّنْ کِلَابِکَ (اے اللہ! اس پر اپنے درندوں میں سے کوئی درندہ مسلط فرما) عتیبہ یہ کہہ کر واپس چلا گیا۔ تھوڑے دنوں بعد قافلہ تجارت کے ساتھ علاقہ شام کی طرف گیا۔ راستہ میں مقام زرقا پر اترا، عتیبہ کو شیر نے ہلاک کیا۔ آپؓ کی شادی حضرتؐ نے حضرت عثمانؓ سے کر دی اور آپ کے دولڑکے ہوئے اور ہجرت کے نویں سال مدینہ طیبہ میں آپؓ کا انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئیں۔ آپ کے انتقال پر رسول اللہؐ کو بہت صدمہ ہوا۔

حلال کو نگاہ رکھیں۔ چونکہ حضرت شیثؑ اکیلے پیدا ہوئے تھے۔ ان کی شادی حضرت حوا کی لڑکی سے نہ ہوئی۔ جیسا کہ اُوپر ذکر ہوا ہے۔ مخوائلہ حور آپ کی زوجہ تھی اور اسی کے بطن سے حضرت شیثؑ کا بیٹا انوش پیدا ہوا اور نور محمدیؐ حضرت شیثؑ سے انوش کو پہنچا اور انوش سے یہ امانت سلسلہ وار حضرت عبداللہ ابن عبدلمطلب کو جیسا کہ اس شجرہ نسب میں تحریر ہو چکا ہے پہنچا جب حضرت عبداللہ کی شادی بی بی آمنہ سے ہوئی اور پھر یہ نور بی بی آمنہ کے پاس منتقل ہوا تو حضرت عبداللہ باارادہ تجارت باارشاد اپنے والد عبدالمطلب علاقہ شام کو تشریف لے گئے اور واپسی پر یثرب اپنے رشتے داروں میں ٹھہرے۔ اور وہیں ان کا انتقال ہوا حضرت عبداللہ کے انتقال کے چھ ماہ بعد مکہ میں اسی نور کا ظہور ہوا۔ یعنی حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات رحمت للعالمینﷺ کی ولادت باسعادت بارھویں اور تیرھویں تاریخ ماہ ربیع الاول کی درمیانی رات قبل از طلوع صبح صادق مکہ معظّمہ کے محلّہ شعبی جو شعب بن ہاشم سے معروف ہے (یہ جگہ پہاڑ کا ایک درہ تھا جو بنو ہاشم کی موروثی ملکیت تھی) محلّہ شعبی کے کوچہ ارقاق المولد میں ہوئی اور وہ رات جمعرات اور جمعہ کی درمیانی تھی۔ لیکن عام اس پر متفق ہیں کہ پیر کے دن کی رات تھی۔ یعنی دوشنبہ اور سہ شنبہ کی درمیانی رات تھی۔

روز محشر میں شفیع ہو جائیگا۔ تکیہ گاہے عاجزان پیدا ہوئے۔

حضرت آدمؑ سے بعثت نبویﷺ بروایت یہود چار ہزار چار سو چالیس برس اور ترسائیوں کا خیال پانچ ہزار نو سو بہتر برس ہے اور نسب ناموں میں مختلف قریب سوا چھ ہزار برس لکھے ہیں۔ لیکن ان سب کے علاوہ جو حضرت عباسؓ نے ارشاد فرمایا کہ ہبوط حضرت آدمؑ سے بعثت رسولﷺ تک سات ہزار تین سو برس کا عرصہ گزرا تھا یہ صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے۔ سن عیسوی کا حساب اس طرح ہے کہ ماہ اپریل ۵۶۹ء تھا نوشیروان بادشاہ فارس کا سن جلوس چالیس برس تھا اور سن ذوالقرنین ۸۸۳ء تھا اور ابرہہ الشرم کے لشکر کا خانہ کعبہ پر چڑھائی کرنے کے پچپن روز بعد حضرتؐ کی پیدائش ہوئی۔

بزرگان اہل نجوم نے آنحضرتؐ کے طالع کا اس طرح استخراج کیا ہے جدی کا درجہ بیسواں تھا زحل اور مشتری عقرب میں تھے مریخ اور آفتاب حمل میں نقطہ شرف پر تھا۔ زہرہ اور عطارد حوت میں پوری شرف پر تھے۔ جس گھر میں حضرتؐ کی پیدائش ہوئی فتح مکہ کے بعد خود رسول پاکؐ نے وہ گھر عقیل ابن ابی طالب اپنے چچازاد بھائی کو دے دیا۔ عقیل

139056

حضرت عثمانؓ کے عقد میں حضورؐ کی دوصاحبزادیاں آئیں اس لیے حضرت عثمانؓ کالقب ذوالنورین تھا۔

بی بی فاطمۃؓ الزہرا خاتون جنت۔

کنیت آپ کی ام محمدؐ ہے۔ نبوت سے پانچ سال پہلے مکہ میں پیدا ہوئیں۔ آپؓ چوتھے درجہ پر ہیں اور سب سے چھوٹی تھیں۔ ہجرت کے بعد رسول ﷺ نے آپؓ کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں بلا لیا۔ جنگ بدر سے واپس آکر ہجرت کے دوسرے سال آپؓ کی شادی رسول پاکؐ نے علیؓ ابن ابی طالب سے کردی۔ آپ سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئی۔ اسماء ذیل ہیں۔ حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت محسنؓ اور تین لڑکیاں یہ تھیں۔ بی بی زینبؓ، ام کلثومؓ، رقیہؓ اور بی بی زینبؓ کی شادی عبید اللہ ابن جعفر طیار سے ہوئی اور بی بی ام کلثوم کا عقد حضرت عمر ابن الخطاب سے ہوا۔ تیسری صاحبزادی رقیہ اور صاحبزادہ محسن خوردسالی میں فوت ہوگئے تھے۔ اور باقی دونوں صاحبزادوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا ذکر آگے انشاء اللہ تحریر ہوگا۔ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہؓ کا قول ہے کہ مستورات سے فاطمہ مردوں سے علیؓ رسول پاک کو عزیز ترین ہیں اور محمد رسول ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ بہشت کے آدمیوں میں سیدنا حسنؓ اور حسینؓ سردار ہوں گے اور عورتوں سے حضرت فاطمہؓ خاتون جنت سردار ہوں گی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضورؐ نے ایک پشمینہ کی چادر اوڑھی اور باہر تشریف لے گئے۔ باہر حضرت حسنؓ ملے اُن کو اس چادر میں لے لیا اور حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے وہاں اسی چادر میں حضرت علیؓ اور بی بی فاطمہؓ اور حضرت حسینؓ کو بھی لے لیا اور فرمایا۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۵۱ حضرت حسنؓ نے فرمایا ہے کہ میں نے دیکھا کہ

کے بعد اس کی اولاد نے حجاج کے بھائی محمد بن یوسف کے پاس فروخت کردیا اس نے جب اپنا مکان تعمیر کیا تو اس میں ملا لیا۔ اسی وجہ سے محمد بن یوسف کے نام سے وہ گھر مشہور ہوا۔ خلافت عباسہ میں خلیفہ ہارون رشید کی والدہ جس کا نام خیزران تھا وہ مکان متبرک جو محمد بن یوسف کے مکان میں شامل ہوگیا تھا اس زمین متبرک پر اپنا قبضہ کر کے اس پر مسجد تعمیر کرادی ابلیس لعین جب سے حضرت آدمؑ کے ہمراہ بہشت سے نکل کر زمین پر آیا تھا تو زمین سے آسمانوں پر جاتا تھا اور ساتویں آسمان پر پہنچ کر فرشتوں سے جو عرش معلی سے دیکھ کر پڑھتے تھے۔ سنتا اور زمین پر آکر اپنے شاگردوں کو جو کاہن کے ناموں سے پکارے جاتے تھے پڑھاتا اور وہ لوگوں کو یہ سب کچھ بتلا کر گمراہ کرتے۔ جب حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تو شیطان کا اوپر کے تین آسمانوں پر جانا موقوف ہوا۔ صرف چوتھے آسمان تک جا سکتا تھا جس وقت رسولؐ پاک پیدا ہوئے تو آسمان پر جانا بالکل بند ہوگیا اور کاہن لوگ اپنے ہمزادوں سے محروم رہ گئے اور کہانت ختم ہوگئی۔ آسمان سے شیطان کی مدافعت کے لئے شہاب ثاقب ستارے مقرر ہوئے جو تا قیامت رہیں گے۔ جواہر فریدی میں بیہقی سے روایت ہے کہ در شب ولادت آنسرو در پارچہؐ سادہ از زمین فرورفت در دوخانہ کے آنرا وادے کا وہ گفندے روان شدو پیش ازان بہ ہزار سال منقطع شدہ روان نہ گشتہ بود۔ وایوان کسریٰ دراضطراب ولرزہ چہاردہ کنگرہ ازان بیفتا دکسریٰ یعنی نوشیروان بادشاہ بجہت دیدن آنحال بسیار فزع وخائف شد۔ وشگون بدگرفت برائے خودولیکن اظہار دلیری نمود۔ لیکن دل میں خوف پیدا ہوا اور مشورہ کیا کہ راز کو کھول کر معمہ حل کرنا چاہیے۔ تاج سر پر رکھا اور تخت پر بیٹھا وزیروں امیروں کو طلب کر کے دربار عام کیا۔ جب سب جمع ہوئے ہر کاروں سے خبر پہنچی کہ آتشکدہ نمرود جو ہزار سال سے جلتا تھا آج رات خود بخود ٹھنڈا ہوا اور قاضی شہر نے حاضر ہوکر عرض کی کہ آج رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ سرکش تند شتر اور عربی گھوڑوں نے ہمارے ملک کو پامال کیا۔

بمشورہ وزرانعمان بن المنذر کولکھا کہ ایک آدمی ہمارے پاس بھیجو جو کہ دانا ہو۔ ہم اس سے مشورہ کریں۔ نعمان نے عبدالمسیح بن حبان بن تقبلہ کو بادشاہ کے پاس بھیجا۔ سب ماجرا عبدالمسیح سے کہا گیا۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا اور عبدالمسیح نعمان کے پاس واپس آیا۔ نعمان نے ماجرا سن کر کہا کہ علاقہ شام میں سطیح نامی ایک کاہن موجود ہے۔ اس مسلہ کو وہ حل کرے گا۔ جب عبدالمسیح نے نعمان کا فرمان بادشاہ کو بتلایا۔ تو بادشاہ نے

جمعہ کی رات مسجد کے محراب میں والدہ مکرمہ حضرت فاطمہؓ خاتون جنت عشاء سے طلوع آفتاب تک نماز میں مشغول رہتیں اور بعد فراغت نماز دعائے خیر مومنین کے حق میں کہتیں۔ رسول ﷺ کے انتقال سے حضرت فاطمہؓ کو بہت صدمہ ہوا حضورؐ کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔ لیکن غم و صدمہ سے بیمار رہیں اور اسی مرض لاحق سے آپؓ کا انتقال ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۸ برس تھی اور جنت بقیع میں مدفون ہوئیں۔ آخری وقت حضرت علیؓ کو وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ غیر آدمی کے سامنے نہ ہو۔ اس لیے رات کو جنازہ پڑھا گیا اور رات کو ہی دفن کی گئیں۔

اسماء معظمہ حرمین شریفین رسول ﷺ

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ

حرم اول

حضرت خدیجہؓ بنت خویلد خاندان قصی قبیلہ قریش سے تھیں۔ پہلے عسق بن عابد بن عبداللہ مخزومی سے شادی شدہ تھیں اور ان سے دولڑکے تھے۔ جب عسق مرگیا تو اور کسی سے دوسرا نکاح نہ کیا۔ حضرت محمد رسول ﷺ سے دوسرا نکاح کیا جس کا مفصل ذکر حالات رسول پاکؐ میں ہو چکا ہے۔ بڑی مالدار تھیں سب تجار مکہ آپ سے روپیہ لے کر تجارت پر لگاتے تھے اور منافع سے حصہ دیتے تھے۔ رسول پاک ﷺ سب قوم میں امین مانے گئے اور حضرتؐ کی اس شہرت سے بی بی خدیجہؓ کے دل میں ان کی قدر تھی۔ بی بی خدیجہؓ کے بطن سے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں یعنی سب اولاد انہی کے بطن سے ہوئی۔ صرف ایک صاحبزادہ حضرت ابراہیم ماریہ قبطی کے بطن سے تھا اور باقی حرمین سے کوئی اولاد نہ تھی۔ جب غار حرا میں آپؐ پر وحی نازل ہوئی تو آپ گھر تشریف لائے اور بی بی خدیجہؓ حضرتؐ کو اپنے رشتہ دار ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور سب ماجرا غار حرا کا بیان کیا۔ ورقہ بڑا عالم اور حافظ توراۃ شخص تھا اس نے آپکی تصدیق کی۔ کہ آپؐ پیغمبر آخرالزمان ہیں یہ وہی فرشتہ جبرائیل تھا جو پہلے پیغمبر حضرت ابراہیمؑ اور

عبدالمسیح کو سطیح کاہن کی طرف بھیجا۔ جب اس شہر میں پہنچا اور سطیح کاہن کے پاس گیا تو سطیح اس وقت سکرات موت میں تھا عبدالمسیح نے سلام کیا اور بادشاہ کا پیغام سنایا لیکن کچھ جواب نہ ملا حاضرین مجلس نے دستور کے مطابق سطیح کو بلایا اور کہا کہ عبدالمسیح بادشاہ فارس کا بھیجا ہوا آیا ہے اور کچھ کہنا چاہتا ہے پھر عبدالمسیح نے سب ماجرا بیان کیا اور سطیح نے سب کچھ سن کر جواب دیا کہ اے عبدالمسیح کہ اب تلاوت قرآن پاک کا زمانہ آگیا ہے صاحب و فصیح محمد رسول ﷺ پیدا ہوگئے ہیں۔ آتشکدہ فارس بابل مقام فرس وشام اور سطیح نہ ہوگا اور حکومت فارس بابل کی زمین سے جاتی رہے گی۔ اور سطیح مرجائے گا اور کہانت کا علم شام کی زمین میں نہ ہوگا اور ساسانیوں سے چودہ بادشاہ اور ہوں گے۔ سطیح یہ سب کچھ جب کہہ چکا تو مرگیا۔ گویا اسی معمہ کے حل کے لئے سانس باقی تھے۔ عبدالمسیح وہاں سے چلا اور فارس پہنچا۔ سطیح نے جو کچھ تعبیر کی تھی۔ سب بادشاہ کی خدمت میں عرض کی نوشیروان نے یہ سب کچھ سنا اور کہا کہ چودہ بادشاہ تو اس خاندان سے ضرور ہوں گے۔ ابھی بہت مدت ہے لیکن علم غیب سے آگاہ نہ تھا لکھا ہے کہ چار سال میں دس بادشاہ ہوئے۔ اور باقی چار بادشاہ کی حکومت حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت تک رہی۔

سعد بن ابی وقاصؓ نے یزدگرد آخری بادشاہ فارس کو شکست دی اور وہ خراسان کی طرف چلا گیا۔ زمانہ خلافت حضرت عثمانؓ سن ۳۱ھ مرو میں مارا گیا۔ فارس مسلمانوں کے قبضے میں ہو گیا خطہ عرب کو اللہ کریم نے پہلے سے برگزیدہ کیا تھا۔ کہ یہ قطعہ عرش معلیٰ کے بالمقابل واقع ہوا اور نور محمدی کا ظہور بھی اسی خطہ میں ہوا۔ یعنی محمد رسول ﷺ اسی خطہ کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ اولاد نوحؑ آدم ثانی سے سام کو یہ عزت بخشی کہ اس کی اولاد کو زمین عرب رہائش کے لئے دی۔

جس میں یہ خاص حکمت تھی جو ظہور میں آئی وہ یہ کہ اسی کی اولاد سے اپنے برگزیدہ بندے پیدا کئے اور اپنے بندے ابراہیم خلیل سے اسماعیلؑ کو پیدا کیا اور اس کو خاص زمین مکہ میں پرورش کر کے مکہ اس سے آباد کیا اور اس کو مالک بنایا اور ملک عرب میں اسی کی اولاد کو ترقی دی۔ اپنے گھر کی مجاوری کی وجہ سے جو اولاد اسماعیل مکہ میں رہائش رکھتی تھی کو کل دنیا پر فضیلت دی۔ خاص کر قبیلہ مضر کو کل قبیلوں پر افضل کیا اور قبیلہ مضر سے بنو ہاشم ہوئے اور قبیلہ بنو ہاشم کو یہ فضیلت بخشی کہ اس قبیلہ سے اپنے محبوب کو پیدا کیا۔ جس کے ظہور کے لئے یہ سب کائنات پیدا کی تھی۔ حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ

حضرت موسیٰ کے پاس احکام الٰہی لایا کرتا تھا۔ اسی وقت حضرت خدیجہؓ آپ پر ایمان لائیں۔ مستورات میں آپؐ سب سے پہلے ایمان لائیں۔ بلکہ سب سے مقدم اسلام آپکا ہے۔ حضرتؐ نے آپکی حیات میں دوسرا نکاح نہیں کیا۔ نبوت کے دسویں سال مکہ میں جبکہ آپکی عمر ۶۵ سال تھی انتقال کیا۔ رمضان مبارک کا مہینہ تھا مقبرہ حجون میں مدفون ہوئیں۔ نماز جنازہ ابھی تک فرض نہیں ہوا تھا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خدیجہؓ کی وفات کا بہت صدمہ ہوا اور حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جنت کی سرداری چار عورتوں کو ہے۔ جن میں ایک بی بی خدیجہؓ اور تین عورتیں اور ہیں ان کے اسماء یہاں درج کرتا ہوں۔

۱۔ بی بی خدیجۃ الکبریٰؓ۔ حرم اول رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ فاطمۃ الزہراؓ۔ بیٹی رسولؐ و حرم حضرت علیؑ

۳۔ حضرت مریمؑ۔ والدہ حضرت عیسیٰؑ

۴۔ بی بی آسیہ۔ زوجہ فرعون مدعی حضرت موسیٰ

ام المومنین حضرت سودہؓ

حرم دوم

سودہ بنت زمعہ بن قیس قبیلہ لوئی بن غالب القریشی ہیں مکہ معظمہ میں ایمان لائیں۔ پہلی شادی شکران اپنے چچازاد سے تھی۔ شکران سے ایک بیٹا عبدالرحمٰن نام تھا جو اصحابان رسول صلعم میں شمار ہوا۔ اور جنگ خلولد میں شہید ہوا سودہ کو ایک رات خواب آئی کہ وہ تکیہ کے سہارے بیٹھی ہے اور آسمان سے چاند اس پر آپڑا۔ اس نے یہ خواب شکران کے پاس کہا تو شکران نے جواب دیا کہ میرے بعد رسولؐ سے تیری شادی ہوگی۔ چنانچہ شکران تھوڑے عرصہ بعد مرگیا۔ اور نبوت کے دسویں سال بعد فوتگی بی بی خدیجہؓ مکہ میں بی بی سودہؓ حضرت کے نکاح میں آئیں۔ اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ سے شادی ہوئی تو بی بی سودہؓ کی عمر زیادہ ہونیکی وجہ سے حضرتؐ نے سودہ کو طلاق دینے کا ارادہ کیا۔ لیکن بی بی سودہؓ نے حضرت کی

آخرالزمان ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ پیدا ہونے کے بعد آپؐ کے سر سے ایک نور درخشاں ہوا جس سے آسمان اس قدر روشن ہوا کہ اس روشنی میں مجھ کو کوفہ، بصرہ، شام، یمن، فارس کے محل نظر آئے، جو چمکتے ہوئے آگ کی طرح روشن تھے۔ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں اس وقت خانہ کعبہ میں تھا۔ جب آدھی رات ہوئی تو دیکھا کہ کعبہ کی چاروں دیواریں مقام ابراہیم پر سجدہ میں ہوئیں اور سجدہ کر کے پھر اصلی حالت میں ہوگئیں اور ایک تکبیر سنائی دی۔ اَللّٰهُ اَکبَرُ اَللّٰهُ اَکبَرُ اَللّٰهُ اَکبَرُ رَبّ مُحَمَّدٍ ن الْمُصْطَفٰی اَلاٰنَ قَدْ طَهرَنِیْ رَبِّیْ مِنَ الْجَاسِ الْاَصْنَامَ وَاَرْ جَاسَ الْمُشْرِکِیْنَ ہ جو بت خانہ کعبہ کے گرداگرد تھے اس وقت سب گر پڑے اور چورہ چورہ ہوئے اور بڑا بت ہبل نامی حجرہ میں پڑا ہوا تھا اور آواز سنائی دی کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اس وقت آمنہ کو محمدؐ پیدا ہوا اور رحمت کے فرشتے وہاں آئے ہیں اور جنت سے ایک طشت لائے ہیں۔ اس میں اس کو غسل دیں گے۔ عبدالمطلب کہتے ہیں کہ جب میں نے خانہ کعبہ کی یہ حالت دیکھی اور بتوں کا خود بخود ٹوٹنا اور تکبیر اور اس منادی کی آواز کو سنا تو میں نے اپنی آنکھوں کو ملا اور سوچ میں پڑا کہ میں عالم خواب میں ہوں یا بیداری میں۔ اسی سوچ میں اٹھا اور آمنہ کے گھر کی طرف چلا وہاں پہنچا گھر میں داخل ہوا۔ اور آواز دی آمنہ نے دروازہ کھولا۔ میری آنکھ جو آمنہ کے چہرہ پر پڑی اس نور کا اثر اس کے چہرہ پر نہ دیکھا۔ اور آمنہ سے پوچھا کہ اس قدر کیوں ضعف ہے۔ آمنہ نے جواب دیا کہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ میں نے دیکھنے کی خواہش کی اور آمنہ کو کہا کہ مجھے دکھلا۔ اس نے جواب دیا کہ ایک شخص دراز قد میرے پاس آیا۔ اور کہا کہ اس لڑکے کو باہر مت لے جانا۔ اور کسی آدمی کے سامنے مت کرنا۔

عبدالمطلب کہتے ہیں۔ کہ میں نے تلوار میان سے نکالی اور آمنہ سے کہا کہ جلد لڑکے کو باہر لا۔ تاکہ میں دیکھوں۔ نہیں تو تجھ کو ہلاک کرتا ہوں۔ جب آمنہ نے یہ حالت دیکھی تو کہا کہ اس مکان میں ہے جا کر دیکھ لو۔ میں نے قصد کیا کہ وہاں جاؤں اتنے میں ایک شخص وہاں سے نکلا۔ اور مجھ پر حملہ آور ہوا۔ اور کہا کہ اندر کیوں آتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میں اپنے لڑکے کو دیکھوں گا۔ اس نے جواب دیا کہ جب تک ملائکہ زیارت نہ کرلیں۔ تب تک کوئی آدمی دیکھ نہیں سکتا۔ شمشیر برہنہ ہاتھ میں تھی۔ بڑی عظمت اور ہیبت ناک شکل تھی۔ اسے دیکھ کر مجھے لرزہ ہوا۔ اور میرے ہاتھ سے تلوار زمین پر گر پڑی۔ اور باہر آیا۔ دل میں ارادہ کیا۔ کہ اپنی قوم قریش کو خبر کردوں۔ لیکن بول نہ سکا جب سب

خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ آپؐ آپ
مجھے طلاق نہ دیں مجھے دنیاوی خواہش نہیں
ہے میں چاہتی ہوں کہ روز قیامت آپ کے
حرمین میں شمار ہوں اور میں اپنی باری عائشہ کو
دیتی ہوں حضرت نے طلاق کا ارادہ چھوڑ دیا بی
بی سودہ کی عمر بہت زیادہ ہوئی امیر معاویہ کے
زمانہ خلافت میں جبکہ ۵۴ھ تھا مدینہ منورہ میں
انتقال ہوا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہؓ

حرم سوم

بی بی عائشہ صدیقہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ
اول کی صاحبزادی تھیں اور والدہ کی طرف سے
بھی قبیلہ قریش خاندان کنانہ سے تھیں۔ عمر
خورد سالی میں حضرتؐ سے شادی ہوئی۔
حضرتؐ کے سب حرموں سے بی بی عائشہؓ باکرہ
یعنی کنواری تھیں۔ باقی سب حرم آپؐ کے بیوہ
یعنی پہلے شادی شدہ تھے۔ بی بی خدیجہؓ کے
انتقال کے بعد حضرتؐ نے بی بی سودہؓ سے نکاح
کیا اور پھر بی بی عائشہؓ سے مکہ میں شادی کی۔
سب حرمین سے حضرتؐ کو ام المومنین حضرت
عائشہؓ سے زیادہ محبت تھی۔ حضرت عائشہ
صدیقہؓ نے فرمایا ہے کہ دس امور ہیں جن کی
وجہ سے مجھے سب حرمین رسول پاکؐ پر فضیلت
ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے (۱) اول میں باکرہ
ہوں باقی سب شادی شدہ ہیں۔
(۲) دوسرے میرے ماں باپ نے خدا کے
راستہ میں ہجرت کی اور کسی حرم کے ماں باپ
نے نہیں کی۔ (۳) تیسرے میری شادی کے
لیے برات آسمان سے آئی۔ (۴) چوتھے میری
شادی ہونے سے پہلے حضرت جبرائیلؑ نے
حریر کے کپڑے پر میری تصویر حضرتؐ کو دی تھی
کہ اس سے شادی کرو۔ (۵) پانچویں جب
نماز پڑھتے تھے میں آپؐ کے سامنے ہوتی تھی
اور آپؐ نماز میں مصروف ہوتے تھے۔ (۶)
چھٹے میرے گھر میں غسل کرتے تھے ایسے کسی
اور کے نہیں کرتے تھے۔ (۷) ساتویں میرے
بستر شب خوابی پر وحی نازل ہوتی تھی اور کسی

ملائکہ زیارت سے مشرف ہو چکے۔ تو حضرت عبدالمطلب اندر گئے۔ اور زیارت کی اور گود
میں اٹھا کر خانہ کعبہ میں لے گئے۔ اور حق تعالیٰ کی جناب میں ان کے لئے دعا کی اور
واپس گھر لائے۔ اور حضرت آمنہ کے سپرد کر کے حفاظت کی تاکید کی۔ جب آپ سات
دن کے ہوئے۔ تو حضرت عبدالمطلب نے آپ کا عقیقہ کیا بڑی خوشی سے سب قوم کو کھانا
کھلایا۔ اور محمدؐ نام رکھا۔ آپکی والدہ نے آپؐ کا نام احمد رکھا۔ حضرتؐ نے خود فرمایا ہے کہ
آسمانوں پر میرا نام احمدؐ ہے اور زمین پر محمدؐ ہے۔ آپؐ کے چچا ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نامی
جو ولادت کے وقت حضرت آمنہ کے پاس موجود تھی۔ اس ثوبیہ نے ابولہب کو جا کر مبارک
باد دی۔ اور ابولہب نے اس خوشی میں ثوبیہ کو یعنی مبارک باد کے صلہ میں آزاد کر دیا ابولہب
بحالت کفر مرا اور حضرتؐ سے عداوت رکھتا تھا مرتے وقت تک ایمان نہ لایا۔ حضرت
عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک رات ابولہب کو خواب میں دیکھا۔ اور میں نے احوال پوچھا
اور اس نے جواب دیا۔ کہ میں سخت تکلیف میں ہوں۔ لیکن ہر شب دوشنبہ کو عذاب میں
کچھ تخفیف ہوتی ہے اور کچھ قطرے پانی کے سبابہ اور وسطہ کے درمیان سے ملتے ہیں۔ یہ وہ
رحمت ہے کہ میں نے پیدائش رسول صلعم کی خوشی میں ان دونوں انگلیوں کے اشارہ سے
اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کیا تھا "واہ رحمت الٰہی اپنے محبوب کی ذرہ محبت میں اتنی بخشش۔
"

حضرتؐ نے تین دن اپنی والدہ کا دودھ پیا اور وہی ثوبیہ لونڈی حضورؐ کی دایہ ہوئی
اور تین ماہ آپؐ کو دودھ پلایا۔۔ حضرت حمزہؓ نے بھی اسی ثوبیہ کا دودھ پیا تھا۔ اس لحاظ سے
حضرت حمزہؓ آپؐ کے رضائی بھائی تھے۔

نواح مکہ میں بنی ہوازن سے قبیلہ سعد جو نسب میں مضر سے تھا اور بدو کے نام
سے موسوم تھا۔ اس قبیلہ سعد کی عورتیں ہر ششماہی پر مکہ میں آتیں۔ اور شیر خوار بچوں کو
پرورش کے لیے اپنے گھروں میں لے جاتیں۔ اسی دستور کے مطابق قبیلہ سعد کی عورتیں
مکہ میں آئیں۔ حضرتؐ اس وقت تین ماہ کے تھے اور قبیلہ کی ایک عورت حلیمہ سعدیہ نامی
نے آپؐ کو دودھ پلایا۔ اور پرورش کے لیے آپؐ کی والدہ اور دادا عبدالمطلب کی اجازت
سے قبیلہ کی واپسی پر اپنے گھر لے گئیں۔ واہ واہ قسمت اس مائی کی جسے یہ دولت لازوال بلا
مشقت دستیاب ہوئی۔ روائیت ہے کہ مائی حلیمہ کی سواری کا گدھا ایسا دبلا اور کمزور تھا کہ
جب قافلہ مکہ میں آیا تھا تو ان کی سواری سب سے پیچھے رہتی اور بڑی مشکل سے شام کو

کے نہیں۔(۸) آٹھویں آپکا سرمبارک میرے سینہ پر تھا۔ جب آپ کا وصال ہوا۔(۹) نہم اس روز میری باری تھی جس روز آپ کا وصال ہوا۔(۱۰) دسویں یہ کہ میرے گھر میں ہی آپکا وصال ہوا اور میرے گھر میں ہی مدفون ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ ازمنقیات وفقہاء علماء وفصحاء وبلغائے صحابیہ سے تھیں۔ چنانچہ روایت ہے چوتھا حصہ احکام شریعت آپؓ سے رائج ہے۔ اور بہت حدیث کی آپؓ راوی تھیں۔ امامین شریعت نے مسائل میں اکثریت آپؓ سے لی ہے۔ یعنی باقی راویوں سے آپؓ کے قول کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ رسول اللہ ؐ کے بعد اصحابان رسولؐ آپؓ سے ہر قسم کے مشورے لیتے رہے۔ حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم کی شہادت کے معاملہ میں امیر معاویہؓ اور دیگر مخالفین حضرت علیؓ کے کہنے پر حضرت کے مقابلہ پر میدان لڑائی میں گئیں اور یہ واقعہ ۳۵ھ مطابق ماہ دسمبر ۶۵۶ء مابین حضرت علیؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ ومعاونین حضرت عائشہ صدیقہؓ امیر معاویہ وغیرہم ہوا۔ جو جنگ جمل کے نام سے معروف ہے اور بہت اصحابان رسول ﷺ طرفین سے اس میں شہید ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس خونریزی کو برداشت نہ کرسکیں، بہت پشیمان ہوئیں اور اپنی غلطی پر افسوس ظاہر کیا اور حضرت علیؓ کے ساتھ صلح کی۔ رسول ﷺ کے بعد ۴۸ برس حیات رہیں، خلافت امیر معاویہؓ میں ۵۸ھ تھا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا اور جنت بقیع میں مدفون ہوئیں۔

ام المومنین حضرت حفصہؓ

حرم چہارم

بی بی حفصہؓ بنت حضرت عمرؓ پہلے جیس بن غذاقہ بن قیس سمی سے شادی شدہ تھیں۔ جیس مشرف ایمان ہوکر مہاجرین حبشہ کے ساتھ حبشہ میں گیا اور ہجرت مدینہ میں مدینہ چلا گیا۔ غزوہ بدر اور جنگ احد میں شریک رہا اور پھر مدینہ منورہ میں فوت ہوا۔ جب ایام عدت پورے ہوئے تو

منزل پر قافلہ سے ملتیں۔ اور واپسی مکہ سے جب قافلہ چلا تو مائی حلیمہ گود میں حضرتؐ کو لے کر اپنی مرکب پر سوار ہوئیں سبحان اللہ پھر تو وہی گدھا کل قافلہ سے آگے اور بڑی تیزی سے چلتا تھا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر کل قافلہ حیران تھا جب گھر پہنچے تو گھر میں دودھ میں اس قدر ترقی ہوئی کہ کوئی بکری دودھ سے خالی نہ تھی اور کھیتوں میں غلہ کثرت سے پیدا ہوا اور ان کے چشموں سے پانی کبھی کم نہ ہوا۔ یہ گھر ایک امیر کا گھر بن گیا۔ روائیت ہے کہ اپنے حصہ سے دودھ پینے میں کبھی زیادتی نہ کی یعنی صرف ایک طرف کا دودھ ہمیشہ پیا۔ دوسرا دودھ اپنے رضائی بھائی کے حصہ میں چھوڑا۔ جب آپؐ دو سال کے ہوئے تو اپنے رضائی بھائیوں کے ساتھ جنگل میں بکریاں چرانے کو جایا کرتے جب آپؐ کی عمر تین سال ہوئی تو ایک دن آپؐ جنگل میں بکریاں چراتے تھے دو مرد اس جگہ پہنچے اور حضرتؐ کو پکڑ کر زمین پر لٹایا۔ اور سینہ کو چاک کر کے دل کو نکالا۔ اور پانی صاف نوری سے دل کو صاف کیا۔ پھر اپنی جگہ پر رکھ کر اس شگاف سینہ کو بند کر دیا۔ جب یہ حالت آپؐ کے بھائیوں نے دیکھی تو گریہ زاری کرتے ہوئے گھر پہنچے اور سب ماجرا بیان کیا ان کو کیا معلوم تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ وہ مرد حضرت جبرائیل تھے۔ حضرتؐ کے دل وسینہ کو کدورت سے صاف کر کے اس میں نور صفائی بھر کر چلے گئے یہ شق الصدر اول تھا۔ مائی حلیمہ اور ان کے شوہر حارث بن عبدالعزیٰ اس دردناک واقعہ کو سن کر دوڑ کر آئے اور جب آکر حضرت ﷺ کو دیکھا تو آپ کا چہرہ پہلے سے زیادہ روشن دیکھا لیکن ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شاید کسی جن وپری کا آسیب نہ ہو۔

حضرتؐ کو ہمراہ لے کر مکہ میں پہنچے۔ حضرتؐ کو ان کی والدہ اور دادا کے سپرد کیا پھر حضرتؐ مکہ میں اپنی والدہ کے پاس رہنے لگے۔ اس شق الصدر کی کیفیت یہ تھی کہ جس وقت حضرت جبرائیل نے حضرتؐ کو زمین پر لٹایا اور سینہ کو شگاف دے کر دل کو باہر نکالا۔ اور اس میں سیاہ خون دور کیا اور اس میں نور ایمان اور علم رسالتؐ رکھ کر پھر دل کو سینہ میں رکھ کر برابر کر دیا۔ اس سے حضرتؐ کی ذات کو کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ آپ کا چہرہ مبارک اس وقت سے روشن ہوا۔ اور آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان مثل بیضہ کبوتر مہر نبوت اس وقت سے روشن ہوئی۔ یہ پہلا موقعہ تھا جب آپؐ کی یہ حالت ہوئی مائی حلیمہ نے دیکھی تو ڈر گئی تھیں۔ اسی لیے جلد جا کر مکہ چھوڑ آئی تھیں۔ لیکن جدائی پسند نہ کرتی تھیں۔ اس وقت حضرت کی عمر تین سال تھی۔ جب آپؐ چھ سال کے ہوئے تو حضرت کی

والدہ حضرتؐ کو ساتھ لے کر اپنے والدین اور رشتہ داروں کے ملنے کو یثرب کو روانہ ہوئیں۔ لیکن واپسی پر مقام ابواء پر جو یثرب اور مکہ کے درمیان ہے اور مقام حجون سے ۲۳ میل کے فاصلے پر ہے پہنچ کر انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئیں اور ام ایمن جو حضرت آمنہؓ کی لونڈی ساتھ تھی وہ حضرتؐ کو ساتھ لے کر مکہ واپس لے آئیں۔ پیدائشی یتیم تھے اب مسکین ہوئے۔ پھر حضرتؐ کو حضرت عبدالمطلب نے آغوش محبت میں لے کر پرورش شروع کی۔ جب حضرتؐ کی عمر آٹھ برس ہوئی تو حضرت عبدالمطلب کا انتقال ہوا۔ اور حجون میں مدفون ہوئے اس وقت حضرت عبدالمطلب کی عمر ایک سو چالیس سال تھی۔ تو ابو طالب جو حضرت عبداللہ والد رسولؐ کے حقیقی بھائی تھے۔ اپنے باپ کی جگہ سرداری مکہ اور تولیت کعبہ کے مالک ہوئے اور اپنے بھتیجے محمد رسول اللہ کی پرورش اپنے لیے فرض عین سمجھ کر بڑی محبت کرنے لگے اور کنبہ کے سب افراد سے عزیز زیادہ رکھتے۔ ہروقت اپنے پاس رکھتے اور ان کو اپنے سے کبھی جدا نہ کرتے۔ ابو طالب نے بااراده تجارت علاقہ شام جانے کو قافلہ تیار کیا۔ جب خود جانے لگے تو حضرت رسول صلعمؐ نے اپنے چچا ابو طالب سے کہا کہ میں بھی ساتھ چلوں گا۔ ابو طالب نے ساتھ جانے سے حضرتؐ کو روکا لیکن حضرتؐ نہ مانے اور اصرار کیا اور ابو طالب بھی حضرتؐ سے زیادہ محبت رکھتے تھے اور اپنے سے علیحدہ نہیں کر سکتے تھے اس لیے حضرت کو ساتھ لیا اور چل پڑے۔ راستہ میں نصرانیوں کی ایک خانقاہ میں دستور سابق کے مطابق قیام کیا۔

اس خانقاہ کا مالک بحیرا نامی راہب تھا۔ اور حضرت ابو طالب سے دوستانہ تعلق رکھتا تھا۔ جب ابو طالب بحیرا راہب سے ملے تو محمد رسول اللہؐ ساتھ تھے۔ بحیرا نے حضرتؐ کی طرف دیکھ کر ابو طالب سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے انہوں نے جواب دیا کہ میرا بھتیجا ہے اس راہب نے فوراً جواب میں کہا کہ اس کے بشرے سے پیغمبر آخرالزماں کے آثار نمودار ہوتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی پیغمبر آخرالزمان ہے اور یہودی لوگ اس کے سخت دشمن ہیں جب کاہن لوگ اسے دیکھیں گے تو مار ڈالنے کا قصد کریں گے۔ تم اسے ساتھ لے کر آگے مت جاؤ یہاں سے واپس چلے جاؤ اس راہب کے کہنے پر حضرت ابو طالب نے اسی جگہ اپنا مال فروخت کر کے حسب ضرورت واپسی کے لیے اسی جگہ سے مال خرید کر لیا اور بعد فراغت خرید و فروخت مال تجارت وہاں سے روانہ ہو کر مکہ پہنچے۔ حضرت محمد رسول اللہؐ کی خوش خلقی اور نیک خصائل کی وجہ سے لوگ آپؐ سے بہت محبت

حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ حفصہ کا نکاح کر دیا جاوے۔ کیونکہ بی بی رقیہ دختر رسول پاک کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اس کے جواب میں توقف کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس بات کی شکایت رسول ﷺ کی خدمت میں کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ حفصہؓ کو عثمانؓ سے اچھا شوہر ملے گا اور عثمانؓ کو حفصہ سے اچھی بیوی ملے گی۔ چنانچہ بی بی ام کلثوم کا نکاح حضرتؐ نے حضرت عثمانؓ سے کر دیا اور حضرت عمرؓ نے بی بی حفصہؓ کو رسول پاک ﷺ کی زوجیت میں دیا۔ یہ واقعہ ۳ھ کا ہے۔ حضرت حفصہؓ ۴۵ھ مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ حضرت معاویہؓ کا زمانہ خلافت تھا اور مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی وفات کے وقت ۶۰ سال کی عمر تھی۔

ام المومنین حضرت زینبؓ

حرم پنجم

زینبؓ بنت حزیمہ بن الحارث قبیلہ قریش اولاد عبدالمناف سے تھیں۔ اور پہلی شادی طفیل بن الحارث بن عبدالمطلب سے ہوئی۔ اس نے طلاق دی۔ پھر عبیدہ بن الحلدث سے نکاح ہوا اور عبیدہ جنگ بدر میں شہید ہوا۔ ۳ھ میں ماہ رمضان المبارک میں رسول پاکؐ کے نکاح میں آئیں اور ربیع الآخر ۴ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا اور مدینہ میں مدفون ہوئیں اور آپکو ام المساکین کہتے تھے۔ نماز جنازہ آپؐ نے خود پڑھائی اور انتقال کے وقت ۳۰ سال کی عمر تھی۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ

حرم ششم

ام سلمہؓ دوسرا نام ہندہ تھا بنت ابوامیہ بن حذیفہ خاندان یقط اولاد مرہ بن کعب سے تھیں اور ان کی والدہ بی بی عاتکہ عبدالمطلب کی بیٹی عمہ رسول ﷺ تھیں۔ پہلے ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد کا دوسرا نام عبدالسعد بن عبداللیل یہ بھی خاندان یقط اولاد مرہ بن کعب سے تھا۔

کرتے تھے۔ تمام شہر کے لوگ باہمی تنازعات میں آپؐ کو منصف مقرر کرتے تھے۔ بڑی کوشش اور دیانت داری سے فیصلے سناتے تھے۔ اور اسی دیانتداری سے آپؐ کا لقب امین مشہور تھا۔ اور قریش کے قبیلہ عبدالعزا ابن قصی سے ایک عورت خدیجہ نامی بڑی مالدار تھیں۔ جن کا نسبی سلسلہ اس طرح تھا خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزا ابن قصی ہے۔ عام تاجرِ مکہ ان سے روپیہ حصہ پر لے کر تجارت کرتے تھے ابو طالب نے دل میں خیال کیا کہ محمدؐ اب جوان ہوا اس کی شادی کا سامان کرنا چاہیے اسی خیال پر سفر شام کا ارادہ کر کے بی بی خدیجہؓ سے انہی شرائط پر روپیہ لے کر قافلہ تیار کیا کہ تجارت سے جو منافع ہوگا محمدؐ کی شادی پر خرچ کیا جاوے گا۔ حضرتؐ کو قافلہ سردار بنا کر قافلہ شام کی طرف روانہ کیا اور حضرتؐ بڑی خوشی سے مال سوداگری لے کر قافلہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے بی بی خدیجہؓ بڑی عاقلہ اور فہیم عورت تھی۔ زمانہ جاہلیت میں ان کو طاہرہ کے نام سے پکارتے تھے اور ام ہندان کا کنیت تھا۔ بی بی خدیجہؓ پہلے عسق بن عابد بن عبداللہ مخزومی سے شادی شدہ تھیں۔ ان سے دولڑکے تھے جب عسق کا انتقال ہوا تو ابو ہالہ ابن انباش نے نکاح ثانی کی خواہش کی۔ لیکن بی بی خدیجہؓ نے انکار کیا اس انکار کی وجہ یہ ہوئی ابو ہالہ کی خواہش سے پہلے بی بی خدیجہؓ کو ایک خواب آیا کہ آسمان سے آفتاب اس کے گھر میں آیا اور تمام گھر روشن ہوا۔ بی بی خدیجہؓ نے یہ خواب اپنے رشتہ دار ورقہ بن نوفل سے بیان کیا۔ اس نے خواب کی تعبیر بتلائی کہ پیغمبر آخر الزمانؐ تیرا شوہر ہوگا۔ ورقہ بڑا عالم اور معتبر شخص تھا۔ خدیجہ نے ورقہ سے پوچھا کہ وہ کس علاقہ میں ہوگا ورقہ نے کہا کہ مکہ میں۔ خدیجہؓ نے کہا کس قبیلہ سے ورقہ نے کہا قبیلہ قریش ہاشمی سے۔ خدیجہؓ نے کہا کس کی اولاد ہوگی ورقہ نے کہا بنی ہاشم سے۔ خدیجہؓ نے کہا کیا نام ہوگا۔ ورقہ نے کہا کہ محمدؐ نام ہوگا۔ خدیجہؓ ہمیشہ منتظر تھیں کہ وہ آفتاب کس وقت نزول کرے گا حضرت محمد صلعم کا قافلہ شام کی سرحد پر مقام بصریٰ میں پہنچا اور دستور کے مطابق قیام کیا وہاں سرجیس نصرانی جس کو نسطور راہب کہتے تھے اور وہ اس خانقاہ کا مالک تھا اس سے ملاقات ہوئی اس نے حضرتؐ کو آگے جانے سے روکا اس لیے حضرت نے مال سوداگری وہیں فروخت کر کے اور حسب ضرورت وہاں سے مال خرید کیا اور وہیں سے مکہ کی طرف واپسی کا ارادہ کیا اسی دوران میں ابو طالب اپنے گھر کھانا کھا رہا تھا اور ان کی ہمشیرہ عاتکہ ان کے پاس بیٹھی تھی تو ابو طالب نے کہا کہ محمدؐ اب جوان ہوا ہے اس کی شادی کی ضرورت ہے کوئی نیک جگہ تلاش کرنی

شادی شدہ تھیں ابوسلمہ سے چار بیٹے تھے۔ ابوسلمہ ام سلمہ ہجرت حبشہ میں گئے اور واپس آئے اور پھر ہجرت مدینہ میں گئے اور مدینہ منورہ میں ہی قیام کیا اور ابوسلمہ جنگ احد میں مجروح ہو کر مدینہ واپس آیا اور مدت بعد زخم اچھے ہوئے پھر جنگ سریہ میں گیا اور وہاں وہ زخم پھر جاری ہوئے۔ پھر انہی زخموں کی تکلیف سے فوت ہوا۔ ابوسلمہ کے مرنے پر حضرت محمد ﷺ ام سلمہ کے گھر تشریف لے گئے۔ بعد افسوس کے اس کے حق میں دعائے خیر کہی کہ یا اللہ ام سلمہ کو صبر عطا کر اور مصیبت اسکی دور کر۔ جب ایام عدت پورے ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ نے علیحدٰہ علیحدٰہ نکاح ثانی کے لیے پیغام دیا۔ لیکن ام سلمہؓ نے انکار کیا اور پھر حضرت محمد رسول ﷺ نے اپنے نکاح میں لانے کے لیے کہا۔ ام سلمہؓ نے جواب میں کہا۔ مرحبا یا رسول اللہ لیکن میں زیادہ عمر کی عورت ہوں اور یتیم بچے ہیں۔ اور آپکے پاس اور عورتیں بھی ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں تجھ سے زیادہ عمر کا ہوں اور یہ کہ یتیم بچے ہیں۔ ان کی پرورش اللہ اور رسول اللہؐ کے بھروسہ پر رکھو۔ غرضیکہ ام سلمہ رضامند ہوئیں۔ ماہ شوال ۴ھ تھا کہ ام سلمہ حضرت رسول ﷺ کے نکاح میں آئیں اور انہی کی لونڈی تھی جو والدہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ تھیں اور انہی کے پستان مبارک سے حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے دودھ پیا۔ جو رحمت حق ہوا۔ ۵۹ھ مدینہ منورہ میں آپؓ کا انتقال ہوا۔ رسول پاک ﷺ کے سب ازواج مطہرات کے بعد یعنی آخیر میں آپکا انتقال ہوا اور مدینہ پاک میں ہی مدفون ہوئیں۔

ام المومنین حضرت زینبؓ

حرم ہفتم

زینبؓ بنت جحش بن ریان بن معمر خاندان قریش سے تھیں۔ پہلے ان کا نام برہ تھا رسول ﷺ نے تبدیل کر کے زینب نام رکھا۔ زینبؓ کی والدہ صفیہ یا امیمہ نام تھا۔ بنت

چاہیے۔ عاتکہ نے جواب دیا کہ میرے خیال میں خدیجہؓ نیک اور مبارک عورت ہے۔ اور اعلیٰ خاندان سے ہے اگر ہو سکے تو اس سے شادی کی جاوے۔ خدیجہؓ سے اس ذکر کے لیے مشورہ ہوا۔ چنانچہ بی بی عاتکہ خدیجہؓ کے پاس گئیں اور حضرتؐ کی شادی کا پیغام دیا خدیجہؓ نے اپنے دل میں سوچا کہ شاید وہ تعبیر خواب جو ورقہ نے بتلائی تھی صحیح ہو۔ کیونکہ یہ سب حالات اسی کے مطابق ہیں۔ وہ پیغمبر موعود یہی ہو۔ اس سوچ و بچار کے بعد عاتکہ کے پیغام کو منظور کیا۔ دستور کے مطابق خدیجہؓ کا ایک غلام جو شراکتی قافلہ کے ساتھ جایا کرتا تھا۔ حضرتؐ کے قافلہ کے ساتھ بھی ایک غلام تھا۔ جب حضرتؐ کا قافلہ واپس مکہ پہنچا اور غلام خدیجہؓ اپنی مالکہ کے پاس حاضر ہوا تو خدیجہؓ نے سفر کا حال اس سے دریافت کیا اس نے راہب کی گفتگو اور آگے جانے سے منع کرنا اور راستہ کے واقعات سب کہہ دیئے اس پر خدیجہؓ کا یقین کامل ہوا۔ اور شادی کے لیے بے قرار ہوئیں۔ طرفین سے سامان شادی ہوا وقت سعید پر عقد ہو کر شادی ہوئی اور بی بی خدیجہ نے دعوت ولیمہ اپنے گھر سے کر کے تمام قبیلہ کو کھانا کھلایا۔ اور خرچ خود کیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت چوبیس سال پندرہ دن تھی عام محققین نے پچیس سال لکھا ہے اور بی بی خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی۔

تا حیات ام المومنین بی بی خدیجہؓ حضرتؐ نے دوسری شادی نہیں اور انہی کے بطن سے دو لڑکے قاسم اور عبداللہ ہوئے جو زمانہ طفولیت میں فوت ہوئے۔ اور چار صاحبزادیاں ہوئیں زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ، بی بی فاطمہ سب سے چھوٹی تھیں۔ پیغمبری نازل ہونے سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ ان کے بعد کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔ پہلی دونوں صاحبزادیوں کی شادی مکہ میں کر دی تھی۔ اور ام کلثوم کی شادی حضرت عثمانؓ اور بی بی فاطمہ کی شادی حضرت علیؓ سے مدینہ منورہ میں بعد ہجرت کی۔ یہ سب مفصل حالات حاشیہ میں دختر رسول اللہؐ کے ذکر میں آئے گا بعض کا قول ہے کہ طیب اور طاہر دو صاحبزادے اور تھے لیکن ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں اسم حضرت قاسم اور عبداللہ کے دوسرے نام تھے۔ یہ سب اولاد نزول پیغمبری سے پانچ سال پہلے تک ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد حضرتؐ نے اور شادیاں کیں لیکن اولاد کسی حرم کے بطن سے نہیں۔ سوائے ماریہ قبطی کنیز کے۔ اس کے بطن سے ایک صاحبزادہ حضرت ابراہیم نام پیدا ہوئے جو ایک سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ سب حرمین کا ذکر مع ان کے حالات کے تفصیل وار انشاء اللہ حاشیہ میں درج ہوگا۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ بڑی نیک اور تابعدار تھیں۔ سب سے

عبدالمطلب تھیں۔ یعنی رسولؐ کی پھوپھی تھیں۔ زینب کی شادی پہلے حضرتؐ نے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثؓ کے ساتھ کی تھی۔

زید مذکور کے ساتھ بڑی محبت تھی اور اپنا منہ کہا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ پہلے شادی کے وقت زینب نے تامل کر کے منظور کیا جب شادی ہوئی تو زینبؓ اور زید میں ناچاکی ہوئی اور زید نے زینبؓ کو طلاق دی تو ارشاد الٰہی ہوا کہ زینبؓ کو اپنی زوجیت میں لے آؤ۔ حضرتؐ کے دل میں خیال گذرا کہ منہ کہا بیٹے کی عورت سے شادی کرنے میں عرب کے رواج کے مطابق بُرا معلوم ہوگا۔ لیکن احکام الٰہی سے گریز کب ہو سکتا ہے حضرتؐ نے زینبؓ سے نکاح کیا۔ ماہ ذیقعد ۵ھ تھا۔ دعوت ولیمہ کی اور گوشت لوگوں کو کھلایا آپؓ کو بھی ام المساکین کے نام سے لوگ یاد کرتے تھے ۲۰ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں اور وہیں مدفون ہوئیں۔ عمر مبارک ۵۰ یا ۵۳ سال تھی۔

ام المومنین جویریہؓ
حرم ہشتم

بی بی جویریہؓ بنت الحارث بن ابی خرار بن جیب عابد پہلے اپنے چچازاد سے شادی شدہ تھیں۔ جن کا نام الیشعر بن منافع بن صفوان تھا۔ اس کے مرنے کے بعد ۶ھ میں حضرتؐ سے نکاح کیا۔ پہلے نام برت تھا۔ حضرتؐ نے جویریہ رکھا۔ ۵۶ھ مدینہ میں فوت ہوئیں۔ مردان ابن الحکم جو معاویہؓ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ اس نے ان کی نماز جنازہ پڑھی مدینہ میں مدفون ہوئیں۔

ام المومنین ام حبیبہؓ
حرم نہم

ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان بن حرب بن امیہ عبدالشمس بن عبدالمناف قبیلہ قریش سے تھیں آپکا دوسرا نام رملہ تھا۔ عبداللہ بن جحش اسدی سے شادی شدہ تھیں۔ عبداللہ کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا اور ہجرت حبشہ میں عبداللہ کے

ساتھ حبشہ میں گئیں۔ عبداللہ سے ایک لڑکی حبیبہ نام تھی۔ حبشہ میں ام حبیبہ نے خواب میں اپنے خاوند عبداللہ کی شکل بڑی قبیح دیکھی۔ خواب سے بیدار ہوئی اور ڈری۔ جب مکہ میں حبشہ سے واپس آئے تو عبداللہ نے کہا کہ اے ام حبیبہ میں دیکھتا ہوں کہ اسلام سے نصرانی دین اچھا ہے۔ میں دین نصرانی اختیار کرتا ہوں۔ ام حبیبہ نے منع کیا لیکن نہ مانا اور نصرانی مذہب تبدیل کرلیا اور شراب خوری میں مشغول ہوا۔ آخر کار اسی حالت میں مر گیا اس کی موت کے بعد پھر ایک خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اے ام المومنین ام حبیبہؓ تب بیدار ہوئیں اور دل میں خیال کیا۔ کہ رسول ﷺ میری خواہش کریں گے۔ چنانچہ جب عدت پوری ہوئی تو ایک دن گھر میں تھیں کہ ان کی کنیز ابرہہ نے رسول ﷺ کا پیغام شادی دیا اور ام حبیبہ نے قبول کیا۔ اس کنیز کو اس صلہ میں انگشتری انعام دی۔ جماعت مہاجرین حبشہ جمع تھی حضرتؐ سے نکاح ہوا۔ یہ واقعہ ۷ھ کا ہے ام حبیبہ حرمین رسول ﷺ میں داخل ہوئیں۔ ۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں۔ خلافت امیر معاویہؓ تھی بعض کا قول ہے کہ علاقہ شام میں فوت ہوئیں اور وہیں مدفون ہوئیں۔

ام المومنین صفیہؓ

حرم دہم

صفیہؓ بنت بن حیی اخطب قوم بنی اسرائیل حضرت ہارونؑ بن عمران کی نسل سے تھیں۔ پہلے سلام بن شکم سے شادی شدہ تھیں۔ جب ان میں جدائی ہوئی تو کنانہ سے نکاح ہوا اور کنانہ جنگ خیبر میں مارا گیا تو صفیہ گرفتار ہوئیں تو حضرتؐ کے حکم سے علیحدہ خیمہ میں بھیجی گئیں اور پھر حضرتؐ خود خیمہ میں تشریف لے گئے۔ جس وقت صفیہؓ نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو اپنا فرش حضرتؐ کے لیے چھوڑا اور خود زمین پر بیٹھی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تیرے خاوند نے ہمارے ساتھ عداوت کی تب وہ مارا گیا۔ صفیہ بڑی علیم اور عقلمند تھی۔ جواب دیا کہ

پہلے قبول اسلام انہی کا حصہ ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بہشت میں آدمی تو بہت سردار ہوں گے لیکن مستورات میں چار عورتیں سردار ہوں گی۔ یعنی بی بی خدیجہؓ، حضرت مریمؑ، حضرت آسیہؓ، حضرت فاطمۃ الزہرہؓ چاروں خاتون سردار جنت ہیں آپؐ ہمیشہ اکثر یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور ملت ابراہیمی کے پابند تھے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے اِنِ اتَّبِعْ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ہمیشہ شہر سے باہر تین میل کے فاصلہ پر غار حرا تھی وہاں تشریف لے جاتے کئی رات دن وہاں عبادت الٰہی اور ترقیات روحانی میں مشغول رہتے۔ اور شہر میں لوگوں کے ساتھ بڑی محبت اور خلق سے پیش آتے۔ ہر ایک سے اچھا سلوک کرتے۔ آپ نے خانہ کعبہ کی مرمت میں قوم قریش کے ساتھ رفاقت کی۔ حضرتؐ خود اس وقت اینٹ گارا دیتے تھے۔ جب مرمت ختم ہوئی۔ تو حجر اسود کو اٹھا کر اپنی اصلی جگہ پر رکھنے کے لیے جھگڑا ہوا۔ کیونکہ ہر ایک قبیلہ علیحدہ علیحدہ کہتا تھا کہ ہمارا حق ہے ہم اٹھا کر رکھیں گے حضرتؐ کو امین مانتے تھے اس لیے آپ کو جھگڑے میں ثالث مانا۔

آپؐ نے چادر زمین پر بچھا دی اور حجر اسود کو اس پر رکھ دیا پھر سب قبیلوں کے سرداروں کو فرمایا کہ سب اکٹھے ہو کر یکبارگی چادر کو اٹھا لو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سب نے مل کر اٹھایا اور خانہ کعبہ کے پاس لے گئے۔ حضرت نے خود حجر اسود اٹھا کر اصلی جگہ پر رکھ دیا۔ سب قبیلے خوش ہوئے اور جھگڑا مٹ گیا۔ اس وقت آپ کی عمر چونتیس برس دو ماہ تھی۔ جب حضرتؐ کی شادی کو پانچ برس ہوئے تو آپؐ کے چچا ابو طالب کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ حضرتؐ اُس کو اُسی وقت اٹھا کر خانہ کعبہ میں لے گئے۔ اور طواف کعبہ کرایا اور علیؓ نام رکھا۔ حضرتؐ اس سے بڑی محبت کرتے تھے۔ علیؓ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا۔ حضرت علیؓ رشتہ میں تو رسول صلعم کے چچازاد بھائی تھے لیکن رسول پاک ﷺ بچوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ جب محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو حضرت علیؓ عمر میں قریب دس سالہ تھے فوراً ایمان لائے اور لڑکوں میں مقدمین اسلام سے ہیں۔ جب حضرت محمد ﷺ کی عمر چالیس سال نو دن ہوئی۔ آپؐ اپنے دستور کے مطابق رات کے وقت غار حرا میں منہ چھپائے ترقیات روحانی میں مصروف تھے حضرت جبرائیلؑ بشکل آدم حضورؐ کے پاس تشریف لائے اور ایک پارہ حریر سامنے پیش کیا اور حضرتؐ کو کہا کہ پڑھ حضورؐ نے فرمایا کہ میں امی یعنی ان پڑھ ہوں اور پھر دوبارہ کہا کہ پڑھ حضرتؐ نے پھر وہی جواب دیا تیسری دفعہ حضرت جبرائیلؑ نے حضرت محمد ﷺ کو بھینچا یعنی دبایا اور کہا کہ پڑھ حضرتؐ نے

خدا دوسرے کے گناہ میں کسی اور کو نہیں پکڑتا۔ باپ ہو خواہ بیٹا ہو خاوند ہو یا بیوی ہو۔ صفیہؓ نے اسلام قبول کیا اور حضرتؐ کے نکاح میں آئیں۔۔ ماہ رمضان المبارک ۵۰ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں اور مدینہ منورہ میں ہی مدفون ہوئیں۔ بعض کا قول ہے کہ ۵۱ھ میں فوت ہوئیں۔

ام المومنین میمونہؓ

حرم یازدہم

میمونہؓ بنت الحارث بن حزن قبیلہ حمیر سے تھیں۔ موضع رفاف میں کے نواح مکہ میں ہے رہتی تھیں اور اپنے نفس کو حضرتؐ کے لیے وقف کیا ہوا تھا ۷ھ میں قضا عمرہ سے واپسی کے وقت جب حضرتؐ اس موضع میں پہنچے اور قیام کیا تو لوگوں نے یہ واقعہ حضرتؐ کے سامنے پیش کیا تو اسوقت موضع رفاف میں ہی نکاح ہوا۔ میمونہ نے ۵۵ھ میں انتقال کیا اور مدینہ میں مدفون ہوئیں۔ علاوہ ان معروف حرمین کے کئی قبائل میں بہت سی مستورات کا ارادہ نکاح پر اپنے نفس کو وقف کرنا ثابت ہوتا ہے۔ جو غیر معروف ہے اس لیے قلمبند نہیں کیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر بی بی ام ہانی بنت ابو طالب

ام ہانی بنت ابو طالب حضرت علیؓ کی ہمشیرہ تھیں۔ زمانہ جاہلیت میں حضرتؐ نے اپنے چچا ابو طالب سے ام ہانی کے لیے خواہش کی تھی۔ لیکن ابو طالب نے جواب دیا تھا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے میں نے اس کو بدلہ میں دیا ہوا ہے چنانچہ ہبیرہ بن ابی واہب سے ان کی شادی ہوئی اور ام ہانی نے اسلام قبول کیا۔ اس وجہ سے ام ہانی اور ہبیرہ میں جدائی ہوئی۔ ام ہانی کے چھوٹے بچے تھے۔ خانہ کعبہ کے حرم کے نزدیک ان کا گھر تھا۔ جس رات رسولؐ معراج کو گئے تو اسی گھر میں آپ سوئے ہوئے تھے اور معراج سے واپس بھی انہیں کے گھر میں تشریف فرما ہوئے۔ فتح مکہ کے دن جب حضرتؐ شہر میں داخل ہوئے تو انہی کے گھر پہلے آپ تشریف لے گئے

اس پارہ حریر کو جس پر سورہ علق کی پہلی پانچ آیتیں تحریر تھیں۔ اِقْـرَاْ بِسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ پڑھیں حضرت جبرائیل نے جس وقت آپؐ سے لپٹ کر دبایا یعنی معانقہ کیا تو حضورؐ بے طاقت ہو گئے قریب تھا کہ بے ہوش ہوں پھر چھوڑ دیا حضور ﷺ کو اس وقت سے لرزہ رہا۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ خدا نے مجھ کو تیرے پاس بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تو خدا کا رسول ﷺ ہے اس موجودہ مخلوق پر۔ یہ سب تیری امت ہے اس وقت سے آپؐ پر قرآن کریم آنا شروع ہوا۔ سورہ علق نزول قرآن میں اول ہے اور ترتیب تلاوت میں تیسویں سپارہ کے تیسرے پاؤ میں ہے۔ حضرت جبرائیل نے اس وقت وضو کرا کر دو نفل نماز پڑھائی۔ وضو اور نماز کی ادائیگی کے سب امر ذہن نشین کرا دیئے۔ جس وقت حضرت محمد ﷺ پر حضرت جبرائیل یہ سب کچھ لائے اور حضورؐ کو پیغمبری عطا ہوئی اس رات کو لیلۃ القدر کہتے ہیں۔

یہ رات ۲۷ ماہ رمضان المبارک تھی۔ اسی رات نزول قرآن کریم ہوا اسی لیے کتابوں میں قرآن کا نزول رمضان مبارک میں لکھا ہے بعض نے ۲۷ ماہ رجب کی رات جمعہ کا دن لکھا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔ حضرت جبرائیل واپس تشریف لے گئے اور اس معانقہ سے حضرتؐ کے جسم پر لرزہ تھا۔ آپ اسی حالت میں گھر تشریف لائے اور سب حالات حضرت خدیجہؓ سے بیان فرمایا۔ بی بی خدیجہؓ اسی حالت میں آپؐ کو اپنے رشتہ دار قریبی یعنی اپنے چچازاد ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ حافظ توریت اور عالم باخبر شخص تھا۔ اس نے جب سب ماجرا سنا تو فوراً بول اٹھا۔ کہ بے شک آپؐ پیغمبر آخر الزمان ہیں۔ خوف مت کرو یہ وہی فرشتہ ہے جو پہلے پیغمبروں کے پاس احکام الٰہی لایا کرتا تھا۔ اسی خوف میں حضرتؐ تین دن تک لرزاں رہے۔ تین دن کے بعد قطعی احکام الٰہی نازل ہوا کہ سابقہ تمام مذاہب اور کتابیں مسترد کی گئیں اور جدید احکام شریعت اسلام صادر ہوئے۔ شریعت ابراہیمی کے حضرتؐ پہلے سے پابند تھے۔ اس میں تردید کر دی گئی اور حکم ہوا کہ اس شریعت اور مذہب کو اپنی قوم میں رائج کرو۔ سب سے پہلے ام المومنین حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں یہ سب عورتوں سے مقدمین اسلام ہیں اور لڑکوں میں حضرت علیؓ سب سے پہلے ایمان لائے اور مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ مشرف اسلام ہوئے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرتؐ سے زیادہ محبت رکھتے تھے

اور وہیں غسل فرما کر نماز اشراق ادا کی۔

ذکر سراری (کنیزان) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

ماریہ قبطیہؓ (کنیز) اول۔ مقوقش بادشاہ مصر و سکندریہ نے بطور کنیز ہدیہ اور تحائف کے ساتھ حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا۔ جبکہ ۸ھ میں دعوت اسلام کا خط حضرتؐ کی طرف سے پہنچا اور اس نے اسلام قبول کر کے یہ تحائف حضرتؐ کی خدمت میں روانہ کئے۔ بعض لکھتے ہیں کہ مقوقش کی بیٹی تھی اور بعض نے ماریہ بنت شمعون قبطی لکھا ہے۔ بہر کیف خاندان شاہی سے تھی۔ مدینہ میں آ کر مسلمان ہوئیں۔ بڑی علقمند اور صاحب جمال تھیں۔ حضرتؐ کی خدمت میں رہیں ان کے بطن سے صاحبزادہ حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔ جب ایک سال عمر ہوئی تو مدینہ پاک میں ہی انتقال ہوا۔ انکے مرنے سے حضرتؐ کو بہت صدمہ ہوا۔ حضرت کو صاحبزادہ ابراہیم سے بہت محبت تھی۔ ۱۶ھ خلافت حضرت عمر میں ماریہ قبطی کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

ریحانہ کنیزؓ دوم

ریحانؓ بنت زید بن عمر نقیل بن شمعون سبا یا بنی نضیر سے تھیں۔ ۷ھ میں سبایا سے حضرتؐ کی خدمت میں پیش ہوئیں بعض کا قول ہے کہ بنی قریظ سے تھیں۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ ایمن کی مِلک تھی۔ اس سے آپؐ کے پاس آئیں حضورؐ نے اسکو مسلمان کر کے آزاد کیا اور سن حجتہ الوداع میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ بعض روایت کے مطابق خلافت حضرت عمرؓ میں فوت ہوئیں۔ لیکن پہلی روایت کو صحیح لکھا ہے۔

سلمیٰ یا جمیلہ کنیز سوم

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ کنیز تھیں انہوں نے آپکی خدمت میں پیش کیا۔

ام ایمن یا امرات کنیز چہارم

زینب بنت جحش کی لونڈی تھی۔ اس نے آپکی خدمت میں پیش کیا۔ یہ چار کنیز تو تحریر میں آئیں۔ روایت یہ بھی ہے۔ کہ پانچ کنیز تھیں

اور اسلام لانے میں بھی انہوں نے ہی پیش قدمی کر کے رتبہ عظیم حاصل کیا اور سب سے مقدم ہوئے کچھ عرصہ آپؐ نے نبوت کے اعلان میں تامل کیا اور ابوبکرؓ بن ابی قحافہ اور عثمان بن عفانؓ اور زبیر بن عوامؓ جو حضرتؐ کے پھوپھی زاد اور بی بی خدیجہؓ کے برادر زاد تھے اور سعد بن ابی وقاصؓ اور طلحہ بن عبید اللہؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور اسماء بنت عمیسؓ اور ابوسلمہؓ وام سلمہؓ زوجہ ابوسلمہؓ وعثمان بن مظعونؓ اور عبیدہ بن حارثؓ بن عبدالمطلب اور سعید بن زیدؓ اور فاطمہؓ زوجہ سعید ہمشیرہ حضرت عمر ابن الخطابؓ اور اسماء بنت ابی بکرؓ و عبداللہ ابن مسعودؓ و عمار بن یاسرؓ اور خباب ابن الارتؓ اور ارقم و صہیب رومیؓ یہ سب اولین اسلام سے ہیں۔ جو حضرتؐ کے ساتھ ہر وقت معاون تھے اور ابوجہل ابن ہشام امیہ بن خلف عقبہ بن معیط ابوسفیان بن حرب بن امیہ اور ولید بن مغیرہ خالد کا باپ اور عتبہ بن ربیعہ امیر معاویہ کا نانا۔

عاص بن وائل سہمی، عمر ابن العاص کا باپ اور ابولہب اور ام جمیل ابوسفیان کی بہن یہ سب قوم قریش سے آپکے دشمن تھے۔ جو حضرتؐ اور آپکے تابعین کو سخت تکالیف پہنچاتے تھے آپؐ کا غلام زید بن حارث جو قبیلہ کلب سے تھا اسلام لایا زید مذکورہ کو لڑکپن میں قوم قریش نے چوری قید کر کے ورقہ بن نوفل کے پاس فروخت کر دیا اور ورقہ نے بی بی خدیجہؓ کی غلامی میں دے دیا۔ جب خدیجہؓ کی حضرتؐ سے شادی ہوئی تو بی بی خدیجہؓ نے حضرتؐ کی غلامی میں دیا۔ جب آپکے باپ حارث کو خبر ہوئی تو اس نے زید کے فدیہ میں بہت سا زر پیش کیا۔ لیکن حضرتؐ نے زر لینے سے انکار کیا اور فرمایا کہ اس کو اجازت ہے اگر یہ جانا چاہتا ہے تو چلا جائے۔ لیکن اس نے باپ کے ساتھ جانے سے انکار کیا اور آپکی خدمت میں رہنا چاہا۔ آپکو اس سے بہت محبت تھی۔ حضرتؐ نے زید کو آزاد کر کے اپنا متبنیٰ بنا لیا اور پھر اس کی زینب بن جحش اپنی پھوپھی زاد سے شادی کر دی۔ زید نے باہمی ناراضگی کی وجہ سے زینب کو طلاق دی یہ سب ذکر قرآن پاک میں اللہ کریم نے فرمایا ہے اور حاشیہ میں بھی مفصل ذکر کیا گیا ہے۔ جب آپؐ نے اظہار نبوت کھلم کھلا کیا تو بنو امیہ اور بعض بنی ہاشم آپؐ کے مخالف ہوئے۔ کل قریش اور بنو امیہ کا سردار اس وقت ابوسفیان تھا جو عرصہ دراز تک آپکا دشمن رہا اور پھر ایمان لایا۔ تین سال تک آپؐ نبوت کا اظہار پوشیدہ کرتے رہے۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد صرف انتالیس تک تھی۔ یہ لوگ گھروں میں اور پہاڑوں کی غاروں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ لیکن اس پوشیدگی میں بھی کفاران پر

اور پانچویں کا نام برصوی کنیز پنجم لکھا ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔

اسماء اصحاب عشرۃ المبشرین

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ اصحاب اول ابوبکرؓ ابن ابوقحافہ حضرت مرہ بن کعب کے بیٹے تیم کی اولاد سے ہیں۔رسول ﷺ کے خسر یعنی ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہؓ کے باپ ہیں۔ باقی حالات آگے ان کے ذکر میں آئیگا۔ بعد رسول ﷺ آپ خلیفہ اول ہیں۔ ۱۳ھ میں فوت ہوئے اور رسول ﷺ کے روضہ مطہرہ کے اندر حضرتؐ کے پہلو راست میں مدفون ہوئے۔

حضرت عمرؓ ابن الخطاب اصحاب دوم

عمرؓ ابن الخطاب حضرت کعب بن لوی کے بیٹے عدی کی اولاد سے ہیں رسول ﷺ کے خسر یعنی ام المومنین بی بی حفصہؓ کے باپ ہیں۔ باقی حالات آئندہ آئیں گے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول کے بعد تخت خلافت پر بیٹھے دوسرے خلیفہ ہیں۔ ۲۳ھ میں شہادت ہوئی حضرتؐ کے روضہ کے اندر پہلو چپ میں مدفون ہوئے۔

حضرت عثمان ابن عفانؓ اصحاب سوم

حضرت عثمانؓ ابن عفان حضرت عبدالمناف کے بیٹے عبدالشمس کی اولاد سے ہیں۔ رسولؐ کی دو صاحبزادیاں آپکے عقد میں ہوئیں۔ اسلیے آپکا لقب ذوالنورین ہے۔آپؓ تیسرے درجہ پر خلیفۃ المسلمین ہیں۔ ۳۵ھ میں آپکی شہادت ہوئی جنت البقیع مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت علی ابن ابی طالبؓ اصحاب چہارم

حضرت علیؓ ابن ابو طالب ابن عبدالمطلب رسولؐ کے چچازاد بھائی ہیں۔اور حضرتؐ کے داماد ہیں۔آپؓ چوتھے درجہ پر خلیفۃ المسلمین ہیں۔ ۴۰ھ میں کوفہ میں آپؓ شہید ہوئے نجف میں آپکا مزار مبارک ہے۔

بڑا ظلم کرتے رہے چنانچہ یہ سب مسلمان ایک دن ایک پوشیدہ جگہ پر جمع تھے اور سب کفار ان پر حملہ آور ہوئے۔جس میں سے ایک کا سر سعد بن ابی وقاص نے زخمی کیا۔اسی وجہ سے آپ سب سے ممتاز اصحاب سے ہیں۔آپکا چچا ابولہب آپکا دشمن تھا۔جو بحالت کفر میں مرا۔ام جمیل ابوسفیان کی بہن حضرتؐ کو بہت تنگ کرتی تھی۔نبوت کے چوتھے برس ارشاد الٰہی ہوا۔کہ دعوت اسلام اعلانیہ کرو۔خاص کر اپنے اہل قرابت کو اسلام کی دعوت دو۔آپؐ کوہ صفاء پر تشریف لے گئے اور اپنی قوم بنوہاشم کو اکٹھا کیا۔اور ان کے سامنے اظہار نبوت کر کے دعوت اسلام دی۔ اس پر ابولہب بہت رنجیدہ ہوا اور ام جمیل نے حضرتؐ پر پتھر مارا اور وہ مجمع سب منتشر ہوگیا۔

اس وقت سورہ تبت یدا نازل ہوئی اور اسی رنج میں ابولہب اور اسکی زوجہ نے اپنے بیٹے عتبہ سے بی بی رقیہ دختر رسولؐ کو جو اس کے ساتھ شادی شدہ تھی طلاق دلادی اور حضرتؐ نے بی بی رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ بن عفان سے کر دیا۔ان باتوں سے دعوت اسلام میں کوئی فرق نہ آیا۔آپؐ نبوت کا اعلان برابر کرتے رہے جب کفار مسلمانوں پر بہت سختی کرنے لگے۔تو آپؐ نے مسلمانوں کو ہجرت کر کے حبشہ میں جانے کا حکم دیا۔جعفر طیار آپؐ کے چچازاد بھائی کی سرداری میں حضرت عثمانؓ آپکے داماد اور آپکی صاحبزادی بی بی رقیہؓ حضرت عثمانؓ کی زوجہ بہت سے مسلمانوں کے ساتھ حبشہ چلے گئے۔اس وقت بادشاہ حبشہ نجاشی نام نصرانی مذہب تھا۔اس نے مسلمانوں کی عزت کی جب قریش کو مکہ میں اس بات کا علم ہوا تو ایک قافلہ حبشہ کو تیار کیا۔اس کا سردار عمر ابن العاص کو مقرر کر کے بادشاہ حبشہ یعنی نجاشی کے لیے بہت سے تحائف کے ساتھ قافلہ روانہ کیا۔جب یہ قافلہ حبشہ پہنچا تو بادشاہ نے مسلمانوں کو طلب کیا۔دربار عام میں حضرت جعفر طیارؓ نے تقریر کی۔ بادشاہ نے آپکی تقریر سن کر عام دربار میں کہا کہ اگر میں قید بادشاہت میں نہ ہوتا تو خود وہاں جا کر اس پیغمبرؐ کی متابعت کرتا اور تحائف قریش واپس کر دیئے۔جس وقت وہ قافلہ واپس مکہ پہنچا یہ ماجرا سن کر کفار مکہ کو زیادہ رنج پہنچا۔ابوجہل ابن ہشام قریش میں زیادہ مالدار تھا یہ واقعہ سن کر غصہ میں بھڑکا اور مجمع میں بولا کہ جو شخص محمد ﷺ کا سر کاٹ لاوے اس کو ایک سو اونٹ یا چالیس ہزار دینار دوں گا۔اس پر عمر ابن الخطاب جن کی عمر اس وقت پچیس برس تھی اور بڑا زبردست اور قوی جسم تھا نے ابوجہل کا اعلان کا ذمہ لیا۔اور اسوقت شمشیر برہنہ حضرتؐ کی جستجو میں چلا۔راستہ میں حضرت نعیمؓ سے ملاقات ہوئی۔حضرت نعیمؓ نے

کہا کہ اے عمر ایسی حالت میں کہاں جاتا ہے۔ عمر نے کہا کہ محمدؐ کے قتل کو۔ نعیم نے کہا کہ تم بنی ہاشم کے انتقام سے نہیں ڈرتے اس پر عمر نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی مسلمان ہوگئے ہو۔ پہلے تمہیں قتل کرلوں۔ نعیم نے کہا کہ ہم تو مذہب آبائی پر ہیں۔ لیکن تمہاری بہن اور بہنوئی جو مسلمان ہوگئے پہلے ان کو قتل کرلو۔ یہ سنتے ہی عمر اپنی بہن کے گھر کو روانہ ہوئے۔ اس وقت حضرت خباب صحابی عمر کی ہمشیرہ کو سورہ طٰہٰ جو اسی زمانہ میں نازل ہوئی تھی کی تعلیم کررہے تھے اور گھر کا دروازہ بند تھا۔

عمر نے دروازہ پر آواز دی حضرت خبابؓ تو چھپ گئے۔ دروازہ کھولا گیا اور عمر اندر داخل ہوئے ہمشیرہ سے سوال کیا کہ تم کیا پڑھتے تھے فاطمہ نے انکار کیا بہت اصرار کے بعد عمر نے اپنی ہمشیرہ فاطمہ اور ان کے خاوند سعید بن زیدؓ کو اسی رنج میں مارنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ ان سے خون جاری ہوا۔ تب ان کی بہن نے کہا کہ اگر جان سے بھی مار ڈالوگے تو بھی محمدؐ کی محبت سے درگزر نہ ہوگا۔ اور ہم ان کی پیروی سے باہر نہ ہوں گے۔ یہ سنتے ہی عمر کے دل میں رحم آیا نور ایمان نے جسم میں جوش مارا اور کہا کہ تم کیا پڑھتے تھے۔ مجھے بھی سناؤ۔ وہی سورہ طٰہٰ پڑھنی شروع کی۔ جب اس آیت پر پہنچے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى تو یہ سب سن کر عمر نے کہا کہ کیا اچھا کلام ہے۔ حضرت خباب کو یہ سنتے ہی یقین ہوا کہ عمر کے دل میں ایمان کا اثر ہوا ہے اور پردے سے نکل کر کہا کہ اے عمر مبارک ہو۔ کہ رسول ﷺ کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی عمر نے کہا مجھے محمدؐ کے پاس لے چلو۔ حضرت خباب عمرؓ کو رسول ﷺ کے پاس لے گئے حضرت عمرؓ نے دروازہ پر پہنچ کر دستک دی۔ حضرت عمرؓ کی آواز اصحابان رسولؐ نے سنی تو خوفزدہ ہوئے اور حضرت ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ جو تھوڑے دن پہلے اسلام لاچکے تھے موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی فکر نہیں ہے۔ آنے دو دروازہ کھولا حضرت عمرؓ اندر داخل ہوئے اور رسول ﷺ اٹھے اور عمرؓ سے معانقہ (بغلگیر) کیا۔ محبت سے ایسا دبایا کہ حضرت عمرؓ کے جوڑ جوڑ سے کلمہ طیبہ کی آواز آنے لگی۔ حضرت محمد ﷺ حضرت عمرؓ کے ایمان لانے پر بہت خوش ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ پوشیدہ کیوں دعوت اسلام کرتے ہو۔ اس نقاب کو دور کرو اسی وقت سب مسلمان اکٹھے ہوکر حضرت کے ساتھ خانہ کعبہ میں چلے گئے۔ اعلانیہ ارکان اسلام ادا کرنے لگے۔ اس وقت نبوت کا چھٹا سال تھا۔ دن بدن مخالفت کفار بڑھتی گئی حضرت ﷺ کے چچا ابو طالب حضرت ﷺ کے مددگار رہے اور کفار قریش انکے بھی مخالف

حضرت ابوعبیدہؓ ابن عبداللہ اصحاب پنجم

حضرت ابوعبیدہؓ ابن عبداللہ ابن الجراح حضرت فہر کے بیٹے حارث کی اولاد سے ہیں۔ آپکا نام ابوعبیدہ بن الجراح مشہور ہے۔ اسلامی فوج کے آپ سپہ سالار تھے۔ علاقہ شام کی فتوحات انہی کے نام پر ہے شام کے میدان میں مرض طاؤن لشکر اسلام میں پھیل گئی ۱۷ھ میں آپؓ اسی مرض سے فوت ہوئے اور اسی میدان میں آپکا مزار ہے۔

حضرت سعید بن زیدؓ اصحاب ششم

حضرت سعید بن زیدؓ حضرت کعب کے بیٹے عدی کی اولاد سے ہیں اور آپؓ حضرت عمرؓ کے جدی اور بہنوئی بھی ہیں انہی کے گھر حضرت عمرؓ نے اسلام کی رغبت ظاہر کی یعنی حضرت عمرؓ پر ایمان وارد ہوا۔ ۵۱ھ مدینہ میں فوت ہوئے مدینہ میں قبر ہے۔

حضرت طلحہ بن عبداللہؓ اصحاب ہفتم

حضرت طلحہؓ بن عبداللہ حضرت مرہ کے بیٹے تیم کی اولاد سے ہیں جنگ جمل حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت علیؓ کے مابین ہوئی اس میں آپؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے طرفدار تھے اسی لڑائی میں آپؓ زخمی ہوکر بصرہ میں چلے گئے ۳۵ھ میں فوت ہوئے اور بصرہ میں ہی آپکا مزار ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اصحاب ہشتم

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت کلاب کے بیٹے زہرہ کی اولاد سے ہیں حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں مدینہ میں انتقال ہوا۔ ۳۶ھ تھا اور مدینہ منورہ میں ہی آپ کی قبر ہے۔ رسولؐ کے ننہال میں بی بی عاتکہ حضرت عبدالرحمٰنؓ کی ہمشیرہ تھیں اور آپؓ کا ابوزید کنیت ہے۔

حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ اصحاب نہم

حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ حضرت کلاب کے بیٹے زہرہ کی اولاد سے ہیں اور رسولؐ کے آپ پھوپھی زاد ہیں۔ ۵۵ھ مدینہ میں آپ کا انتقال ہوا اور مدینہ میں دفن ہوئے۔

حضرت زبیر ابن العوامؓ اصحاب دہم

حضرت زبیرؓ ابن العوام حضرت قصی کے بیٹے عبدالعزا کی اولاد سے ہیں۔ جنگ جمل میں آپؓ بھی حضرت طلحہؓ کے ہمراہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے طرفدار تھے آپؓ میدان جنگ سے علیحدہ نماز پڑھتے تھے عمر ابن یرموز نے آپکو شہید کیا اسی حالت میں آپؓ کو بصرہ لے گئے ۳۵ھ آپؓ بصرہ میں دفن کئے گئے آپ رسولؐ کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور ام المومنین بی بی خدیجہؓ کے حقیقی بھائی کے بیٹے تھے۔

خاندان قریش

قوم قریش حضرت فہر کی اولاد سے شمار ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ حضرت قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر نے جب ہوش سنبھالا جیسا کہ آپکے حالات میں ذکر ہو چکا ہے تو اولاد فہر تک اپنی قوم کے سب جدی قبیلوں کو جمع کیا اور سب نے اکٹھے ہو کر قوم جرہم کے قبائل کو جو مکہ کی تولیت میں دخل رکھتے تھے مکہ سے نکال دیا اور خود قابض ہو گیا پہلے فہر کو قریش کہتے تھے اور اس واقعہ کے بعد فہر کی اولاد قریش کے نام سے مشہور ہوئی یہ بھی وجہ ہے کہ فہر کے قبائل سے قصیٰ تک اکٹھا ہونا اور قریش کے معنی اکٹھے کے ہیں اس لیے ان قبیلوں کو قریش کہا گیا سب اصحابان عشرہ مبشرہ فہر سے لے کر عبدالمطلب تک ہیں۔ اس لیے خاندان قریش سے ہیں۔ قصیٰ کے پوتے ہاشم کی اولاد ہاشمی قبیلہ کہلائی۔ ان کو سب قریش میں فضیلت تھی خانہ کعبہ کی سرداری انہی کو ملی۔ چوتھے اصحاب حضرت علیؓ اس ہاشمی قبیلہ سے ہیں کل عرب ودیگر ملک سرداری مکہ ومجاوری خانہ کعبہ کی وجہ سے قوم قریش کی عزت کرتے تھے۔ اور قریش سے قبیلہ ہاشمی کو فخر وعزت حاصل تھا اور محمد رسول ﷺ قوم قریش کے قبیلہ ہاشمی سے ہوئے۔ جب حضرت عبدالمطلب کو سرداری مکہ حاصل ہوئی تو کل دنیا حضرت عبدالمطلب کی عزت اور ادب کرتی تھی رسول ﷺ

ہو گئے اور انکے ساتھ لڑائی پر آمادہ ہوئے۔ ابو طالب بمع بنو ہاشم اور قوم مطلب ایک پہاڑ کی چوٹی پر حضرت ﷺ کے ساتھ چلے گئے۔ اور کفار قریش نے ایک عہد نامہ آپس میں لکھ کر خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دیا اس عہد نامہ میں کفار مکہ نے بنو ہاشم اور قوم مطلب جو حضرتؐ کے ساتھ پہاڑ پر چلے گئے تھے سے قطع تعلق اور خرید وفروخت بازار بند کر دیا۔ تین سال باشندگان چوٹی پہاڑ نے بہت تکلیف اٹھائی۔

پھر حضرتؐ کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوا کہ اس عہد نامہ کو دیمک نے کھا لیا ہے۔ حضرتؐ نے یہ ظاہر کر دیا تو اس پر ابو طالب نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو سب محمدؐ پر ایمان لے آؤ اور عہد نامہ منسوخ سمجھو۔ جب کفار نے عہد نامہ کی خبر صحیح ثابت کی کل ایمان تو نہ لائے لیکن عہد نامہ منسوخ ہوا۔ اور حضرتؐ اپنے سب ہمراہیوں کے ساتھ مکہ میں واپس آئے اور واعظ ونصیحت پھر شروع کی اور مسلمانوں کی تعداد بڑھنے لگی اور کافر دن بدن زیادہ ایذا رسانی کرنے لگے۔ امیہ بن خلف کا حبشی غلام بلال نامی بلا دیدار رسول ﷺ پر ایمان لایا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خبر پا کر امیہ بن خلف سے بلالؓ غلام کو خرید کر لیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ جو مقرب رسول ہوا۔ حاشیہ میں مفصل ذکر انشاء اللہ ہوگا۔ نبوت کے دسویں سال حضرتؐ کے چچا ابو طالب اور حرم ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبرا نے انتقال کیا۔ ان دونوں واقعات سے حضرت کو سخت صدمہ ہوا۔ اور اس سال کا نام سنۃ الحزن رکھا گیا۔ ابی طالب اگرچہ خود ایمان نہ لائے تھے لیکن لوگوں کو دعوت اسلام فرماتے رہے۔ لیکن جب قریب المرگ ہوئے تو حضرتؐ نے پھر دعوت اسلام کی۔ حضرت عباسؓ موجود تھے۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کان ان کے منہ پر لگائے اور خواجہ ابو طالب نے آہستہ سے اقرار اسلام کیا اور میں نے سنا۔ ابو طالب کے لانے کا صحیح علم اللہ کو ہی ہے بی بی خدیجہؓ کی وفات کا حضرت کو بہت صدمہ ہوا۔ ان کے بعد آپ نے دو عقد کئے۔ پہلا بی بی سودہ سے جو ثیبہ یعنی بیوہ تھیں۔ دوسرا بی بی عائشہؓ سے جو باکرہ یعنی کنواری تھیں۔ اس وقت ان کی عمر سات سال تھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صاحبزادی تھیں۔ بی بی عائشہ بڑی عالمہ تھیں قریب دو ثلث حدیث ان سے روایت ہے۔ اکثر اصحاب رسول اللہ کے بعد قرآن اور حدیث کی صحت آپ سے کرتے تھے۔ ان کے بعد حضرت نے اور شادیاں بھی کیں جنکا مفصل حال حاشیہ میں آئیگا۔ حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہؓ کے سوا باقی سب حرم ثیبہ یعنی بیوہ تھیں۔ اہل مکہ

حضرت عبدالمطلب کے پوتے تھے اس لئے آنحضرت کالقب دنیامیں محمد ہاشمی المطلبی ہوا۔

خطہ عرب

عرب کی زمین کل زمین سے فضیلت رکھتی ہے۔ جب اللہ کریم نے اپنے نور سے نور محمدی علیہ السلام پیدا کیا۔ تو وہ نور مدت تک طواف اللہ کرتا رہا۔ بعد اس سے ایک جوہر پیدا ہوا اور پھر وہ جوہر آب رقیق بنا۔ اس وقت اس سے عرش و کرسی زمین و آسمان یہ سب پیدا ہوئے۔ اور عرش کے بالمقابل جو خطہ زمین ہوا وہ عرب کے نام سے موسوم ہوا اور خاص شعاع عرش جس جگہ پر پڑی وہ جائے خانہ کعبہ تھی۔ اور پھر وہ آب گوہر بشکل مرغ سفید بنا۔ زیر عرش جو دریائے رحمت بہتا تھا۔ وہ مرغ سفید دس ہزار برس اس دریائے رحمت میں غوطہ زن رہا۔ جب اس دریا سے وہ مرغ باہر آیا۔ اس کے بال و پر سے قطرات آب جو گرے ان سے ارواح مخلوق پیدا ہوئیں وہ قطرات جس جس جگہ زمین پر گرے وہی جائے وقوع ہوئی۔ انبیاء علیہ السلام کی ارواح عموماً خطہ عرب میں گریں خصوصیت سے انبیاء علیہ السلام عرب میں ہوئے ہیں۔ خطہ عرب کا بالمقابل عرش واقع ہونا۔ انبیاء السلام کا جائے وقوع قرار پانا۔ باقی زمین پر فضیلت رکھنا صحیح ہے اور زمین عرب میں شعاع عرش پڑنے کی جگہ خانہ کعبہ کا بنایا جانا۔ اور سردار انبیاء علیہ السلام خاتم النبوت محبوب رب العالمین محمد رسول ﷺ کی پیدائش اسی مبارک جگہ میں ہونا دنیا کے شہروں میں فضیلت اسی شہر مکہ معظمہ کو ہے جو بلاکسی دلیل کے ماننا پڑے گا۔ اور صحیح ہے خطہ عرب اور اس میں شہر مکہ و خانہ کعبہ کی فضیلتوں میں تصدیق دلائل کی چنداں ضرورت نہیں۔ مہتر آدم جب عتاب الٰہی میں بوجہ نافرمانی حکم ربی سزاوار ہو کر زمین پر آئے اور پھرتے پھراتے اسی زمین عرب کے قطعہ مکہ میں پہنچے اور معافی کے خواستگار ہوئے تو قصور معاف ہو کر رحمت نازل ہوئی پھر آپکی استدعا سے ایک مسجد نورانی عبادت کے لیے بہشت

جب حضرت کی پند و نصیحت سے اسلام کی طرف مخاطب نہ ہوئے تو آپ طائف کا قصد کر کے وہاں تشریف لے گئے اور طائف کے لوگ بھی متوجہ نہ ہوئے بلکہ لوگوں نے آپ پر اینٹ پتھر پھینکے۔ جس سے آپ کے پاؤں مبارک زخمی ہوئے آپ پھر مکہ تشریف لے آئے۔

جو لوگ بغرض تجارت و زیارت خانہ کعبہ مکہ میں آتے تھے ان کو وعظ کرنا شروع کیا خانہ کعبہ میں ہر سال حج کے موقع پر میلہ ہوتا تھا اور ہر ملک سے لوگ زیارت کعبہ کو آتے تھے۔ چنانچہ نبوت کے گیارھویں سال یثرب کے کچھ آدمی مکہ میں اس میلہ کے موقعہ پر آئے۔ حضرت نے دعوت اسلام ان میں کی اور ان میں چھ آدمیوں نے اسلام قبول کیا اور واپس یثرب چلے گئے۔ اہل یثرب قوم یہود اور انصار میں ہمشہ تکرار رہتی تھی۔ جب یہود مغلوب ہوتے تو انصار سے کہتے کہ پیغمبر آخرالزمان کا ظہور ہونے والا ہے ہم لوگ ان کے ساتھ ہو کر تم سے لڑیں گے۔ انصار جو مکہ میں آئے تھے انہوں نے خبر نبوت سنی اور یقین کیا کہ یہ وہی پیغمبر ہیں جن کی خبر یہود دیتے ہیں۔ اس پر وہ مسلمان ہوئے اور یہ بھی حضرت سے وعدہ کیا کہ ہم دوسرے سال پھر آویں گے۔ جب مکہ سے انصار اسلام قبول کر کے مدینہ پہنچے یثرب میں خبر نبوت گھر گھر ہوئی۔ دوسرے سال یعنی نبوت کے بارہویں سال بارہ آدمی یثرب سے مکہ آئے۔ پہلے سال چھ آدمی مسلمان ہوئے تھے اور ان میں سے پانچ آدمی وہ تھے اور سات آدمی اور تھے۔ یہ سب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باقی نے بھی اسلام قبول کیا۔ اور ان سب نے مل کر حضرت سے ایک پہاڑ کی چوٹی پر معاہدہ کیا کہ اگر آپ مدینہ تشریف لے چلیں تو ہم لوگ آپکے حامی و مددگار رہیں گے اور آپ کی ہر تکلیف میں شریک ہوں گے۔ جو بھی دشمن آپ کی ایذارسانی کو وہاں جاوے گا ہم اس سے لڑیں گے۔ یہ پہلا معاہدہ ہے اس کو معاہدہ عقبہ اولیٰ کہتے ہیں۔ عقبہ کے معنے گھاٹی کے ہیں۔ جب یہ لوگ مدینہ منورہ جانے لگے تو حضرتؐ نے حضرت مصعبؓ کو جو قرآن اور فقہ کے قاری تھے قرآن اور فقہ ان کو سکھانے کے لیے ساتھ کر دیا۔ ان کی وعظ سے تمام انصار یثرب میں اسلام پھیلا۔ پھر تیرھویں سال نبوت میں یثرب سے ستر آدمی مکہ میں آئے اور مشرف با اسلام ہوئے۔ پھر معاہدہ پہلی شرائط پر تکمیل ہوا جس کو معاہدہ عقبہ ثانی کہا گیا۔ بعثت کے گیارھویں سال جس وقت آپ کی عمر ۵۱ برس تھی ماہ رجب کی ۲۷ تاریخ تھی اور بعض نے رمضان المبارک ۲۷ تاریخ لکھا ہے مکہ میں

سے عطا ہوئی۔ جو اسی جگہ مکہ پر رکھی گئی اور بعد آدم حضرت شیثؑ نے اسی جگہ مسجد بنا کر اپنی عبادت کا جائے قیام رکھا جب طوفان نوح میں وہ مسجد مسمار ہوئی اور اولاد نوح کی تقسیم میں خطہ عرب سام کے حصہ میں آیا۔ جن کے پاس نور محمدیؐ امانت تھا اور انہی سے یہ امانت آگے جانے والی تھی۔ جب حضرت ابراہیمؑ امین کا ظہور ہوا اور ان سے یہ امانت صاحبزادہ کلاں اسماعیل کو ملی اسی قطعہ مکہ میں اسماعیل کی پرورش کا سبب بنا اور ان کی پرورش مکہ کی آبادی کا موجب ہوئی اور جب مکہ آباد ہوا اور اسماعیل جوان ہوئے تو بحکم رب العالمین دونوں باپ بیٹوں نے اسی نورانی مسجد کی جگہ خانہ کعبہ بنایا۔ اور ملک میں منادی کردی کہ اللہ اپنے گھر کی زیارت کے لیے تمہیں بلاتا ہے جس پر ہر کونہ دنیا سے لبیک ہوئی جو یہ لبیک تا قیامت رہے گی۔ اس سے زیادہ کیا دلیل ہوسکتی ہے۔

ذکر حضرت حلیمہ سعدیہ دائیہ رسول اللہ ﷺ

حضرت مضر بن نزار کا بیٹا عیلان اناس جو خارج نسب ہے اس کی اولاد سے ہوازن تھا۔ جس سے قبیلہ بنی ہوازن ہوا اور اسی ہوازن سے سعد بن بکر بن ہوازن ہوئے اور اسی قبیلہ بنی سعد سے مائی حلیمہ سعدیہ ابی ذویت بن الحارث بن سعد ہے یہ قبیلہ بنی سعد پہاڑوں کے دروں میں مکہ کے نواح طائف سے جنوب کی طرف رہتا تھا۔ اور قوم بدو کے نام سے موسوم تھا اس قبیلہ کی مستورات سال میں دو دفعہ چھ ماہ بعد مکہ آیا کرتی تھیں اور شہر کے شیر خوار بچے پرورش کے لیے باخذ اجرت اپنے گھر لیجاتی تھیں اور اب کی دفعہ جو قافلہ اس غرض کے لیے ان مستورات کا مکہ میں آیا ان میں مائی حلیمہ بھی آئیں شہر کے سب امیر بچے باقی مستورات قافلہ نے سنبھال لیے اور یہ دولت عظمیٰ مائی حلیمہ کے حصہ میں آئی حضرتؐ کو گود میں لیا اور اپنا شیر حضرتؐ کو پلایا۔ حضرتؐ نے اپنے حصہ کا ایک طرف سے شیر پیا اور دوسری طرف کے دودھ جو اپنے رضائی

اس رات آپؐ بی بی ام ھانی بنت ابوطالب کے گھر سوئے ہوئے تھے۔ اس وقت سب لوگ خواب میں تھے۔ حضرت جبرائیل آپؐ کے پاس تشریف لائے اور آپ کو اپنے ساتھ حرم کعبہ میں لے گئے اور آپؐ کا شَقّ الصدر کیا۔

جیسا کہ پہلے حضرت حلیمہ کے گھر جبکہ آپکی عمر تین سال تھی۔ مثل سابق سینہ و دل کو شستہ کر کے اور نور وحدت سے پر کر دیا اور بند کر کے صاف کر دیا اور آپکی سواری کے لیے جو براق بہشت سے لائے تھے۔ اس پر آپکو سوار کر کے مسجد اقصیٰ میں لے گئے۔ جو بیت المقدس میں ہے وہاں سب انبیاء علیہ اسلام کی ارواح سے ملاقات کی۔ اور آپؐ سب کے امام ہوئے باقی سب نے آپکے پیچھے نماز ادا کی۔ اور پھر حجر صخرہ معظم (ایک پتھر کا نام جو بیت المقدس میں رکھا ہوا ہے) پر سے براق پر سوار ہوئے۔ اور پہلے آسمان پر پہنچے۔ حضرت آدمؑ سے ملاقات کی۔ اور دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ سے ملے اور تیسرے آسمان پر حضرت یوسفؑ سے ملاقات ہوئی۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ ملے پانچویں آسمان پر حضرت ہارونؑ اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے ملاقات کی۔ اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ ان سے ملاقات کی اور سب کو سلام علیک کہتے رہے اور ان سب نے بڑے اعزاز و اکرام سے حضرت کو جواب دیا۔ جب ساتویں آسمان سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچے تو جبرائیل وہاں ٹھہر گئے اور عرض کی کہ اگر ہم آگے بڑھے تو ہمارے بال و پر تجلی کی روشنی سے جل جائیں گے۔ اور براق بھی اسی جگہ رہ گیا۔ سدرۃ المنتہیٰ حوض کوثر نہر رحمت آپکی نظر سے سب گزریں۔ پھر آپ تخت رفرف پر سوار ہوئے اور وہاں سے روانہ ہو کر منزل مقصود پر پہنچے اور قرب الٰہی سے فائز ہوئے جو دیکھا وہ دیکھا اور جو سنا وہ سنا۔ ذات سے ذات ملی دوری دور ہوئی باہمی گفتگو ضرور ہوئی۔ اس راز و نیاز کی گفتگو سے کوئی آگاہ نہ ہوسکا اور بہشت و دوزخ کی سیر کی اور واپسی میں ہر امت کے مقام کا ملاحظہ کیا۔ بعض لکھتے ہیں کہ معراج نبی یعنی سیر آسمان میں ۱۸ سال کا عرصہ گزرا تھا۔ لیکن یہ بھی قول ہے کہ حضورؐ جب واپس اپنے بستر پر تشریف لائے تو کواڑ کا کنڈا ابھی جنبش میں تھا۔ جس سے یہ وقت آن کی آن معلوم ہوا بعض اس میں اختلاف پیدا کرتے ہیں کہ یہ معراج روحانی تھا جسمانی نہ تھا۔ لیکن قرآن پاک میں سورۃ بنی اسرائیل کے شروع میں صاف فرما دیا ہے۔ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً یعنی لے گیا اپنے بندے کو ایک رات یعنی معراج کا اللہ کریم نے ذکر فرمایا ہے۔ عبد کے لفظ سے جسمانی معراج کا صاف ذکر ہے۔ روحانی

پر کیوں اصرار کرتے ہیں۔ اللہ ہر امر پر قادر مطلق ہے سب سے پہلے معراج کی تصدیق حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کی صدیق اکبرؓ کا خطاب حاصل کیا۔

بعض منافق اس امر کی بحث کرتے ہیں کہ اللہ ہر بشر کے بہت نزدیک ہے ہر جگہ اور ہر وقت ملاقات کر سکتا ہے اپنے پیغمبرؐ کو آسمانوں پر لیجا کر ملاقات کی کیا ضرورت تھی۔ اس کا جواب آسان اور مختصر ہے۔ کہ اپنے محبوب کو اپنی پیدا کردہ عجائبات موجودات ہرہفت افلاک تا عرش و کرسی کا دکھانا و سیر بہشت و دوزخ اور گفتگو راز و نیاز جو سینہ رسول ﷺ میں محفوظ رہی مقصود تھا روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اصرار کیا تھا کہ معراج میں جو گفتگو اللہ کریم سے راز و نیاز میں ہوئی اور آپؐ کے سینہ میں محفوظ ہے اس میں سے مجھے بھی ارشاد فرمائے چونکہ حکم ان کے اظہار کرنے سے بند تھا۔ اس لیے حضرت متفکر ہوئے پھر بحکم رب العالمین ایک امر الٰہی چھوٹے سے چھوٹا وہ یہ کہ ایک امتی رسولؐ دوسرے امتی رسولؐ کی داڑھی سے تنکا نکالے گا اس کو اللہ کریم بخش دے گا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب یہ ایک راز الٰہی حضرت کا فرمایا ہوا ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے سنا پہلے بہت خوش ہوئے۔ بعد میں مغموم ہوئے، اور بی بی عائشہ صدیقہؓ سے ارشاد فرمایا۔ کہ جس طرح اللہ کریم نے امت رسول اللہؐ پر راستہ جنت آسان وارزاں کر دیا۔ اسی طرح برعکس اس کے ایک بندہ امت رسول اللہ کے ایذا پہنچانے والے امتی پر دوزخ کا راستہ آسان اور قریب تر کر دیا۔ تھوڑی سے تھوڑی نیکی اور اسی موافق بدی کا مقابلہ کرو اور سوچو کہ کیا حشر ہوتا ہے۔ بعد معاہدہ عقبہ ثانی بحکم اللہ جل شانہٗ حضرتؐ نے اپنے اصحابان کو مکہ سے مدینہ منورہ میں ہجرت کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس ارشاد پر فرداً فرداً سب اصحاب ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے۔ صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ مع متعلقین خود اور رسول اللہؐ اس وقت مکہ میں موجود تھے اور باقی سب جا چکے تھے۔ نبوت کا تیرھواں سال تھا اور حضرت ﷺ کی عمر اس وقت باون (۵۲) سال نو ماہ تھی۔ جس وقت ہجرت کے لیے ارشاد الٰہی ہوا تھا۔ اصحابان رسولؐ کا مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے پر ابوجہل نے مشورہ کیا کہ آج رات حضرتؐ کو قتل کر دیں۔ حضرتؐ اس مشورہ سے آگاہ ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ابوجہل نے یہ مشورہ کیا ہے۔ اس لیے میرا ارادہ آج رات ہجرت کرنے کا ہے۔ آپؓ میرے ساتھ چلیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو رسول ﷺ یہ ارشاد فرما کر واپس گھر تشریف لائے اور حضرت علیؓ بھی اس وقت آپ کی

بھائی کا حصہ تھا۔ کی رغبت نہ کی۔ یہ پہلی مساوات ہے جو حضورؐ سے ظہور میں آئی۔ آپؐ کو آپکی والدہ اور دادا سے لے کر اپنے ڈیرے چلی آئیں۔ اس وقت آپ کی عمر تین ماہ تھی۔ جب سب قافلہ مکہ سے روانہ ہوا تو مائی حلیمہ بھی حضرت کو گود میں لے کر اپنے مرکب پر سوار ہوئیں مائی حلیمہ کی سواری کا گدھا بہت دبلا تھا مکہ میں آتے وقت سب سے پیچھے رہتا تھا۔ اب وہ جبکہ پیغمبر آخر الزمان اس پر سوار تھا سب سے آگے چلا اور رفتار میں بہت تیزی اور تندی تھی سب قافلہ اس بات سے حیران تھا اور حلیمہ سے سبب دریافت کرتے اور حیران تھے اور ان کو خبر نہ تھی کہ اب والی دو جہان کی سواری میں ہیں جب حضرتؐ کو لے کر گھر پہنچیں تو اس گھر پر رحمت الٰہی کا نزول ہوا۔ ان کی فصلوں میں ترقی ہوئی بھیڑ بکری کے گلوں میں دن بدن اضافہ ہوا۔ اور ان کے چشمے اور علاقے کے کنوئیں کبھی خشک نہ ہوئے اور ان کے جنگل اور چراگاہ ہمیشہ سرسبز رہے۔ غلہ افراط سے پیدا ہوا گھر میں بالکل امن رہا غرضیکہ دنیاوی آسائش اس گھر میں مکمل تھی جس گھر میں خاتم النبین کی پرورش تھی واہ کیا مبارک گھر تھا جس گھر میں مالک دو جہان سرور تھا وہ گھر نور سے منور تھا۔

نشو و نما

جب آپ تین ماہ کے تھے تو کھڑے ہو جاتے تھے اور جب سات ماہ کے ہوئے تو چلنے لگے اور دس ماہ کی عمر میں لڑکوں کے ساتھ تیر کمان لے کر باہر چلے جایا کرتے تھے اور آٹھ ماہ کی عمر میں آپ ایسی گفتگو کرتے تھے کہ سننے والے آپ کی عاقلانہ گفتگو پر تعجب کرتے تھے۔ اور حیران رہ جاتے تھے کہ آپ اپنے رضائی بھائیوں کے ساتھ ہمیشہ جنگل میں بکریاں چرانے کے لیے جایا کرتے تھے جب آپ تین سال کے ہوئے ایک دن اپنے بھائی مسرور کے ساتھ میدان میں تھے کہ آسمان سے دو فرشتے اس جگہ آئے اور ان دونوں میں سے

ایک نے حضرتؐ کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا۔ اور دوسرے نے آپؐ کا سینہ چاک کیا اور اس میں سے دل کو باہر نکال کر صاف کیا اور اس سے سیاہ خون کو دور کیا جو حضرت آدمؑ سے صلب میں پشت بہ پشت چلا آتا تھا اور وہی اصل میں بنیاد عصیان تھی دل کو صاف کر کے نور ایمان اور علم رسالت اس میں بھر کر سینہ میں رکھا اور پھر سینہ کو بند کر کے صاف کر دیا۔ اس وقت آپ کا چہرہ مبارک روشن ہوا وہ نور چمکنے لگا جو حضرت آدمؑ سے حضرت اسمٰعیلؑ تک سلسلہ وار آیا تھا اور پھر حضرت اسمٰعیلؑ سے حضرت عبداللہ تک پہنچا تھا۔ آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت جو کبوتر کے انڈے کے موافق مستون کی طرح ظاہر ہوتی تھی روشن ہو کر چمکنے لگی یہ پہلا شق الصدر ہے دوسری دفعہ جب حضرت کو حضرت جبرائیل نے ام ہانی کے گھر سے جگایا اور حرم کعبہ میں لے جا کر اسی طرح بطور مذکورہ بالا شق الصدر کیا تھا اور پھر براق پر سوار کر کے بیت المقدس لے گئے اور وہاں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے یہ شب معراج کا واقعہ ہے۔ جب آپ کے رضاعی بھائی مسرود نے یہ ماجرہ دیکھا تو لرزتا اور واویلا کرتا ہوا گھر پہنچا اور والدین کو اس وقوعہ سے آگاہ کیا وہ خوف زدہ ہو کر بہت جلد اس میدان میں پہنچے اور حضرتؐ کو خوش اور تندرست دیکھا۔ ظاہراً تو تسلی ہوئی لیکن دل میں خیال گذرا کہ شائد کسی جن یا پری کا آسیب نہ ہوا ہو۔ حضرتؐ کو ساتھ لے کر فوراً مکہ پہنچے اور حضرت کو ان کی والدہ اور دادا کے سپرد کیا۔ اور حضرت مکہ میں اپنی والدہ کے پاس رہنے لگے اور مائی حلیمہ اور ان کے شوہر مکہ سے واپس اپنے گھر پہنچے۔ مائی حلیمہ کے شوہر کا نام حارث بن عبدالعزا تھا اور ان کے دولڑکے اور دولڑکیاں تھیں لڑکے مسرود اور عبداللہ نام تھے اور لڑکیاں فداقہ لقب شیما اور انیسہ نام تھیں یعنی یہ چاروں حضرت رسول صلعم کے رضاعی بہن بھائی تھے۔ بعثت کے بعد مائی حلیمہ کے

خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے مکہ والوں کی امانتیں اسباب جو آپکے پاس رکھا ہوا تھا۔

سب حضرت علیؓ کے حوالہ کیا اور فرمایا سب کی امانتیں صبح ان کو پہنچا دینا اور یہ بھی فرمایا کہ رات میرے بستر پر سونا۔ اگر کوئی میری تلاش میں آئے خوف مت کرنا۔ اسی وقت کفار مکہ نے حضرتؐ کے مکان کو گھیر لیا اور حضرتؐ ان میں سے صاف نکل گئے کسی نے آپ کو نہ دیکھا سب اندھے ہوئے۔ حضرت گھر سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پر پہنچے۔ حضرت کو صدیق اکبرؓ اپنے کندھوں پر اٹھا کر غار ثور تک لے گئے۔ اور اس غار میں دونوں چھپ گئے۔ جب کفار قریش آپ کے مکان میں داخل ہوئے تو حضرت علیؓ کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سویا دیکھا اور ان سے پوچھا۔ انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ حضرت علیؓ سے مواخذہ نہ کیا اور باہر نکل کر تلاش شروع کی۔ لیکن لاحاصل کامیاب نہ ہو سکے۔ اس غار ثور کے اردگرد اور منہ پر مکڑی نے جالا ڈالا۔ جس سے ثابت ہوتا تھا کہ اس جگہ کسی کا گزر نہیں ہوا ہے۔ عامر بن فہیرہ جو حضرت ابوبکرؓ کا آزاد غلام تھا وہاں بکریاں چرایا کرتا اور دودھ دھو کر دونوں وقت پلاتا اور رات کو عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ غار میں آتے اور کفار کے مشوروں کی اطلاع دیتے۔ چوتھے دن حسب ارشاد رسول ﷺ عبدالرحمٰن ابن ابوبکرؓ دو اونٹ غار کے منہ پر لائے حضرتؐ سوار ہوئے اور دوسرے اونٹ پر حضرت ابوبکرؓ اور غلام عامر بن فہیرہ سوار ہوئے اور شتربان اریقط نام ہمراہ ہوا اور ساحل کی راہ چلے اور اثنائے راہ میں جب آپ ام معبد کے خیمہ میں پہنچے۔ اس سے کچھ کھانے کے لیے طلب کیا لیکن نہ موجود ہونے سے ان سے معذرت کی۔ آپؐ نے اس خیمہ میں ایک دبلی بوڑھی بکری دیکھی۔ اور ام معبد سے اس کے دوہنے کی اجازت چاہی۔ ام معبد نے عرض کی کہ آپؐ کو اختیار ہے لیکن عرصہ سے یہ دودھ نہیں دیتی۔ آپ نے اس کو ہاتھ لگایا اور دوھنا شروع کیا۔ اس سے اس قدر دودھ دھویا کہ سب نے سیر ہو کر پیا اور ام معبد نے بھی پیا۔ جب ابومعبد گھر آیا اس نے بھی پیا اور پھر بھی دودھ بچ رہا۔ یہ دونوں بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے۔ آپ کی ہجرت پر قریش مکہ نے منادی کی کہ جو شخص محمدؐ اور ابوبکرؓ کا سر کاٹ کر لائے گا۔ تو اس کو ایک ایک کے عوض میں ایک ایک سو اونٹ دیا جاوے گا۔ اور ایک بدو سراقہ نام کا گھر یثرب کے راستہ میں تھا۔ جب حضرت وہاں سے چلے سراقہ جستجو میں تھا۔ کسی نے حضرت کو سوار دیکھ کر سراقہ کو خبر دی۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آن پہنچا۔ رسول ﷺ نے اسپ سوار کو اپنی طرف

شوہر حارث بن عبدالعزا مکہ معظمہ میں آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ عبداللہ جس نے آپؐ کے ساتھ شیر پیا تھا اور رضاعی ہمشیرہ شیما بھی مسلمان ہوئے شیما آپؐ سے بہت محبت کرتی تھی اور آپ کو ہمیشہ گود میں رکھتی تھی مائی حلیمہ مکہ میں آئیں آپ نے دور سے دیکھ کر پکارا کہ میری ماں۔ میری ماں اور محبت سے لپٹ گئے قبیلہ بنی سعد مدینہ منورہ میں گرفتار ہو کر آیا اور آپؐ کی رضاعی ہمشیرہ شیما ساتھ تھی آپ نے اس کو بڑی عزت سے بٹھایا اور اس کی وجہ سے سب قبیلہ کو رہا کر دیا۔ قبیلہ سعد کی زبان بڑی فصیح تھی۔ آپؐ اس زبان کو سب زبانوں پر ترجیح دیتے تھے اور خود بھی یہی زبان بولتے تھے اسی لیے آپؐ کی زبان میں فصاحت اور بلاغت تھی۔

ذکر حضرت بلالؓ موذن مصطفیٰ ﷺ

بلال آہا موذن مصطفیٰ کا
امام پیشوا اہل صفا کا

امیہ بن خلف بن عبدالشمس بن عبدالمناف خاندان قریش سے معزز تھا اور رسول پاکؐ کی مخالفت میں اسلام کا سخت دشمن تھا اور اس کے غلاموں میں بلال نام حبشی غلام اس کے بتوں کی خدمت پر مامور تھا۔ حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کے بعد اعلانیہ طور سے تبلیغ اسلام شروع ہوئی تو مکہ میں ہر کوچہ و گلی بلکہ گھر گھر اسلام کا چرچا ہوا۔ ہر خاص و عام میں یہ صدائے حق پھیلی۔ اور نور حق سے مشرف ہو کر حامی اسلام ہونے لگے کفار مکہ کو یہ سخت صدمہ ہوا امیہ کے غلام بلال محافظ بتاں کے کانوں میں صدائے حق پہنچی۔ نور ایمان نے دل میں سرائیت کی تو زبان صدائے حق جاری ہوئی غائبانہ عاشق رسول ہو کر دیوانہ اسلام ہوا۔ جب امیہ نے یہ خبر سنی اور حالت دیکھی تو اس غلام باصفا اور باوفا سے سخت بیزار ہوا۔ اس صدائے حق کے صلہ میں آمادہ سزا ہوا۔ باقی غلاموں کو ہر وقت کی ایذارسانی کے لیے

آتے دیکھ کر اس کے قرائن سے معلوم کیا کہ ہمارے مقابلہ کو یہ شخص آ رہا ہے۔

آپؐ نے زمین کو حکم دیا کہ اس گھوڑے کو نگل جا۔ وہ گھوڑا فوراً زمین میں دھنس گیا۔ جب سراقہ کی یہ حالت ہوئی تو اس نے اپنے فعل مکروہ کے ارادہ سے توبہ کر کے حضرت کی خدمت میں اپنی خلاصی کے لیے التجاء کی۔ حضرتؐ نے اس کی خلاصی کے لیے دعا فرمائی۔ اس پر اس کی مخلصی ہوئی یعنی اس کا گھوڑا زمین سے نکلا اور وہ فوراً اس ارادہ سے باز رہ کر واپس چلا گیا۔ پھر فتح مکہ کے بعد وہ بھی مسلمان ہوا۔ جب مدینہ میں حضرتؐ کی ہجرت کی اطلاع ہوئی تو ہر روز انصار مدینہ صبح سے پہاڑ پر جاتے جب دھوپ تیز ہوتی تو واپس چلے جاتے۔ یہاں تک کہ حضرتؐ جس دن مدینہ کے قریب پہنچے اور انصار انتظار کر کے واپس جانے لگے کہ ایک یہودی دور سے حضرتؐ کے اونٹ کو دیکھ کر پکار اٹھا کہ وہ آ گئے۔ انصار لوگ پھر دوبارہ سب پہاڑ پر چڑھے۔ اور آپؐ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ لڑکیاں انصار کی بھی اس وقت حضورؐ کی آمد میں بہت خوشی سے گاتی ہوئی آگے بڑھیں اور سب حضورؐ تک پہنچیں۔ آپؐ پہلے محلہ قبا میں ٹھہر گئے۔ چودہ دن وہاں قیام کیا یہ محلہ مدینہ سے فاصلہ پر تھا۔ لیکن شہر کے محلوں میں اس کا شمار ہے۔ آپ کے تیسرے روز حضرت علیؓ بھی مدینہ پہنچ گئے۔ حضرت ﷺ ۱۱ ربیع الاول ۱ھ مطابق ۳۱ مئی ۶۲۲ء کو قباء پہنچے اور ۲۵ ربیع الاول ۱ھ ۱۳ جون ۶۲۲ء جمعہ کے روز مدینہ منورہ پہنچے سنِ ہجرت کا آغاز اسی سال یکم محرم سے ہوتا ہے۔ (الوفا باحوال المصطفیٰ: ص ۲۴۹) ان دونوں سنوں میں اس حساب سے جو اس وقت تفاوت پڑتا ہے وہ قمری اور شمسی حساب سے ہے۔ جب رسول ﷺ نے شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ اس وقت ہر شخص کی خواہش تھی کہ حضرتؐ میرے مکان پر ٹھہریں۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا اونٹ اللہ کے حکم سے جس جگہ بیٹھ جائے گا۔ ہم وہاں ہی ٹھہریں گے بالآخر آپکا اونٹ ابوایوب انصاری کے مکان کے قریب بیٹھ گیا۔ حضرت وہاں ہی اترے، جہاں اونٹ ٹھہرا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وہ زمین دس دینار کی خریدی اسی جگہ ممبر نبوی ہے۔ اور اسی زمین میں مسجد نبوی اور حجرہ ہائے ازواج مطہرات تیار کرائے گئے۔ تا وقت کہ حضرتؐ کی رہائش کا حجرہ تیار نہ ہوا تھا۔ ابوایوب انصاری نے ایک اعلی مکان حضور کے لیے پیش کیا اسی میں حضور نے اپنا اسباب رکھا اور اسی میں خود تشریف فرما رہے اور ایک یہودی عالم عبداللہ بن سلام مسلمان ہوا حضرت سلیمان فارسی جو عرصہ سے نواح مدینہ منورہ میں حضرت کی مدینہ میں تشریف آوری

نمبردار مقرر کیا لیکن پروانہ عاشق شمع کو کب
جلنے کا خیال گذرتا ہے کوئی اثر نہ ہوا بلکہ جوش
محبت دن بدن بڑھتا گیا لاچار امیہ نے آخری
سزا مقرر کی کہ مغیلان سے پر شدہ تازی شاخیں
لاکران شاخوں کے چابکوں سے ہر غلام باری
باری سزا دیتے رہیں۔ اور جب دوپہر کے
وقت دھوپ تیز ہو تو گرم پتھر پر لٹا کر گرد اگرد
اور اوپر گرم پتھر چن دیئے جائیں چنانچہ غلامان
امیہ نے مالک کی اطاعت میں بڑی سرگرمی
ظاہر کی اور اپنے پیشہ ور بھائی کے سزا دینے میں
کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا لیکن اس طرف جوں
جوں سزا کی تیزی ہوتی گئی صدائے حق بلندی
پکڑتی گئی واہ واہ عشق حقیقی کیا خوب کہا ہے۔

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ایک دن حضرت ابوبکر صدیقؓ کا گزر اس کوچہ
میں ہوا جہاں بلال پر سزا کا دور چل رہا تھا اور
اس عاشق صادق کی زبان بے زباں سے اَحد
اَحد کی صدا بلندی پر تھی جب یہ آواز صدیق
اکبرؓ کے کانوں تک پہنچی تو سنتے ہی بے قرار
ہوئے موقع پر پہنچے حالات کو دیکھا

اَحد اَحد پکارے وانگ بلبل
فرشتوں میں پڑا تھا اس شور کا غل

یہ حالات سزا دیکھ کر بہت روئے اور بلالؓ کے
پاس تشریف لے گئے اور اس کو سمجھایا کہ یہ راز
کفار کے سامنے پیش نہ کرو ظاہری توبہ کر کے
اس بلائے ناگہانی سے نجات حاصل کرو۔ لیکن
ابوبکرؓ کی مصلحتانہ نصیحت نے اس عاشق غائبانہ
پر کچھ اثر نہ کیا آخر مایوس ہو کر گھر تشریف لے
گئے حضرت ابوبکر صدیقؓ پھر دوسرے دن اسی
موقع پر پہنچے اور حضرت بلالؓ کو بہت سمجھایا اور
ہرچند کوشش کی کہ اس راز کو مخفی رکھ کر ظاہری
توبہ کرو اور اس تکلیف روزانہ سے رہائی
پاؤ۔ پھر اللہ کریم اس مشکل کو آسان کر دے گا
اور عذاب سے رہائی ہوگی لیکن اس عاشق
صادق پر کوئی اثر نہ ہوا اور جوش محبت میں
فرمایا۔

کا منتظر تھا۔ مشرف با اسلام ہوئے۔ آپ کا مختصر سال حال حاشیہ میں آئے گا۔

ماہ رمضان ۱ھ میں احکام جہاد نازل ہوئے۔ جس پر ۲ھ مقام بدر پر غزوہ اول
ہوا۔ جس سے مسلمانوں کو تقویت ہوئی اس کا مختصر حال یہ ہے حضرتؐ کی ہجرت کے بعد
بھی کفار مکہ نے مخالفت میں بہت کچھ کیا۔ حضرت کو خبر ملی کہ ابوسفیان مکہ سے مال سوداگری
لے کر شام کو گیا تھا اور اب اس کا قافلہ واپس آتا ہے۔ آپ نے اس کے ساتھ مقابلہ کے
لیے تیاری کی۔ ابوسفیان کو حضور کے ارادہ کا پتہ چلا تو اس نے ایک سوار مکہ روانہ کر دیا کہ
قافلہ کی امداد کے لئے جلد پہنچو۔ یعنی اہل قریش فوراً پہنچ جاویں۔ ابوجہل نے کل قریش کو
اکٹھا کیا اور ایک ہزار آدمی لے کر مدینہ منورہ کی طرف چلا۔ لیکن ابوسفیان دوسرے راستہ
سے بچ کر نکل گیا اور بخیریت مکہ پہنچ گیا۔ ابوسفیان نے مکہ پہنچ کر ابوجہل کی طرف سوار بھیج
دیا۔ کہ اب کوئی ضرورت نہیں واپس آجاؤ۔ لیکن ابوجہل نہ مانا۔ ابوسفیان بھی مکہ سے مدینہ
کی طرف چلا اور لشکر ابوجہل میں جاملا۔

مدینہ منورہ سے رسولﷺ نے انصار اور مہاجرین کی فوج جو تعداد میں کل تین سو تیرہ تھے
ساتھ لے کر ابوجہل کے مقابلہ کے لیے چلے اور مقام بدر کے میدان میں دونوں طرف
سے مقابلہ ہوا۔ کفار کے لشکر سے شیبہ، عتبہ، ولید لڑائی کے لیے میدان میں آگے نکلے اور ان
کے مقابلہ کو انصار سے تین آدمی آئے۔ تو عتبہ وغیرہ نے کہا کہ ہم قریش سے لڑنے کو آئے
ہیں۔ نہ کہ انصار سے تم چلے جاؤ اور قریش کو مقابلہ کے لئے بھیجو۔ اس پر حضرت علیؓ امیر حمزہؓ
عبید بن حارثؓ ان کے مقابلہ کے لیے آئے۔ حضرت علیؓ اور امیر حمزہؓ نے اپنے اپنے فریق
شیبہ اور عتبہ کو قتل کیا اور پھر عبید کی امداد کو پہنچے اور ولید کو قتل کیا پھر بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی
اور ابوجہل مارا گیا۔ اور ابوسفیان زخمی ہوا میدان جنگ مسلمانوں کے ہاتھ رہا ۷۰ آدمی کفار
کے علاوہ مال غنیمت کے مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ جن میں حضرت عباس عم رسول اور
داماد رسول صلعم ابی العاص بھی تھے۔ ابوجہل کو حضرت حمزہؓ نے زخمی کیا تھا عبداللہ ابن مسعودؓ
نے بحکم رسول اللہؐ ابوجہل کی لاش کو میدان میں تلاش کیا دیکھا تو ابھی جان باقی تھی جب
ابوجہل نے اپنے پاس عبداللہؓ کو دیکھا تو پوچھا کہ فتح کس کی ہوئی ہے عبداللہؓ نے جواب
دیا کہ مسلمانوں کی عبداللہ نے اس کا سر کاٹا اور لا کر حضرتؐ کے سامنے پیش کیا حضرتؐ نے
فرمایا کہ یہ ہمارا فرعون تھا حضرت عثمانؓ اس لڑائی میں شامل نہ تھے کیونکہ بی بی رقیہ دختر
رسول پاکؐ اہلیہ حضرت عثمانؓ مدینہ منورہ میں بیمار تھیں رسولﷺ نے خود حضرت عثمانؓ کو ان

رسول علیہ السلام توں صدقے جان میری
ہوئے پھر زندگی قربان میری
کیا سمجھن سیانے مرض میری
ہزاراں دیکھ تھکے نبض میری
نہیں دارو میرا قرص طباشیر
کرو محبوب کے ملنے کی تدبیر
جو تاسب دردتے دُکھ دور ہوون
وہ شیشہ ننگ والے چور ہوون
خریدوعقل تو دیوانگی نوں
ہووو عشق رسول اللہ میں مجنوں

حضرت ابوبکر صدیقؓ مایوس ہوکر رسول علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ سب ماجرا حضرت بلالؓ والا عرض کیا اور جوش محبت میں فرمایا

رسول اللہ علیہ السلام میں دیکھا بازشاہے
گرفتار گنا ہے بے گنا ہے

اورعرض کی میں نے اس راز کے کھولنے سے اسے بہت منع کیا لیکن اس پر زیادہ اثر ہوا کہ پہلے سے بھی جوش محبت میں محشر برپا کی حضرتؐ نے فرمایا کہ اب اس کا کیا چارہ ہوسکتا ہے۔ صدیق اکبرؓ نے عرض کی اس کے خریدنے کو حاضر ہوں۔ عوض قیمت میں اپنی جان دینے کو تیار ہوں۔ حضرتؐ کو یہ بات پسند آئی اوراجازت فرمائی کہ خرید لو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اجازت لے کر روانہ ہوئے امیہ کے پاس پہنچے اوراس کو بہت لعنت ملامت کی اورفرمایا کہ اتنا ظلم کسی مذہب میں روانہیں۔ اے ظالم تو اس ظلم سے باز رہ۔ امیہ نے حضرت کی پندونصیحت کے جواب میں کہا کہ اگرتو خواہشمند ہے تو اسکی قیمت ادا کراور خرید کر لے جا۔ آپؐ نے فوراً قبول کیا اور جو امیہ نے قیمت مقرر کی وہی اس کو ادا کردی۔ کافر نے قیمت وصول کر کے حضرت بلالؓ کو ان کے حوالہ کردیا اور تمسخر سے کہا کہ تونے غلطی کی اس قدر رقم اس غلام نافرمان کے معاوضہ میں ادا کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا تو اس غلام کی قیمت سے بے خبر ہے۔ تونے غلطی کی

کی تیمارداری پر مدینہ چھوڑا تھا

مال غنیمت میں سامان جنگ بہت تھا یہ سب کچھ اصحابان کو تقسیم کیا گیا اور حضرت عثمانؓ کو بھی حصہ مال غنیمت سے ملا اور گرفتار شدہ قیدیوں کے متعلق اصحابان سے مشورہ ہو کر فیصلہ ہوا کہ ہرایک قیدی سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا جاوے چنانچہ یہ فیصلہ عام پر ظاہر کیا گیا اور حضرت عباسؓ سن کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہ بات بری معلوم ہوتی ہے کہ آپؐ کا چچا لوگوں کے سامنے فدیہ ادا کرنے کو ہاتھ پھیلائے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاتھ پھیلانے کی کیا ضرورت ہے وہ مال جو آتے وقت اپنی بیوی کو دے آئے ہووہ منگوالو چنانچہ اس مال کا اور کسی کو پتہ نہ تھا اور حضرت کو وحی کے ذریعہ پتہ ملا تھا عباس فوراً بول اٹھے کہ آپ بے شک پیغمبر برحقؐ ہیں جس وقت ابی العاص کو یہ پتہ چلا تو اس نے اپنے فدیہ دینے میں مکہ سے اپنی بیوی زینب سے زیور منگایا وہ زیور قسم ہار سے تھا جس وقت وہ ہار ابی العاص کے فدیہ میں رسول علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تو حضرتؐ نے اس ہار کو پہچان لیا کہ یہ ہار ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے اپنی بیٹی زینبؓ کو شادی کے وقت دیا تھا اور ہار کے دیکھتے ہی بی بی خدیجہؓ یاد آئیں آپؐ اس وقت بہت روئے بڑی رقت ہوئی اصحابان مجلس کے سامنے اس واقعہ کو پیش کیا اصحابان کے مشورہ سے وہ ہار ابی العاص کو واپس دیا گیا اور فرمایا کہ تمہارے فدیہ میں صرف یہی کافی ہے تم زینبؓ کو مدینہ منورہ پہنچادو۔ چنانچہ ابی العاص نے اس وعدہ کے مطابق بی بی زینبؓ کو مدینہ منورہ میں پہنچایا چونکہ بی بی رقیہ حرم حضرت عثمانؓ اسی بیماری میں فوت ہوئیں تو پھر حضرتؐ نے ان سے چھوٹی صاحبزادی ام کلثوم کا عقد حضرت عثمانؓ سے کردیا۔ یہ حضرتؐ کی دوسری صاحبزادی حضرت عثمانؓ کے عقد میں آئی تھیں اس لئے ان کا لقب ذوالنورین ہوا۔ حضرتؐ نے سب سے چھوٹی صاحبزادی بی بی فاطمہ کی شادی حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے کردی اور رسول علیہ السلام نے اپنا عقد حضرت بی بی حفصہؓ بنت حضرت عمرؓ سے کیا یہ سب واقعات ۲ ہجری کے ہیں۔

۳ ہجری میں غزوہ احد ہوئی کفار مکہ جنگ بدر میں ناکامیاب رہے۔ اور مکہ میں واپس جا کر دوسرے سال کے لیے پھر سامان لڑائی جمع کیا اور جب عرصہ قریب ایک سال گزر گیا تو تیاری کر کے مدینہ کی طرف لڑائی کے لیے روانہ ہوئے جب حضرت کو کفار مکہ کی تیاری کی اطلاع ہوئی تو حضرت اصحابان کو ہمراہ لے کر ان کے مقابلہ کے لیے مدینہ سے نکلے۔

اور فرمایا۔

جمادی چند دادم جان خریدم
بحمد اللہ عجب ارزان خریدم
لیا میں لعل دے اخروٹ تینوں
سوئے جانے ہووئے ایہ سار جیہنون
(میں چند پتھر دے کر جان خرید لی)
(الحمدللہ میں نے کیا سستی خریداری کی)

صدیق اکبرؓ بلالؓ کو ہمراہ لے کر رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول پاک ﷺ نے بلالؓ کو دیکھ کر فرمایا اے بلالؓ اللہ کریم نے تجھ پر اپنا رحم و فضل کیا۔ بلالؓ عاشق نے مانند پروانہ نظارہ شمع پر گردش کی اور بحالت بیہوشی ڈر زمین پر گرا اور صدائے حق بلند کی حضرتؐ خود اس کے پاس تشریف لائے اور شفقت خلوص سے زمین سے خود اٹھایا۔

زمین سے آپؐ رحمت نے اٹھایا
اٹھا سینہ مبارک سے لگایا

اللہ اللہ وہ عاشق خوش قسمت جس کا معشوق خود عاشق بنا۔ سینہ مبارک سے لگتے ہی زنگار دل کافور ہوا اور نور وحدت سے معمور ہوا۔ واہ واہ سودا بے پرواہی مطلوب کو طالب سے آگاہی۔ حضور کے سینہ مبارک سے لگنا تھا کہ ہوش وحواس قائم ہوئے۔ بڑے استقلال سے مودب خدمت میں بیٹھا اور دولت عقبیٰ حاصل کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے طوق غلامی سے آزاد کیا۔ شہنشاہ دوجہان کا دل شاد کیا حضرت بلالؓ نے آزادی پر غلامی رسول اللہ ﷺ کو ترجیح دے کر عرض کی کہ اس غلام کو اپنی غلامی میں قبول فرمادیں تو مقصد دل حاصل ہو۔ اصحاب صُفّہ کی شمولیت میں موذن مصطفیٰ کا خطاب عطا ہوا۔ آزادی ملی سوز جگر کو فت غم سے رہا ہوا۔ ملازمت اذان آپکے سپرد ہوئی ہردم یاد الٰہی میں اوقات بسر کرنا۔ احکام مصطفیٰ کا دم بھرنا فرض عین سمجھا۔

حلیہ حضرت بلالؓ

اولاد نوح میں جب اختلاف ہوا تو حام بن نوح کی اولاد جو افریقہ کی طرف گئی انہی سے

میدان احد میں دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں کو فتح نمایاں ہوئی اور کفار پسپا ہوئے۔ مسلمان مال غنیمت لوٹنے میں لگ گئے عبداللہ بن جبیر ایک پہاڑی پر پچاس تیراندازوں کے ساتھ آنحضورؐ کے حکم سے تعینات تھے جو مسلمانوں کی پشت پر تھا عبداللہؓ کے ساتھی غنیمت کے لالچ سے ان سے جدا ہوگئے خالد بن ولید لشکر کفار میں تھے ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے خالد کے والد ولید جنگ بدر میں بحالت کفر قتل ہوئے تھے اور ایک پہاڑی کے درے کی راہ سے خالد اپنے سواروں کے ساتھ مسلمانوں کی پشت پر پڑے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈال دیا لشکر اسلام کے پاؤں اکھڑ گئے لیکن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور طلحہؓ اور ابوعبیدہؓ رسول ﷺ کے ساتھ رہے ایک کافر ابن قمیہ نے رسول ﷺ پر تلوار کا وار کیا جس کی وجہ سے آپؐ غار میں گر پڑے۔ اس وقت آپؐ کے بدن مبارک پر دو زریں تھیں۔ ان کی وجہ سے اور زخم کی تکلیف سے خود بخود غار سے باہر نہ آسکے حضرت طلحہؓ نے اپنی پیٹھ پر اٹھا کر آپ کو غار سے باہر نکالا۔ ابن قیمہ نے لشکر کفار میں مشہور کردیا کہ آنحضورؐ شہید ہوئے پتھر کی ضرب سے آپ کا ایک دانت شہید ہوا اور زرہ آپ کے رخسار مبارک میں دھنس گئی زرہ کو ابوعبیدہؓ نے اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھینچا جس کی وجہ سے ابوعبیدہ کے دانت ٹوٹ گئے آنحضرت ﷺ نے طلحہؓ اور ابوعبیدہؓ سے راضی ہو کر ان کو بہشت کی خوشخبری دی حضرتؐ غار سے نکل کر اصحابان کو ساتھ لے کر پہاڑی پر چڑھ گئے وہاں کفار نہیں پہنچ سکتے تھے جب ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ زندہ ہیں تو وہ ڈرا کہ اہل شہر آپ کی طرفداری سے ہم پر حملہ آور نہ ہوں اسی قدر ظفر کے نام کو غنیمت سمجھ کر پکار کر کہا کہ آئندہ سال پھر لڑائی ہوگی اور اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر میدان سے چلا گیا۔ کفار کے جانے کے بعد رسول ﷺ پہاڑ سے اترے اور مسلمانوں کی نعشوں کی شمار کی جو تعداد میں ستر ہوئیں۔ ان میں حضرت امیر حمزہؓ عم رسول کی بھی نعش تھی جن کو وحشی غلام نے ہندہ زوجہ ابوسفیان کی سازش سے دھوکہ سے عقب میں وار تلوار سے شہید کیا اور ہندہ نے اپنے باپ عتبہ کے بدلہ میں آپؓ کا مثلہ کیا (ناک کان کاٹ ڈالے) اور سینہ سے دل نکالا اور اپنے دانتوں سے چبایا۔

شہیدوں کی لاشوں کو دفن کیا اور واپس مدینہ منورہ میں حضرت ﷺ اپنے لشکر

قوم بربر ہوئی اور ملک حبش کے نام سے آباد کیا۔ باشندوں کا نام حبشی مشہور ہوا۔ حضرت اسی ملک حبش کے علاوہ بلادسوڈان کے رہنے والے تھے۔ اکثر اس ملک کے لوگ سیاہ رنگ اور جسیم قد آور ہوتے ہیں۔ آپ بھی سیاہ رنگ اور دراز قد آور جسیم تھے اور بڑے زور آور تھے۔ زبان میں لکنت تھی مگر اذان کے وقت لکنت کا کوئی اثر نہ تھا۔ ہروقت خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رہنا اور پانچوں وقت نماز سے پہلے اذان کہنا اور ہروقت یادالٰہی میں مشغول رہنا آپکا کام تھا۔ روایت ہے حوران بہشت حضرت بلالؓ کے رنگ کی سیاہی اور لکنت کی خواہش کریں گی تو تل تل کے برابر انکو سیاہی ملے گی جو تبرکاً اپنے پاس رکھیں گی۔ رسول پاک ﷺ کے وصال پر حضرت بلالؓ کو بہت صدمہ ہوا اذان کہنا چھوڑ دیا۔ بہت بے قرار ہو کر سفر کا ارادہ کرلیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؓ کو بہت روکا اور مسجد نبوی میں پھر بعہدہ اذان کے لیے فرمایا حضرت بلالؓ نے انکار کیا اور عرض کی کہ آپکے پہلے احسان کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے کفار کے پنجے سے رہائی دلائی۔ اب مدینہ میں محبوب کے بغیر رہنا دشوار ہوگیا ہے۔ ہروقت رونا اور واویلا کرنا حضرت بلالؓ کا دستور تھا۔ آخر کار مدینہ سے نکل کر علاقہ شام کی طرف روانہ ہوئے اسی حیرانی اور سرگردانی میں لشکر اسلام میں جا ملے اور کچھ مدت وہاں رہے پھر وہاں سے چلے اور پھرتے پھرتے روضہ مبارک کا اشتیاق پیدا ہوا۔ مدینہ پہنچے اور روضہ مبارکؐ پر گئے۔

روضہ مبارکؐ کی زیارت کی اور اصحابان رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی صاحبزادگان حضرت حسنؓ اور حسینؓ سے مل کر بہت خوش ہوئے۔

جب حضرت فاطمہؓ خاتون جنت کی وفات کا سنا تو بہت روئے اور پھر بے قراری طاری ہوئی۔ بقایا زندگی روضہ رسول پاک ﷺ پر بسر کی اور ۱۹ھ میں زمانہ خلافت حضرت عمرؓ تھا مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور نواح مدینہ منورہ میں دفن

کو ساتھ لے کر چلے گئے اور اس لڑائی سے حضرت ﷺ کو بہت صدمہ ہوا۔ ۴ ہجری میں دوقوم میں یہود کی مدینہ میں رہائش رکھتی تھیں قبیلہ بنی قریظہ اور بنی نضیر اور حضرتؐ کے ساتھ ان دونوں قبیلوں کا عہد تھا۔ کہ لڑائی اور صلح میں حضرتؐ کے مددگار رہیں گے لیکن بنی نضیر نے بدعہدی کی اور لڑائی کی تاب نہ لا سکے جلاوطنی پر راضی ہوئے اور اپنا مال اسباب چھوڑ کر چلے گئے ان کا سب مال مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور اسی سال حضرتؐ نے حضرت سلیمانؓ کے مشورہ پر فارس کے دستور کے مطابق مدینہ منورہ کے جانب کوہ مسلع جو غیر محفوظ طرف تھی خندق کھودنے کا حکم فرمایا۔ باقی مدینہ منورہ کے اطراف محفوظ تھے۔ کھدائی میں حضرت خود شریک ہو کر کام کرتے رہے۔ بنی نضیر جو جلاوطن ہوئے تھے آمادہ جنگ ہو کر ابوسفیان کے ساتھ جا ملے اور بہت سے گروہ اکٹھے کر کے مدینہ پر چڑھائی کی خندق کے مقابل ڈیرہ کیا اور خندق دیکھ کر حیران ہوئے اور بنی قریظہ جو اس وقت مدینہ میں تھے وہ بھی ان کے ساتھ شریک ہوئے اس وقت سردی شدت سے ہوئی قریش اس سردی میں تنگ ہوئے۔ ابوسفیان اور سب نے واپسی کا ارادہ کرلیا اور واپس چلے گئے۔ مسلمانوں نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا سب مرد قتل کر کے عورتیں اور بچے لونڈی غلام بنائے گئے مدینہ میں غیر مسلم کوئی نہ رہا۔

۵ھ میں غزوہ بنی مصطلق ہوا اس میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ساتھ تھیں۔ ان کی وجہ سے لشکر ایسی جگہ پہنچا کہ پانی نہ تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ بی بی عائشہؓ کو بہت خفا ہوئے کہ تمہاری وجہ سے ایسی جگہ پہنچے کہ پانی نہیں ہے۔ اور نماز قضا ہوئی اس وقت اللہ کریم نے اپنے بندوں کی آسانی کے لیے وضو کی بجائے تیمّم کا ارشاد فرمایا اور آیت تیمّم کا اس وقت نزول ہوا۔

۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک رات خواب دیکھا کہ عمرہ کے لیے مکہ معظمہ گئے ہیں۔ آپؐ نے یہ خواب مجلس اصحاب میں ذکر فرمایا اصحاب اس خواب کو سن کر بے قرار ہوئے اور عمرہ کے لیے مکہ جانے کے لیے عرض کی حضورؐ سب اصحابوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر مکہ پہنچے اور اعلان کیا کہ ہم عمرہ کے لیے آئے ہیں لڑائی کے لیے نہیں آئے۔

اور آپؐ نے حدیبیہ میں جو مکہ کے قریب واقع ہے قیام کیا کفار آنحضرتؐ کی آمد کا سن کر لڑائی کے لیے تیار ہوئے اور ہدیل کو قاصد بنا کر بھیجا جب ہدیل حضرتؐ کے پاس پہنچا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم عمرہ کریں گے اور ہم لڑنے کو نہیں آئے قریش اس پر راضی نہ

ہوئے اور عروہ کو قاصد بنا کر بھیجا کہ ہم عمرہ نہیں کرنے دیں گے عروہ کو حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر قریش ہمارے عمرہ کرنے میں راضی نہیں ہیں تو ہم سے معاہدہ صلح کرلیں تا میعاد معاہدہ دوسری قوم سے نہ لڑیں گے عروہ نے واپس جا کر حضرتؐ کے آداب میں اصحاب کا طرز عمل دیکھا تو قریش کے سامنے بڑی فصاحت سے بیان کیا اور کہا کہ وہ لوگ زندگی سے شہادت کو اچھا سمجھتے ہیں عروہ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کو جوابی قاصد کی حیثیت میں بھیجا حضرت عثمانؓ کی واپسی میں دیر ہوئی اس پر گمان ہوا کہ حضرت عثمانؓ کو کافروں نے شہید کیا اس لیے حضرتؐ نے قصد لڑائی کا کیا اور اصحاب سے بیعت رضوان لی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اصحاب میدان جنگ میں بھی امر حق سے غافل نہ ہوں۔ اس بیعت کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ اِنَّا فَتَحْنَا میں مذکور ہے یعنی اس بیعت پر اللہ کریم نے اپنی رضامندی ظاہر کی ہے یہی بیعت رضوان ہے جس پر حضرات صوفیہ کرام کا مدار پہلی منزل عبادت الٰہی کی ہے۔ اس بیعت کو نہایت ضروری سمجھتے ہیں الغرض بیعت ہونے کے بعد ہی حضرت عثمانؓ واپس تشریف لے آئے اور مشروط پیغام صلح جو کفار قریش نے قائم کیا تھا۔ حضرتؐ کے سامنے پیش کیا جس کی شرائط حسب ذیل تھیں۔ (۱) دس برس صلح کی میعاد رہے گی۔ (۲) جو لوگ ہم عہد فریقین ہوں گے وہ بھی اس معاہدہ کے ہم عہد سمجھے جائیں گے۔ (۳) اہل اسلام اس سال عمرہ نہیں کریں گے۔ (۴) سال آئندہ عمرہ کر سکتے ہیں۔ (۵) جب عمرہ کے واسطے آویں سوائے تلوار کے کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہو اور تلوار بھی میان میں ہو۔ (۶) تین روز سے زیادہ حرم میں نہ ٹھہریں۔ (۷) اگر اہل قریش کا کوئی مفروری شخص اسلام میں آ جاوے تو وہ اسے واپس کریں گے۔ (۸) اگر اہل اسلام کا مفروری شخص قریش میں آ جاوے تو وہ اسے واپس نہ کریں گے۔ آخری دونوں شرائط پر اصحابہ نے اعتراض کیا لیکن حضرت نے منظور فرمایا۔ بلکہ شروع میں بسم اللہ کے لکھنے پر کفار مکہ کو اعتراض تھا۔ حضرت نے اس کو بھی منظور کیا اور ان کے کہنے کے مطابق لکھا گیا حضرت کے دستخط پر محمدؐ رسول اللہ لکھا گیا اس پر اعتراض ہوا۔ کہ ہم محمدؐ کو اللہ کا رسول نہیں مانتے اس کو کاٹ دیا جاوے۔ اس عہد نامہ کے کاتب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ تھے۔

حضرت بڑے جوش میں ہوئے اور تمام اصحاب اس بات پر متفق ہوئے کہ یہ لفظ ہم اپنی قلم سے نہیں کاٹیں گے حضرت نے خود اپنے دست مبارک سے کاٹا اور محمدؐ بن عبداللہ تحریر کرایا تب صلح نامہ مکمل ہوا حضور کے فرمانے پر کل اصحاب راضی ہوئے اور یہ صلح

کیئے گئے۔

ذکر حضرت ایوب انصاریؓ

حضرت ابوایوب انصاریؓ قوم انصار مدینہ سے تھے۔ مدینہ منورہ میں ہی رہائش تھی۔ جب حضرت خود ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو آپ کی سواری کا اونٹ آپ کے پکے مکان کے نزدیک ٹھہرا تھا۔ جب تک حضرت کے رہائشی مکان تیار نہ ہوئے تو حضرت کا سامان انہی کے مکان میں رکھا گیا اور حضرت نے بھی انہی کے مکان میں قیام کیا ابوایوب انصاری کو حضورﷺ کی ہجرت کر کے مدینہ منورہ آنے کی خبر اپنے مورث اعلیٰ سے پہنچ چکی تھی۔ وہ اس طرح کہ ایک کاغذ پر آں سرور کا مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آنا بادشاہ یمن کی طرف سے تحریر تھا اور وہ تحریر ابوایوب کو اپنے بزرگوں سے پشت بہ پشت ملی تھی۔ وہ اس نے اس وقت حضورؐ کے سامنے پیش کی اور خود ہر طرح سے خدمت کیلیے ہر وقت تیار رہا۔ قوم انصار سے ابوایوب بڑے جلیل القدر اصحابیؓ رسول اللہ ہوئے ہیں۔ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں لشکر اسلام قسطنطنیہ پر بھیجا گیا۔ اس لشکر کے آپ سالار تھے۔ حضرت امام حسینؓ بھی اس لشکر میں تھے۔ اسی معرکہ میں قسطنطنیہ کے میدان میں جنگ ۵۵ھ میں آپؓ شہید ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ اُس وقت سے سلطنت روم کا قاعدہ ہے کہ جس وقت دوسرا بادشاہ جانشیں ہوتا ہے قبر ابوایوبؓ پر حاضر ہو کر تاج شاہی سر پر رکھا جاتا ہے اور اس جگہ جا کر تاج شاہی پہلے سر پر رکھا جانا مبارک سمجھا جاتا ہے۔

ذکر حضرت سلمان فارسیؓ

حضرت سلمان فارس کے رہنے والے تھے اور پہلے مجوسی مذہب رکھتے تھے۔ آپکو حق کی تلاش ہوئی بتلاش حق فارس سے بصیغہ تجارت نکلے اور اسی خیال میں مجوسی مذہب چھوڑا۔ اور دین یہودی اختیار کیا اور مدت تک پھرے۔ جب اس مذہب میں بھی دلی مراد پوری نہ ہوئی تو عیسائی مذہب اختیار کیا۔ ہمیشہ کاہنوں اور

راہبوں کی مجلسوں میں رہنا اوران کی خانقاہوں میں رہ کر ہرطرح سے ان کی خدمات کیں۔ تکالیف اور مصائب کا سامنا ہوا سب گوارا کیا لیکن دلی مطلب پھر بھی حاصل نہ ہوا۔ ہاں البتہ اس بات سے دل میں کچھ تسکین سی ہوئی تھی جب آپ یہ بات سنتے تھے کہ پیغمبر آخرالزماں ﷺ پیدا ہو چکے ہیں اور اب وہ ہجرت کرکے مدینہ آویں گے۔ راہبوں کی اس گفتگو پر آپؓ کے دل کی تسلی ہوتی تھی اور دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس پیغمبر آخرالزماں ﷺ کی قدم بوسی کے لیے اب مدینہ منورہ پہنچنا چاہیے شائد دلی مراد حاصل ہو۔ اسی ارادہ سے ایک قافلہ جو مدینہ کی طرف جانے والا تھا۔ اس میں روانہ ہوئے۔ مالک قافلہ نے مدینہ کے قریب آکر آپ کو ایک نصرانی قبیلہ کے سردار کے ہاتھ غلام بنا کر فروخت کر دیا اب ایک غلام کی حیثیت میں اس عیسائی کی خدمت میں رہنے لگے اور حضورؐ کی آمد کا انتظار ہوا جب آں سرورؐ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تو عام علاقہ میں چرچا ہوا۔ سلمان فارسی بھی مطلع ہوئے اور مالک سے اجازت لے کر مدینہ پہنچے اور کوئی چیز بطور صدقہ حضرت کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت نے واپس کر دی۔ اور پھر کوئی چیز بطور ہدیہ پیش کی تو حضورؐ نے منظور فرمائی پھر کسی طریقہ سے حضرت کی پشت پر مہر نبوت کو دیکھا جو راہبوں سے نشانات جسمانی حضورؐ کے سنتا رہا تھا۔ سب بچشم خود ملاحظہ کئے اور فوراً ایمان کا خواستگار ہو کر اپنے سب حالات حضور کی خدمت میں بالتفصیل عرض کر دیے اور دولت حق سے مالا مال ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے حالات سلمان فارسی کے سن کر بڑی شفقت اور مہربانی سے فرمایا کہ تم اپنی آزادی کی صورت پیدا کرو جب سلمانؓ کے دل کی تمنا پوری ہوئی یعنی رہبر حق نے حق دکھلا دیا اور زنگار دل کو ایک لمحہ میں مٹا دیا نور اسلام حق سے معمور ہو کر حضرت کے ارشاد آزادی کے خیال میں آں سرورؐ سے رخصت حاصل کر کے

نامہ فتح حدیبیہ کے نام سے موسوم ہے حضور اپنے لشکر کو ہمراہ لے کر حدیبیہ سے ہی واپس مدینہ منورہ تشریف لے گئے اسی سال روزے ایک ماہ کے فرض ہوئے اس وقت آپ کی عمر ۵۸ سال تھی ۷ھ حدیبیہ سے واپس مدینہ منورہ پہنچ کر خیبر پر فوج کشی کا ارادہ کیا۔ ۷ھ میں خیبر پر چڑھائی کی۔ خیبر سات قلعوں پر منقسم تھا چھ قلعے تو یکے بعد دیگرے فتح ہوئے اور جب ساتویں قلعہ کا محاصرہ ہوا تو اس میں مدت خرچ ہوئی اور اصحابان رسول بہت تنگ ہوئے یہ آخری قلعہ حضرت علیؓ کی کمان پر فتح ہوا۔ اور فتح خیبر حضرت علیؓ کے نام پر موسوم ہوئی چونکہ حبشہ کی ہجرت میں جعفر طیار عم رسول ﷺ گئے ہوئے تھے وہ فتح خیبر کے بعد میدان خیبر میں پہنچے اور ابو موسیٰ اشعری بھی ان کے ساتھ تھے۔ حضرت ان سے مل کر بہت خوش ہوئے اور ان کو اپنے ساتھ لیا ایک یہودی عورت حضرت کے پاس آئی اور گوشت کی دعوت کی۔ حضرتؐ نے قبول فرمائی جب کھانے پر بیٹھے تو حضرتؐ نے ایک لقمہ منہ میں رکھتے ہی تمام اصحاب کو کھانے سے منع کیا اور فرمایا کہ اس میں زہر ہے ایک اصحابی نے کھایا وہ فوراً مرگیا اس یہود عورت کو سزا دی گئی۔ اور اسی سال ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے نکاح ہوا۔ اور یہ بھی ایک روایت ہے کہ ام حبیبہ کا نکاح حبشہ میں نجاشی نے اس کے شوہر کے مرنے کے بعد حضرتؐ سے کر دیا تھا لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور آخری قلعہ کے فتح ہونے پر مال غنیمت کے ساتھ بی بی صفیہ بنت حی اخطب آئیں۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور حضرتؐ کے نکاح میں آئیں اور اسی سال بموجب معاہدہ سال گذشتہ عمرۃ القضاء ادا فرمایا اور عمرہ سے واپسی پر میمونہؓ سے نکاح کیا جب حضرتؐ عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ پہنچے تو خالد بن ولید اور عمر ابن العاص مدینہ میں تشریف لائے اور مشرف با سلام ہوئے اس وقت حضور نے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو بھیجا ہے۔ ۸ھ بحکم رب العالمین حضرتؐ نے سلاطین متحدہ کو ہرقل قیصر روم، خسرو پرویز شاہ ایران، مقوقس عزیز مصر، نجاشی بادشاہ حبش اور دیگر حکمرانان کو مکتوب دعوت اسلام روانہ کئے اور ان پر حضرتؐ کے نام کی مہر لگائی گئی اور یہ مہر اس وقت اسی غرض کے لیے تیار ہوئی تھی۔

قیصر ہرقل کے پاس جب آپؐ کا دعوت نامہ پہنچا تو اس کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا لیکن اس کے ارکان دولت نے اس کو روکا۔ جس پر بہت سی جنگیں اس کے اور لشکر اسلام کے درمیان ہوئیں اور جب خسرو پرویز کے پاس عہد نامہ پہنچا تو اس نے حضورؐ کے خط کو پرزے پرزے کر دیا اور بہت طیش میں آکر والی یمن باذان نام کو حکم لکھا کہ جو شخص

حجاز میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اس کو پکڑ کر ہمارے حضور میں پیش کرو باذان حاکم یمن نے بابو یہ اور خرجسرہ یہ دو سردار مدینہ میں حضرتؐ کے پاس روانہ کئے۔ حضرت نے رقعہ کے پرزے کرنے پر کہا اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت پرزے پرزے کردے گا اور ان دونوں سرداروں کے پہنچنے پر فرمایا کہ خسرو پرویز مرچکا ہے اس کا بیٹا شیرو یہ اس کو مار کر خود تخت پر بیٹھا ہے جب یہ حضرت کا فرمان ان دونوں نے سنا تو یمن واپس جا کر باذان حاکم یمن کو یہ حضرت کا فرمان سنا دیا اور باذان کو خسرو پرویز کے قتل کی خبر ملی تو باذان حاکم یمن فوراً حضرت پر اسلام لایا۔ اس وقت سے یمن میں اسلام پھیلا۔ نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس جس وقت نامہ پہنچا اس نے بڑی عزت کی اور آنکھوں میں لگایا اور مسلمان ہوا جب ۹ھ میں نجاشی بادشاہ حبش کا انتقال ہوا تو حضرتؐ نے بہت افسوس کیا۔ اور مقوقش بادشاہ مصر کے پاس دعوت نامہ پہنچا تو وہ فوراً اسلام لایا اور بہت تحفہ تحائف اور اپنی بیٹی ماریہ قبطی بطور لونڈی نذرانہ حضرت کی خدمت میں روانہ کیا۔ جس کے بطن سے حضرت ابراہیم صاحبزادہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ایک سال کی عمر میں انکا انتقال ہوا۔ حاکم بصرہ کو جو علاقہ شام کی سرحد پر تھا دعوت اسلام کا مراسلہ دے کر قاصد روانہ کیا اور حاکم موتہ نے اس قاصد کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ حضرت نے تین ہزار کی تعداد میں لشکر اسلام زید بن حارث کی سرداری میں اس کی تادیب کو بھیجا۔ زید بن حارثؓ کفار کی ایک لاکھ فوج کے مقابل ہوئے اور بڑے زور کی لڑائی ہوئی جس میں زید بن حارثؓ، جعفر طیارؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ یکے بعد دیگرے شہید ہوئے۔ بعد ازاں حضرت خالد بن ولیدؓ سردار لشکر ہوئے اور کفار کو شکست ہوئی لشکر اسلام فتح یاب ہوا جب لشکر اسلام مدینہ منورہ واپس پہنچا تو سب حالات حضرتؐ کے روبرو پیش ہوئے سرداران اصحاب زیدؓ، جعفرؓ اور عبداللہؓ کی شہادت پر حضرتؐ نے بہت افسوس کیا۔ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو سیف اللہ کا خطاب عطاء ہوا یعنی اللہ کی تلوار حضرت خالدؓ کو یہ خطاب امر ربی سے تھا۔

رمضانُ المبارک ۸ھ، ۶۳۰ء فتح مکہ اسی سال ہوئی مدینہ منورہ میں سورۃ **اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ** نازل ہوئی اور سورۃ کے نزول کے بعد مکہ پر چڑھائی کی تو فتح ہوئی جس وقت حضرتؐ نے یہ سورۃ پڑھی تو حضرت ابن عباسؓ روئے آپؐ نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو تو حضرت ابن عباسؓ نے عرض کی کہ یہ آپ کی وفات کی خبر آپ کو دیتی ہے۔ حضور نے فرمایا ایسا ہی ہے اس سورۃ کے نزول کے دو برس بعد آپؐ کا وصال ہوا۔ یہ

اس قبیلہ سردار نصرانی کے پاس واپس چلے گئے۔ اس آقا کے پاس پہنچ کر آپ نے آزادی کا سوال پیش کیا۔ اس سے اس مالک نے شرائط ذیل پیش کیں وہ یہ کہ اگر مسلمان تم کو آزاد کرانا چاہتے ہیں میری ملکیتی زمین میں ایک باغ لگادیں۔ جب وہ پھل دینے لگے تو اسوقت وہ ایک اوقیہ سونا اور دیویں تو پھر میں تم کو آزاد کردونگا۔ سلمانؓ نے یہ سب کچھ حضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا حضرت خود وہاں تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھوں سے وہ باغ نصب کیا۔ حضورؐ کے دست مبارک سے نصب کئے ہوئے بوٹے ایک سال میں ہی بارآور ہوئے یعنی سب باغ میں درختوں کو پھل لگ گیا جب یہ شرط پوری ہوئی تو حضرتؐ نے کچھ سونا بھی سلمان فارسی کے حوالہ کیا۔ سلمانؓ کو وہ سونا کچھ کم معلوم ہوا حضرت نے اس میں کچھ اپنا لعاب دہن لگا دیا اور وہ وزن میں پورا اترا۔ حضرت سلمان فارسی وہ سونا اپنے آقا کے پاس لے گئے اس نے اپنے وعدہ کے مطابق باغ اور سونے کی وصولی پر انکو آزاد کردیا۔ یہ آزادی حاصل کر کے آپؓ مدینہ منورہ میں واپس تشریف لے آئے اور حضورؐ کی خدمت میں رہنے لگے ۱ھ میں آپؓ ایمان لائے اور ۲ھ میں آزاد ہو کر اصحابان رسول اللہ ﷺ میں داخل ہوئے۔ آپؓ لشکر اسلام کیساتھ شریک ہو کر جہاد کرتے رہے۔ مدینہ منورہ کی خندق آپؓ کی تجویز سے تیار کی گئی تھی۔ آپ خود بھی اسکی کھدائی میں کام کرتے رہے آپ بڑے زاہد اور پرہیزگار تھے آپکو انتساب باطنی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے تھی اور انہی سے تکمیل ہوئی۔ آپؓ سے خاندان نقشبندی کا سلسلہ چلتا ہے اور آپ کا ۳۴ھ میں جب آپکی عمر دو سو پچاس برس تھی مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے۔

کیفیت عمرہ

عمرہ کہتے ہیں کعبہ کے گرد طواف کرنا اور صفا مروہ پہاڑیوں کے درمیان دوڑنے کو۔ ۶ھ

میں رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کیساتھ مکہ میں عمرہ کے لیے تشریف لائے اور کفار مکہ نے روکا۔ صلح حدیبیہ کے معاہدہ پر آپ واپس مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے اور دوسرے سال ۷ھ میں انہی سب اصحاب کی ہمراہی میں عمرۃ القضاء ادا کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے عمرہ کفارہ ہوتا ہے صغیرہ گناہوں کا دوسرے عمرہ تک۔

ذکر کہانت

جب عرش بریں پر ابلیس کو ممانعت ہوئی حضرت آدم نے ابلیس کے دھوکہ میں آکر ممنوعہ درخت کا پھل کھایا اور معاہدہ ربی کو فراموش کیا تو ان پر عتاب الٰہی نازل ہوا۔ بہشت سے نکالے گئے اور زمین پر قیام ہوا اور ابلیس کو بھی زمین پر پھینکا گیا۔ جب حضرت آدمؑ کے اولاد ہوئی تو ابلیس نے بھی اپنی ذاتی عداوت سے اولاد آدم کو گمراہ کرنا شروع کیا۔ یہ سب واقعہ ذکر آدم میں مذکور ہے۔ آسمانوں پر جاتا اور فرشتوں کو تعلیم عرش معلٰی سے جو ہوتی وہ سنتا اور زمین پر اولاد آدم میں وہ تعلیم کرتا اور ان کو گمراہ کرتا۔ اور بت پرستی اور نافرمانی حق تعالیٰ کا سبق دیتا۔ جو جو باتیں شیطان کی بتلائی ہوئی ہوتیں جب ان کا ظہور اس کے بتلائے کے مطابق ہوتا تو وہ لوگ اس کے تابع ہوجاتے اور اس کے کہنے کے مطابق عمل کرتے۔ وہ لوگ کاہن کے نام سے موسوم ہوئے اور وہ لوگ آگے اپنے لوگوں میں شیطان کے کہے کے مطابق تعلیم دیتے تابعین شیطان تو کاہن کہلاتے تھے اور جو باتیں شیطانی کاہن لوگ یعنی تابعین شیطان لوگوں کو بتلاتے اور ان پر عمل کراتے اس کو کہانت کہا گیا ہے۔ حضرت عیسٰیؑ کی پیدائش سے شیطان کو اوپر کے تین آسمانوں سے بندش ہوئی اور وہ پھر چوتھے آسمان تک جاتا رہا اور جب پیغمبر آخرالزمان شافع دوجہاں محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو شیطان لعین کا آسمانوں پر جانا بالکل بند ہوگیا۔ اور شیطانوں

سورة قرآن پاک کی سب سورتوں سے آخر میں نازل ہوئی چڑھائی مکہ کی وجوہات یہ تھیں کہ بنوبکر اور بنوخزاعہ ۷ھ کے عہدنامہ کے رو سے شریک معاہدہ تھے ان میں بنوبکر قریش کے طرفدار اور بنوخزاعہ اسلام کے طرفدار تھے۔ عکرمہ بن ابوجہل وغیرہ قریش نے بنوبکر کے ہمراہ ہوکر بنوخزاعہ پر شبخون مارا اور بنوخزاعہ کے بیس آدمی مار ڈالے جس وقت یہ ہنگامہ برپا ہوا تھا اس وقت بنوخزاعہ نے اس مصیبت کے وقت میں رسول اللہؐ کا نام لے کر فریاد کی تو اللہ کریم نے وہ فریادی آواز رسول ﷺ تک پہنچا دی حضرتؐ اس وقت ام المومنین میمونہؓ کے حجرہ میں تھے۔ اور نماز عشاء کے لیے وضو فرما رہے تھے آپؐ نے لبیک کہا آپؐ سے پوچھا گیا کہ کس کے جواب میں آپ نے لبیک کہا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بنوخزاعہ نے میدان معرکہ میں مجھے یاد کیا ہے۔ دوسرے دن عمر بن سالم جو بنوخزاعہ سے تھا حضرت کے پاس آیا اور سب حالات بیان کیے۔ اور اہل قریش اس بات سے خوف زدہ ہوئے کہ حضرت اصل حالات سے آگاہ ہو چکے ہیں ابوسفیان کو قاصد کی حیثیت سے مدینہ میں حضرت کے پاس بھیجا کہ نیا عہدنامہ تحریر کرلیا جاوے۔ ابوسفیان مدینہ میں پہنچ کر اپنی بیٹی ام حبیبہ جو حرم رسول تھیں ان کے گھر پہنچا۔ بی بی ام حبیبہ نے اپنے باپ کو دیکھ کر بستر نشست رسول اللہ کو اکٹھا کردیا۔ ابوسفیان نے بیٹی سے اس کا سبب پوچھا تو ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ نے کہا کہ اے میرے باپ تم کفر کی نجاست سے ناپاک ہو۔ پیغمبرؐ برحق کے بستر پر بیٹھنے کی لیاقت نہیں رکھتے ہو یہ بات بیٹی سے سن کر افسردہ خاطر ہوا اور گھر سے چلا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے جا ملا اور صلح جدید کے متعلق گفتگو کی انہوں نے انکار کیا پھر علیؓ کے پاس گیا اور ان سے پھر وہی گفتگو کی۔ حضرت علیؓ کی طبیعت میں کچھ ظرافت تھی انہوں نے فرمایا کہ تم حضورؐ کی خدمت میں جاؤ اور کہو کہ ہم نے آپ کے ارشاد کے بغیر آپ کی طرف سے قریش کو امان دے دی ہے اس خیال سے آپؐ میری بات کو رد نہ کریں گے۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور حضرت نے کچھ جواب نہ دیا ابوسفیان سمجھا کہ میرا مطلب پورا ہوا اور مکہ کو چلا گیا۔ اور اپنی قوم سے یہ ماجرا کہہ سنایا تو قوم نے ابوسفیان کو بیوقوف سمجھا۔ حضرتؐ نے مخفی طور پر سامان جنگ جمع کرنا شروع کیا لشکر دس ہزار کی تعداد میں جمع ہوا تو حضرت مکہ کو روانہ ہوئے ایسی راہ گئے کہ اہل مکہ کو بالکل خبر نہ ہوئی۔ راستہ میں حضرت عباس جو مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ جارہے تھے ملے حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم خاتم

کا آسمانوں پر جانے کی مدافعت کے لیے اللہ
کریم نے دو سیارے شہاب اور ثاقب مقرر
کردیئے جیسا کہ اب مشاہدہ سے ثابت ہوتا
ہے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد رسول ﷺ کا
درمیانی وقت چھ سو برس کے قریب تھا۔ اس
عرصہ میں کوئی پیغمبر مرسل نہیں ہوئے اس زمانہ
میں قوم بنی اسرائیل یعنی یہودیوں میں بہت
کاہن ہوئے جنہوں نے لوگوں کو بہت گمراہ کیا
اور حضرت عیسیٰ کے پیرو یعنی علمائے انجیل
راہب کے نام سے موسوم تھے اور وہ لوگوں کو
دین مسیحی کی تعلیم کرتے تھے۔ لیکن ان دونوں
فرقوں کو ظہور پیغمبر آخر الزماںؐ کی خبر تھی جوان
کی کتابوں سے بطور پیشین گوئیاں ضبط تحریر میں
آچکی تھیں اور وہ ان کی تلاوت کرتے تھے۔ یہ
کاہن لوگ اس زمانہ میں جس کو زمانہ فترت
کہا جاتا ہے جو حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد
رسول ﷺ کا درمیانی وقت تھا آمد رسول پاک
ﷺ کے سخت مخالف تھے اور لوگوں کو بھی مخالف
کر رکھا تھا اور عیسائی عالم یعنی راہب اس
مبارک وقت کے منتظر تھے کہ کب وہ مبارک
وقت آئے تو یہ کہانت دور ہو۔ جب حضورؐ پرنور
کی ولادت باسعادت ہوئی تو نوشیروان
ساسان بادشاہ فارس کے محل کے چودہ کنگرے
اسی رات اسی وقت گر پڑے اور محل کو لرزہ ہوا۔
قاضی شہر کو خواب آیا آتشکدہ نمرود سرد ہوا اور
بادشاہ نوشیروان خود حیران اور خوفزدہ ہوا۔ یہ
سب مفصل ذکر حالات پیدائش رسول اللہ
ﷺ میں آچکا ہے۔ چنانچہ بادشاہ نوشیروان
عادل شاہ فارس نے بہ مشورہ وزراء خود عبدالمسیح
نامی جو نعمان بن منذر کا بھیجا ہوا شاگرد تھا
علاقہ شام میں سطیح نامی کاہن کے پاس اس
معمہ کے حل کو بھیجا۔

سطیح کاہن

سطیح شہر جابیہ علاقہ شام میں قبیلہ بنی ذیب سے
تھا۔ زمانہ حضرت عیسیٰؑ میں پیدا ہوا اور چھ سو
برس اسکی عمر ہوئی۔ ولادت رسول پاک ﷺ
تک زندہ رہا اس کے جسم کے متعلق لکھا ہے کہ

النبوت ہیں اور آپ خاتم الحجرت ہوئے حضرت عباسؓ کو اپنے ہمراہ مکہ واپس لے چلے اور
ان کا قبیلہ مدینہ بھیج دیا۔ لشکر اسلام نے مکہ کے قریب پہنچ کر قیام کیا اور رات کا وقت تھا۔
حضرت نے آگ جلانے کا تمام لشکر کو حکم دیا۔ حضرت عباسؓ اپنے خیمہ سے نکل کر شہر کی
طرف چلے کہ اہل شہر کو خبر دیں۔ چنانچہ ابوسفیان حکیم اور بدیل آگ کی جستجو میں شہر سے
نکلے۔ بدیل نے کہا کہ اے ابوسفیان یہ لوگ بنی خزاعہ سے ہیں ابوسفیان نے کہا کہ اتنے
آدمی بنی خزاعہ میں کہاں ہیں اندھیرے میں ابوسفیان کی آواز حضرت عباسؓ نے پہچان لی
اور اس کو پکارا اور اس سے ملاقات کر کے اس کی جماعت کا حال پوچھا۔ اور اہل اسلام کی
جماعت اور ان کے قصد سے ابوسفیان کو مطلع کیا۔ سنتے ہی ابوسفیان کے ہوش اڑ گئے لیکن
حضرت عباسؓ نے سمجھایا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ بہت رحم دل ہیں جب تم ان کے پاس
جاؤ گے اور صلح چاہو گے تو وہ پسند فرماویں گے چنانچہ وہ راضی ہوا۔ اور حضرت عباسؓ کے
ساتھ چلا راستہ میں حضرت عمر فاروقؓ ملے۔ ابوسفیان کو پہچان کر مار ڈالنے کا قصد کیا
حضرت عباسؓ نے باز رکھا کہ یہ ہماری پناہ میں ہے۔ اور حضرتؐ کے پاس صلح کے لئے
جا رہا ہے حضرت عمرؓ فوراً حضرتؐ کے پاس پہنچے اور ابوسفیان کے قتل کی اجازت طلب کی۔
حضرت عباسؓ بھی بہت جلد پہنچ گئے اور عرض کی کہ ابوسفیان میری پناہ میں ہے حضرتؐ نے
اس رات کے لیے حضرت عباسؓ کے حوالہ کر دیا۔ کہ کل فیصلہ کیا جاوے گا۔ حضرت عباسؓ
ابوسفیان کو اپنے خیمہ میں لے گئے اور سمجھایا کہ بغیر اسلام قبول کرنے کے اب چارہ نہیں
ہے۔ ورنہ عمرؓ تم کو ضرور قتل کر دیں گے چنانچہ صبح ابوسفیان حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر
اسلام لایا حضرت عباسؓ ابوسفیان کو ایک پہاڑی پر لے گئے اور تمام لشکر کا ملاحظہ کرایا وہ
دیکھ کر حیران رہ گیا اور کہا کہ تیرا بھتیجا بڑا بادشاہ ہو گیا ہے حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ یہ
بادشاہت نہیں ہے یہ نبوت ہے۔

حضرتؐ نے صبح لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور مکہ میں داخل ہونے کے طریقہ کا وعظ
فرمایا۔ کہ علیحدہ علیحدہ سپہ سالار اپنی اپنی فوج لے کر علیحدہ علیحدہ دروازے سے داخل ہوں
اور یہ بھی حکم دیا کہ جو شخص لڑنے کو تیار ہو اس سے لڑو اور جو نہ لڑے اس کو امان دو اور حضرت
عباسؓ کی سفارش سے جو آدمی اس وقت ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو اس کو امان دی
جائے یہ بھی ارشاد ہوا جس دروازہ سے حضرت خالد بن ولید اپنے سواروں کے ساتھ شہر
میں داخل ہوئے۔ ان سے عکرمہ بن ابوجہل اور صفوان وغیرہ نے مقابلہ کیا ان میں

اس کے جوڑوں میں ہڈی نہ تھی۔ اور وہ خود نشست برخاست نہ کرسکتا تھا اور منہ اس کا سینے میں تھا اگر اس کو کسی جگہ لیجانا ہوتا تھا تو کپڑے میں لپیٹ کر لیجاتے تھے۔ اور جب اس سے کوئی بات غیبی کا دریافت کرنا منظور ہوتا تو پکڑ کر ہلا دیتے اور وہ جوش میں آ کر بولتا اور ہر سوال کا جواب دیتا۔ واہب بن منبہ سے روایت ہے کہ سطیح سے پوچھا کہ یہ علم تو نے کہاں سے لیا ہے اس نے جواب دیا کہ شیطان جو آسمان کی خبریں لاتا تھا جس وقت حضرت موسیٰ کلیم اللہ کوہ طور پر حق شانہٗ سے ہم کلام ہوئے اور اس میں سے جو کچھ وہ مجھ سے آ کر کہتا میں لوگوں کو بتلاتا تھا۔ یہی کہانت تھی اور یہی علم غیب تھا۔ عبدالمسیح فارس سے علاقہ شام کے شہر جابیہ میں پہنچا اور سطیح کے مکان میں گیا۔ وہاں اس وقت سطیح کاہن سکراتِ موت میں تھا۔ عبدالمسیح نے پہنچ کر اسکو سب حالات بتلائے۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا تب اسکی مجلس کے لوگوں نے سابقہ دستور کے مطابق اسکو ہلایا اور اسکو کہا کہ بادشاہ فارس نے عبدالمسیح اپنا آدمی تیرے پاس کچھ پیغام دیکر بھیجا ہے عبدالمسیح نے وہ واقعات تفصیل کے ساتھ نوشیروان کا اضطراب اور محل کا زلزلہ اور چودہ کنگروں کا گرنا۔ فارس کے آتشکدہ کا سرد ہونا اور موبدان یعنی قاضی شہر کا خواب دیکھنا کہ عربی اونٹ اور گھوڑوں نے دجلہ سے گذر کر علاقہ فارس میں پہنچے اور منتشر ہو کر پامال کیا۔ کاہن سطیح نے یہ سب واقعات سن کر جواب دیا کہ اے عبدالمسیح صاحب فصیح یعنی پیغمبر آخرالزمان محمد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوگئے ہیں اور تلاوت قرآن کا وقت آگیا ہے۔ آتشکدہ فارس اور بابل وشام کے بت کدے نہ ہونگے۔ ساسانیوں سے چودہ مرد عورت بادشاہت کرینگے۔ پھر اسلامی بادشاہت ہوگی۔ فارس کی حکومت زمین بابل سے جاتی رہے گی۔ سطیح اب مرجائے گا اور کہانت زمین شام سے اٹھ جائے گی۔ یہ سب

دو مسلمان شہید ہوئے اور ستر کفار مارے گئے اور باقی مفرور ہوئے۔ عکرمہ بن ابو جہل بھاگ گیا حضور نے گیارہ مرد اور چھ عورتوں یعنی کل سترہ (۱۷) عورت مرد کا خون روا فرمایا۔ ان میں عکرمہ بن ابی جہل وحشی غلام، صفوان، کعب، عبداللہ بن سعد، حبار، عبداللہ بن مقیش یہ سات آدمی مسلمان ہوئے اور امان ملی اور باقی چار آدمی مقیش عبدالغرا، حارث، ہویرث قتل ہوئے اور عورتوں سے ہندہ زوجہ ابوسفیان اسلام لائیں۔ اور قربیہ، ارنب، سارہ، ام سعدیہ، قتل ہوئیں۔ حضرت خود بی بی اُم ہانی ہمشیرہ حضرت علیؓ کے گھر تشریف لے گئے غسل کر کے چاشت کی نماز ادا کی بہت کافر مارے گئے اور باقی ایمان لائے۔ عکرمہ بن ابوجہل پہلے حضرت کا سخت دشمن تھا جب ایمان لایا تو اس کی ایسی حالت بدلی کہ جس وقت قرآن کریم کو دیکھتا بول اٹھتا ھذا کتاب ربی اور وجد میں آجاتا۔ وحشی غلام حضرت امیر حمزہ کا قاتل تھا اس نے حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور اس کو امان ملی بحالت اسلام مسیلمہ کذاب کا بھی یہی قاتل ہوا۔ بی بی زینب دختر رسول ﷺ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائیں تو مسمی ہبار نے آپ پر وار کر کے نیزہ مارا تھا۔ جس کے زخم سے آپ کو بہت صدمہ ہوا اور اسی زخم سے مدینہ میں ان کی موت واقعہ ہوئی تھی۔ لیکن ہبار نے خود حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ اس پر اس کا یہ سخت قصور معاف ہوا۔ اسی سال فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین، اوطاس اور غزوہ تبوک وغیرہ سے فتح اسلام ہوئی۔ جب فتح مکہ کی خبر مشہور عام ہوئی عرب کے ہر گروہ ہر فرقہ کے لوگ جوق در جوق مسلمان ہوئے کیونکہ عرب کا اعتقاد تھا کہ مکہ فتح نہیں ہوسکتا۔ قصہ فیل ابھی تازہ واقعہ تھا اس فتح سے آپ کو بلا دلیل پیغمبر مان لیا گیا اور ہر چہار طرف عرب کے ہر قوم قبیلہ سے دو دو آدمی علم وادب اور احکام اسلام کی تعلیم کے لیے مدینہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور ان کا نام وفود رکھا گیا۔

بہت جلد وفود اکثریت سے آنے لگے ان وفود کی بہت عزت کی جاتی تھی اور واپسی پر انعام بھی دیا جاتا تھا۔ ان وفود سے دو آدمی مرتد ہوئے ایک اسود عنسی تھا جو رسول اللہؐ کے ہی وقت فیروز صحابی کے ہاتھ مارا گیا۔ دوسرا مسیلمہ کذاب تھا۔ جو وحشی غلام کے ہاتھ سے خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ میں قتل ہوا۔ دن بدن وفود کی آمد میں ترقی ہوئی رسول اللہؐ ان کو احکام اسلام تعلیم کرنے کی وجہ سے خود اس سال حج کے لیے مکہ معظمہ نہ جاسکے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر الحج بنا کر قافلہ حجاج کے ساتھ روانہ

کچھ کہا اور مرگیا۔ گویا یہ الفاظ اس کی زبان سے نکل کر ظاہر ہونے باقی تھے۔ جو پورے ہوئے اور اس کا خاتمہ ہوا۔ اسکے ساتھ ہی کہانت کا خاتمہ ہوا کیونکہ نہ شیطان آسمان پر جاسکا اور نہ کسی اپنے شاگرد کو آسمانی خبر دی جو کاہن بنتا۔

ذکر اصحاب صُفّہؓ

یہ اصحابؓ کی ایک جماعت تھی جو بعد ہجرت مدینہ میں پہنچی اور مسجد نبوی کے ایک کونہ میں قیام کیا اور وہ جائے قیام انکا صفہ کے نام سے موسوم ہوا۔ ان اصحاب کی تعداد اس وقت ستر تھی ان کے عیال واطفال نہ تھے۔ مجرد تھے سوائے یاد الٰہی اور جہاد اسلام کے کوئی کام نہ تھا انکے کھانے پینے اور کپڑے کا انتظام حضرتؐ خود کرتے تھے یہ لوگ عالم وزاہد تھے۔ جس جگہ تعلیم قرآن اور احکام اسلام کے لیے ضرورت ہوتی تھی۔ اسی جماعت سے بھیجے جاتے تھے بعد میں یہی جماعت صوفیاء کرام سے موسوم ہوئی۔ اس جماعت صُفہ پر حضرتؐ کی خاص توجہ تھی۔ علم لدنی اس جماعت کو حاصل تھا رسول اللہ ﷺ کے بعد آل رسولؐ سے اس جماعت کو تقویت ہوئی۔ اس جماعت کا پہلا اصول بیعت رضوان کی متابعت ہے جس کا ذکر قرآن پاک کی صورت انافتحنا میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔ ۶ھ حضرت محمد رسول ﷺ اصحابان کیساتھ مکہ تشریف لے گئے اور حدیبیہ میں قیام فرمایا۔ اس جگہ بیعت رضوان اصحاب کی جماعت سے لی تھی اور وہاں ہی سورت نازل ہوئی۔ غرض اس بیعت سے یہ تھی کہ لڑائی میں بھی مسلمان امر حق سے غافل نہ ہوں بیعت کے پابند رہیں۔ صوفیاء کرام کا بھی یہی مطلب ہے کہ بیعت سے ہر مسلمان اپنے دنیاوی کاروبار میں مصروف ہو کر امر الٰہی سے فراموش نہ ہو۔ صوفیاء کرام کے چار خاندان جاری ہوئے جن کی تکمیل حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ سے ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے حضرت سلمان فارسیؓ

کیا۔ ان کی روانگی کے بعد سورۃ برات نازل ہوئی جس میں حکم تھا کہ حج فرض ہوا اور سال آئندہ سے کوئی کافر حج نہ کرے گا سورۃ توبہ جو دسویں پارہ میں سورۃ انفال کے بعد میں ہے اسی کو سورۃ برات اور سورۃ عذاب بھی کہتے ہیں اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں ہے۔ مفسرین کرام نے مفصل تشرحیں کی ہیں چونکہ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا تھا کہ کوئی دوسرا شخص یہ پیغام پہنچائے گر آپ خود یا وہ شخص جو آپ سے ہو اس لیے آپ نے حضرت علیؓ کو اس سورۃ کی تعلیم فرمائی اور ناقہ غضبا پر سوار کر کے مدینہ سے مکہ کو روانہ کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا ملے عرفہ کے دن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم فرمائی اور بقرہ عید کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جمرہ عقبہ کے قریب حاجیوں کو وہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

۱۰ھ میں حضرتؐ نے حجۃ الوداع کیا اس حج کے بعد پھر اتفاق نہیں ہوا ایک لاکھ سے زیادہ آدمی اس حج میں آپ کے ساتھ تھے۔ خطبہ اور ارکان حج کی ادائیگی کے بعد آپ نے وعظ فرمایا کہ مسلمانوں کی جان ومال کی حفاظت میں ہر مومن کو کوشش کرنا چاہیے اور مسلمانوں کے قتل سے پرہیز رکھنا چاہیے اور اگر قرآن پر جیسا کہ چاہیے عمل رکھو گے تو راہ راست سے نہ بھٹکو گے اور آئندہ سال شاید ہم نہ ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کو تین چیزیں لازم ہیں جس سے دنیا کی ہر آلائش سے پاک رہ سکتے ہیں پہلا خلوص نیت ہر کام میں نیت کو خالص رکھنا اور نمائش کو ترک کرنا ہے دوسرا مسلمانوں کے مجمع میں جانا اور ہر حال میں ان کی اصلاح کے کوشاں رہنا۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا ہر حال میں خیر خواہ رہنا اور ان کی ناقدری سے دل تنگ نہ ہونا۔ اس زمانہ میں حضرت علیؓ مرتضیٰ یمن کے گورنر تھے حضرتؐ کے حج میں آنے کی خبر سن کر تشریف لائے اور حج میں شریک ہوئے آنحضرتؐ نے جب حج سے فارغ ہو کر مدینہ کو واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت علیؓ کو بھی ساتھ لے لیا، اور عذیر کے مقام پر جو مکہ کے قریب ہے۔ خطبہ پڑھا اور حضرت علیؓ کی تعریف کی اور فرمایا کہ جو میرا دوست ہے وہ علیؓ کا دوست ہے جو علیؓ کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے اس خطبہ کا سبب یہ تھا کہ بعض اہل یمن نے حضرت علیؓ کی شکایت کی تھی ان کے سمجھانے کے لیے یہ خطبہ فرمایا تھا۔ حضرت علیؓ کا وہ فعل اپنی نفسانیت کے لیے نہ تھا۔ بلکہ ان لوگوں کی سمجھ میں قصور تھا حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مبارکباد دی اور فرمایا کہ آج سے آپ میرے مولا ہوئے۔ مکہ معظمہ میں عرفہ کے روز

بیعت ہوئے ان سے خاندان نقشبندیہ ہے اورتین خاندان قادری، چشتیہ، سہروردی ان تینوں خاندانوں کے حضرت علی مرتضیٰؓ پیشوا ہیں اوران سے اورشاخیں ہیں۔ جوخانوادوں سے موسوم ہیں۔ وہ تعداد میں چودہ ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو علم لدنی حضرت رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات سے عطا ہوا اور بقایا علم جو کمالیت کو پہنچا۔ وہ بعد غسل مبارک حضرتؐ کے سینہ اور پیشانی سے قطرات آب کا چوس لینا تھا۔ باقی اصحاب صفہ سے بھی خاندان صوفیہ کی تعلیم ہے۔ لیکن بعد میں حضرت علی مرتضیٰؓ کی طرف سب خاندان منسوب ہوئے۔ فیض کا دربار عالی وہی ہے کیونکہ اولاد علیؓ ہی سے صوفیاء کرام کے اکثر پیشوا ہوئے ہیں جن سے یہ فیض جاری ہوا اورانہی کے فیض سے اولیا اللہ اورولی ہوئے اوراسی جماعت کا جہاد عام مشہور ہے۔ کہ ہزارہا مخلوق مشرف با اسلام ہوئی اورانہی اولیاء اللہ کی توجہ سے علاقوں کے علاقے مسلمان ہوئے اور ہندوستان تو انہی اولیاء اللہ کی جماعت نے مسلمان کیا۔ جوعام تواریخ سے ثابت ہے یہ گروہ صوفیاء کرام شریعت کا پکا حامی ہے اور اس گروہ کے دو فرقے ہیں ایک گروہ اہل سماع ہے۔ دوسرا اس کو جائز نہیں سمجھتا۔ جواہل سماع ہیں۔ وہ اپنی دلیل حدیث رسول پاک پر مستحکم ہیں جوحضرت مخدوم شرف الدین احمد بہاری نے اپنے مکتوب ترانویں میں نقل کیا ہے۔ خاندان چشت سماع کو جائز سمجھتا ہے اور ساتھ ہی اس سے جو جوخانوادہ ہیں سماع سنتے ہیں یہ خاندان حضرت حسن بصریؒ سے جو حضرت علیؓ سے بیعت ہیں ملتا ہے اور ہندوستان میں اکثر خاندان سے اسلام پھیلا۔ انشاء اللہ بتوفیق ایزدی اس خاندان کا شجرہ نسب بیت علیحدہ تحریر کروں گا اور مقصود علم تصوف اور بیعت مرشد صوفیاء کرام کے متعلق ذکر کرنا خیال کرکے تحریر کرتا ہوں اللہ کریم توفیق صحت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

یہ آیت نازل ہوئی جبکہ حضورؐ حج کے لیے مکہ میں تشریف لے گئے تھے اوریہی آپ کا حج حجتہ الوداع ہے نزول آیت وقت نماز عصر کا تھا اور آنحضرت اس وقت ناقہ غضباء پر سوار تھے اس آیت کے نزول سے اکیاسی دن بعد حضرتؐ مدینہ منورہ میں بیمار ہوئے اور گیارہ دن بیمار رہ کر انتقال فرمایا آیت یہ ہے **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔** اب ہم تمہارے دین کوتمہارے لیے کامل کر چکے اور ہم نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا اور تمہارے لیے اسی دین اسلام کو پسند فرمایا یعنی آج کامل کر دیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا کہ اب اس کے احکام منسوخ نہ ہوں گے اور تمام کردی اوپر تمہارے نعمت اپنی کہ حج ادا کرو بے خوف ہو کر اور مطمئن رہو اور کوئی مشرک تمہارے ساتھ حج نہ کرے گا اور اختیار کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین کہ سب دینوں سے پاکیزہ تر ہے یہ آیت سورۃ المائدہ جو سپارہ چھ میں واقعہ ہے کے رکوع اول میں ہے۔ یہ سورۃ ترتیب نزول قرآن میں ایک سو بارہ نمبر پر ہے اور ترتیب تلاوت نمبر پانچ پر ہے اور نزول اس سورت کا مدینہ منورہ میں ہوا۔ اور صرف یہی آیت جس کا ذکر پہلے ہوا مکہ معظّمہ میں نازل ہوئی بعض اصحاب اس آیت کے نزول پر خوش ہوئے کہ اب ہمارا دین تکمیل کو پہنچ گیا ہے لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسے فہمیدہ اور زیرک اصحاب بہت روئے کہ تکمیل دین کے بعد نبی کا رہنا ضروری نہیں اور حضرتؐ نے بھی اس آیت کے نزول کے بعد فرمایا تھا کہ شاید سال آئندہ ہم نہ ہوں۔

۱۱ھ حجتہ الوداع سے فارغ ہو کر حضرتؐ جب مدینہ منورہ پہنچے۔ علاقہ شام کے لیے لشکر تیار کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور اسامہ بن زید کی سرداری میں لشکر تیار ہوا۔ ابھی روانگی کا حکم نہیں ہوا تھا کہ حضرتؐ کی طبیعت علیل ہوئی۔ بخار بڑی شدت سے ہوا اور اس روز آپ ام المومنین حضرت میمونہ کے گھر تشریف رکھتے تھے۔ حضرتؐ کے فرمان کے مطابق سب ازواج مطہرات آپ کے پاس جمع ہوئیں۔ اس وقت حضرت فاطمہؓ خاتون جنت آپکی صاحبزادی بھی حاضر تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری بیماری کے دن عائشہ صدیقہؓ کے گھر ہوں۔ کیونکہ میں اس مرض کی وجہ سے باری باری ہر جگہ نہیں جا سکتا۔ امہات مومنین نے باالاتفاق بخوشی منظور فرمایا۔ حضرتؐ گھر سے باہر تشریف لائے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ دونوں طرف برابر تھے۔ حضرتؐ نے اپنے دونوں ہاتھ ان

ذکر مقصود تصوف بیعت مرشد کیفیت درویشی اصحاب صفہ کی تعلیم رسول پاک ﷺ سے تھی جس کے دو طریقے تھے اول تعلیم قرآن اور امرونہی احکام ربی کا سبق۔ دوسرے جب اس کی پابندی کا یقین ہوجاتا تو قرب الٰہی کی تعلیم ہوتی۔ یہی انکا کام تھا اور یہی انکی تعلیم تھی۔ جو رسول پاک ﷺ سے ہوئی تھی اور انکا جہاد بھی یہی تھا انکی توجہ سے دنیا کے ہر گوشہ میں اسلام پھیلا اور ترقی کی ان صوفیاء کرام کے دو فرقے ہوئے ایک جو علمائے دین کہلائے اور دوسرا جو اولیاء اللہ اور صوفیاء کرام سے موسوم ہوئے۔ علمائے دین کی صفت یہ ہے کہ مخلوق اللہ کو بموجب قرآن اور حدیث کے امرونہی احکام ربی سے آگاہ کرنا اور راہ ہدایت پر ان کو لانا اور خود علم باعمل ہونا۔ عبادت الٰہی میں مشغول رہنا اور قرب الٰہی میں ہونیکی کوشش کرنا اور ہونا دنیا دین سے وابستہ رہنا۔ جیسے امامین شریعت حضرت امام ابوحنیفہؒ مقدمین امام ہوئے ہیں و دیگر امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ ہوئے ہیں۔ اپنے زمانہ میں ہزار ہا لوگوں کو راہ ہدایت سکھائی۔ اور دین محمدی ﷺ پر مستحکم کیا اور مابعد کی مخلوق کے لیے ایسی آسان طریقہ سے تعلیم دی کہ ہر بشر انکے پیرو رہ کر دین اور دنیا دونوں میں کامیاب ہوجاتا ہے اور پکا مسلمان بن جاتا ہے اور اولیاء اللہ وہ ہیں جن پر شریعت کی پابندی لازمی ہے اور وہ شریعت سے ایک قدم باہر نہیں چلتے اور عبادت الٰہی میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ دنیا ان سے ترک ہوجاتی ہے لیکن وہ تارک نہیں ہوتے اور نور محمدیؐ سلسلہ بہ سلسلہ ان کو پہنچتا ہے جب اس حالت میں ہوجاتے ہیں تو ہزار ہا مخلوق کو ان سے فیض ہوتا ہے اور مومن کی صف میں آجاتے ہیں مومن کو قرب الٰہی ہونا چند اسباب ظاہری پر موقوف ہے۔ سب سے پہلا مقصد یہ ہے کہ حلاوت ایمان نے اس کے دل میں اتنا اثر کیا ہو کہ اتباع سنت اور اجتناب فنا کی توفیق حاصل

دونوں کے کندھوں پر رکھے تھے اور پاؤں مبارک زمین پر رکھتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ اور باقی ازواج حضور بھی وہیں حاضر رہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حاضر ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ بیماری کے دنوں میں میں خدمت بجا لاؤں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ مرض کے دنوں میں اگر اپنی بیویوں اور لڑکی کے پاس نہ رہوں تو ان کو تکلیف ہوگی۔ تم کو تمہاری اس نیت کا اجر اللہ کریم دے گا۔ عبداللہ بن مسعود حضرتؐ کے پاس آئے اور بخار دیکھا اس وقت بہت زیادہ تھا اور عرض کی کہ یارسول اللہؐ لوگ اس بخار کو ذات الجنب کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے لطف و کرم کے سزاوار نہیں کہ اپنے پیغمبر کو یہ مرض کرے یہ مرض شیطانی ہے اور شیطان کا میرے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ یہ اس زہر آلودہ لقمہ کا اثر ہے جو خیبر میں تناول کیا تھا۔ اس وقت اس کا یہ اثر ظاہر ہوا ہے۔ میری رگ و ریشہ کو اس نے کاٹا ہے۔ شاید اس مرض سے ہم نہ بچیں۔ بخار کی شدت سے آپ مسجد میں نہ جا سکے نماز کا وقت ہوا تو حضرت بلالؓ دروازے پر آئے اور آواز دی الصلوات یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کو کہہ دو کہ امامت کرادیں۔ حضرت بی بی عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی یارسول اللہ حضرت عمرؓ کو فرمادیں کیونکہ ابوبکر رقیق القلب ہے۔ جب آپ کے مقام پر کھڑا ہوگا محراب خالی دیکھ کر رقت ہوگی قرأت ادا نہیں کر سکے۔ حضورؐ نے دوبارہ پھر فرمایا کہ ابوبکرؓ کو کہہ دو کہ لوگوں کی امامت کریں۔ القصہ حضرت بلالؓ واپس مسجد میں چلے گئے اور رسول اللہؐ کا ارشاد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہہ دیا۔ اور خود سر پر ہاتھ رکھ کر رونے لگے اور بہت واویلا کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اٹھے جب ان کی نظر محراب مسجد میں گئی حضرتؐ سے خالی دیکھ کر رقت طاری ہوئی۔ بہت روئے یہاں تک کہ بیہوش ہوکر گر پڑے۔

تمام اصحاب میں گریہ زاری سے کہرام مچ گیا۔ رسول پاکؐ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے دریافت کیا کہ یہ شور کیسا ہے بیٹی نے عرض کی کہ یارسول اللہؐ آپ کے اصحاب آپ کی جدائی میں روتے اور فریاد کرتے ہیں۔ اس وقت حضورؐ نے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کو بلایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو ان کے سہارے مسجد تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی امامت میں آپ نے نماز ادا کی۔ اور بعد فراغت نماز فرمایا کہ اے گروہ مسلمانان تم اللہ کی حفاظت اور پناہ میں رہو میں اس وقت دنیا سے مفارقت کرتا ہوں تم کو چاہیے کہ اللہ کی فرمانبرداری کرتے رہو اور اسی پر اپنا بھروسا رکھو۔ یہ فرما کر گھر واپس

تشریف لے آئے۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے ایک ماہ اول اپنی موت کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔ بحالت مرض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابہ کرام کو اپنے پاس بلایا۔ جس وقت سب اصحاب حاضر ہوئے تو جماعت اصحاب کی طرف بڑی شفقت ورحیمانہ نظر سے دیکھا۔ جدائی کا ان سے خیال فرما کر بہت روئے۔ اس وقت اصحابہ کرام کو بہت صدمہ پہنچا اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ موت کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ وقت جدائی ہے جو تا قیامت رہے گا اصحابہؓ نے بڑے صبر واستقلال سے حضرتؐ کی خدمت میں چند معروضات کیں۔ اول یہ عرض کی یا رسول اللہؐ حضور کو غسل کون شخص دے گا۔ حضورؐ نے فرمایا اہل بیت سے جو ہمارا زیادہ نزدیکی ہو اور پھر عرض کی کہ کفن کس کپڑے کا ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ جیسے ہم پہنتے ہیں یا وہ کپڑا مصری یا یمنی جو سفید ہو۔ پھر اصحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ پر نماز جنازہ کون پڑھائے گا۔ یہ عرض کرتے ہی اصحابہ سے صبر نہ ہو سکا رونا شروع کیا اسوقت حضرتؐ خود بھی بہت روئے اور استقلال سے حضرتؐ نے فرمایا کہ صبر کرو۔ تم پر اللہ کی رحمت ہو وا ویلامت کرو۔ اللہ تم پر رحم کرے گا۔ اور تمہارے گناہوں کی معافی ہو۔ جب غسل دے کر کفن پہنا دو اسکے بعد باہر صحن میں رکھ کر کچھ مدت کے لیے مجھے اکیلا چھوڑ دینا۔ پہلے جو مجھ پر نماز پڑھے گا وہ میرا دوست جبرائیلؑ ہوگا۔ اس کے بعد میکائیلؑ اس کے بعد اسرافیلؑ اس کے بعد عزرائیلؑ ملائکہ گروہ کے ساتھ یکے بعد دیگرے نماز پڑھیں گے۔ اور یہ بھی فرمایا تھا اول من یصلی علی ربی۔ یعنی پہلے میرا رب ہوگا بعد میں جبرائیلؑ اور ملائکہ باترتیب نماز پڑھیں گے اور اس کے بعد اہل بیت نماز پڑھیں۔

اس کے بعد انکی مستورات باجماعت اور ان کے بعد میرے اصحابہ جو اس وقت موجود ہیں اور یہ سب میری وصیت ہے ہر مومن مسلمان پر جو میری پیروی کرتا ہے اور تا روز قیامت کرتا رہے گا۔ میرا ان پر سلام پہنچانا پھر صحابہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ آپ کو قبر میں کون اتارے گا فرمایا میرے اہل بیت اور ان کے ساتھ بہت سے فرشتے ہوں گے جو تم کو دیکھیں گے اور تم ان کو نہ دیکھ سکو گے اور یہ بھی ایک روایت ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تین باتیں نگاہ میں رکھنا اول یہ کہ وفود کی بدستور تواضع کرنا اور انعام دینا۔ دوسرے یہ کہ جو کفار عرب ہیں ان کو عرب سے نکالنے کی کوشش کرنا۔ تیسرے یہ کہ اسامہ کا لشکر علاقہ شام کو روانہ کر دینا۔ انہی امور کے لیے قلم دوات آپ نے طلب فرمائی کہ یہ باتیں ضبط تحریر

ہوئی ہو۔ یہ اللہ کی محبت کا پہلا مرتبہ ہے یہی وسیلہ اعلیٰ مرتبہ میں ترقی کا ہوجاتا ہے اسکا سبب دو باتوں کا جمع ہونا ہے اول صحبت شیخ کامل جسکے قلب کی توجہ سے مرید کے دل میں نور محبت پیدا ہوا اور یہ نسبت قلبی جو شیخ سے حاصل ہوتی ہے یہ وہ امانت ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسوقت تک مقدس سینوں میں منتقل ہوتی چلی آتی ہے۔ صحابہ کو یہ فیض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھا اسی وجہ سے تمام اہلسنت کا اتفاق ہے کہ ادنیٰ درجہ کا اصحابی غیر اصحابی سے افضل ہے۔ اسکے بعد تابعین میں بھی اس کیفیت کا عموم رہا پھر رفتہ رفتہ اقتداء زمانہ سے آثار نبوت بعید ہوئے تو اس نسبت کا عموم جاتا رہا اور یہ دولت خاص لوگوں سے مختص رہ گئی آخر یہ نوبت ہوئی کہ اہل ظاہر کا فرقہ ممیز ہوگیا اور ان کے مقابلہ میں دوسرا فرقہ صالحین کے نام سے موسوم ہوا اور اول فریق سے جو اصحاب صفہ سے چلا آتا تھا یہ دو فرقے اسی سے ہوئے اول واعظین جنکو علماء کرام کہا گیا ہے دوسرا فرقہ اولیاء اللہ کا ہے جنکو صالحین کہا گیا ہے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اس وقت سلطنت اسلام کا دور تھا اور زوروں پر تھا تو علم ظاہری وباطنی کا اشتراک رہا۔ یعنی جو زاہد علم باطنی سے فیضیاب ہوتا۔ اس سے علم ظاہری کا بھی درس جاری ہوتا اور باطنی فیض سے بھی زاہد لوگ فیض یاب ہوتے۔ یہ وہ لوگ تھے جو علوم ظاہری کے اکتساب کے ساتھ شیوخ قلبی پرتوے نور باطنی حاصل کیا کرتے تھے جب یہ لوگ علیحدہ ہوئے یعنی جب یہ زمانہ آیا کہ لوگوں کی طبیعت پر نفسانی خواہش پیدا ہوئی زہد وتقویٰ کے رواج میں کمی ہوئی تو اس امر کی ضرورت ہوئی۔

کیفیت بیعت

جو شخص اس فیض کے اکتساب کے لیے شیخ کی خدمت میں جاتا تو پہلے شیخ اس کو معاصی سے تائب کراتا اور اتباع سنت کا مستحکم وعدہ لیتا اسی عہد کا نام بیعت ہے۔ یہ بیعت اس بیعت

رضوان کی تابع اور پابندی سنت رسول اللہ ﷺ
ہے۔ جس بیعت رضوان کا ذکر حالات اصحاب
صفہ میں آچکا ہے اور یہ بیعت رضوان ۶ھ
مقام حدیبیہ پر قضا عمرہ میں ہوئی تھی اور اسکا
مفصل ذکر حالات رسول اللہؐ ۹ھ میں بھی
تحریر ہو چکا ہے۔ پس جب شیخ کے ہاتھ پر
ہاتھ رکھ کر اقرار اطاعت امر الٰہی واجتناب
منہیات کا کیا۔ بعد شیخ مرید دست بیعہ کا
استقلال ایک مدت تک دیکھتا ہے۔ اور بخوبی
امتحان کرتا ہے کہ اپنے عہد پر مستقل ہے یا نہیں
جس مرید کو شیخ اس عہد میں پکا دیکھتا ہے پھر اس
کے دل میں اس نور سے اس کا حصہ پہنچاتا
ہے۔ جو سینہ رسول ﷺ سے درجہ بدرجہ امانت
چلا آتا ہے۔ ترقی درجات وقرب الٰہی کثرت
ریاضیت ومجاہدہ سے بھی ہے۔ حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد
رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ بندہ کو قرب وبیش
حاصل کرنے کو ادائے فریضہ سے زیادہ کوئی
احسن طریقہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے
کہ میری قربت نوافل کے ذریعہ سے بھی ہوتی
رہتی ہے اس سے یہ نوبت پہنچتی ہے کہ اسکو اپنا
محبوب بنالیتا ہوں جب میں نے اسے محبوب بنا
لیا تو اسکا ہر تعلق مجھ سے ہی ہوتا ہے اور وہ مجھ
سے مانگتا ہے میں اسے دیتا ہوں اور جب وہ
مجھ سے پناہ مانگتا ہے میں اسے اپنی حمایت میں
لیتا ہوں۔ اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ
قرب الٰہی کثرت ریاضت اور عبادت سے
حاصل ہوتا ہے اور جس قدر بندہ عبادت کرتا
ہے۔ اسی قدر اللہ کے قریب ہوجاتا ہے۔
یہاں تک کہ اس کا مرتبہ کمالیت کو پہنچ جاتا ہے
اور اللہ کے کام کا کفیل ہوجاتا ہے۔ اس وقت
اس نور امانت سے حصہ حاصل کرنے کی
ضرورت پڑتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ وسیلہ
اختیار کرو جیسا کہ بابا فرید گنج شکرؒ نے والدہ
کے ارشاد پر زہد وتقویٰ اس قدر کیا کہ رتبہ
کمالیت کو پہنچے اور قرب الٰہی حاصل ہوا لیکن
اس نور امانت سے فیضیاب ہونیکے لیے بیعت

میں آجاویں۔ بعض کا خیال ہے کہ خلافت کے لیے لیکن یہ خیال غلط ہے کیونکہ خلافت کا
فیصلہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں پہلے ہی فرما دیا تھا۔ جبکہ مسلمانوں کی امامت کے
لیے دوہرانے پر ارشاد فرمایا تھا اسی مرض کے دنوں میں ایک دن حضرت جبرائیل تشریف
لائے اور عرض کی کہ یارسول اللہ اللہ حق تعالیٰ نے مجھ کو آپ کی خدمت میں اس لیے بھیجا
ہے کہ اگر آپؐ چاہتے ہیں تو اس مرض الموت سے شفا دوں اور اگر آپ چاہتے ہوں تو
اپنے پاس بلالوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو اپنے رب کے حوالہ کیا جو وہ
چاہتا ہے میں وہی چاہتا ہوں۔ اپنی رضا کو دوست کی رضا میں دے دیا۔ ایام مرض میں
ارباب سیر میں اختلاف ہے چودہ، تیرہ، بارہ دن مرض کے لکھے ہیں۔ لیکن دس یوم بیماری
میں اتفاق ہے کہ پہلی تاریخ ربیع الاول کو طبیعت علیل ہوئی اور گیارہ تاریخ کو حضورؐ کا وصال
ہوا۔ حضرت جبرائیلؑ تین دن آتے رہے اور یہی جواب سنتے رہے۔ تیسرے دن
عزرائیل اور اسمٰعیل نام فرشتہ کہ ستر ہزار فرشتوں کا حاکم ہے۔ حضرت عزرائیل کے ساتھ
تھا حاضر ہوئے۔ حضرتؐ نے حضرت جبرائیل سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے۔ حضرت
جبرائیل نے عرض کی یہ ملک الموت ہے آپؐ کے دروازہ پر کھڑا اجازت مانگتا ہے۔ اس
سے پہلے اس نے کبھی کسی آدمی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ آگے کرے گا۔ حضرتؐ
نے فرمایا کہ اسے بلالو۔ ملک الموت کو جب اجازت ہوئی تو اندر آیا اور سلام عرض کی
اور کہا کہ یارسولؐ حق تعالیٰ نے مجھ کو آپؐ کے پاس بھیجا ہے اور حکم کیا ہے کہ جو کچھ آپ
فرمائیں بجالاؤں۔ اگر آپ فرمائیں تو آپکی روح مبارک قبض کرکے آسمانوں پر
لیجاؤں۔ نہیں تو واپس چلا جاؤں۔ حضرتؐ نے حضرت جبرائیلؑ کی طرف دیکھا تو انہوں
نے فرمایا کہ یارسول اللہؐ اللہ کریم آپؐ کے دیدار کا مشتاق ہے۔

حضرتؐ نے ملک الموت سے فرمایا کہ جو کام تو چاہتا ہے کر اس وقت جبرائیل
نے کہا کہ یا نبی اللہ علیک السلام اس کے بعد کبھی پیغام ربی لے کر دنیا میں نہ آؤں گا۔ دنیا
میں میرا آنا تیرے ساتھ تھا۔ (چو یوسفم تو نہ باسی مرا بمصر چہ کار چو ہم مہم تو نہ باسی سفر چہ سود
کند) اور حضرت عباسؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ ملک الموت نے دروازہ پر آواز دی اس
وقت حضرتؐ عالم بیہوشی میں تھے حضرت فاطمہؓ اپنے باپ کے سرہانے تھیں جواب دیا کہ
حضرتؐ اس وقت اپنے حال میں ہیں پھر دوسری آواز دی تو پھر بھی حضرت فاطمہؓ نے وہی
جواب دیا۔ پھر تیسری آواز ہیبت ناک سے ملک الموت نے اجازت طلب کی کیونکہ اللہ کریم

کی ضرورت پڑی اور ارشاد الٰہی پر پیر کی تلاش شروع ہوئی۔ پھرتے پھراتے دہلی پہنچے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے دست بیع ہوئے اور امانت نور سے اپنا حصہ حاصل کیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ بیعت ضروری ہے گویا بیعت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ جب مرتبہ معیت حاصل ہوجاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف مذکورہ سے ثابت ہوا یہ مرتبہ قربیت ایسے لفظوں میں بیان ہوا ہے کہ علماء ظاہر کو اس قسم قسم کی تحویلین کرنی پڑتی ہیں۔

مگر حقیقت اس مقام کی اسی پر کھلتی ہے جو اس مقام پر فائز ہوتا ہے شیخ کامل کی توجہ کثرت ریاضت وعبادت اسباب قرب الٰہی کی علت فاعلی کے ہیں اور علت قابلی مرید کی استعداد اور فطرت ہے پس ہر شخص اس فیض کا اثر اپنی قابلیت اور استعداد کے مطابق حاصل کرتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بغیر توسط شیخ کثرت ریاضت انسان کی طبیعت ایسا عالی مرتبہ قبول کرتی ہے کہ جذب الٰہی بلاواسطہ اسکو کھینچ لیتا ہے جسطرح انبیاء علیہ السلام کو نبوت بغیر کسب کے حاصل ہوئی اسی طرح یہ مرتبہ ولائت بلاواسطہ نصیب ہوتا ہے اولاً فیض برحمت توجہ شیخ وکثرت ریاضت جو علتین قرب الٰہی کی ہیں ان دونوں علتوں میں بھی جس کا اثر غالب ہوتا ہے وہی رنگ زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ جب جذبہ شیخ غالب ہوتا ہے تو طالب ماسوائے بے خبری کی حالت میں ہوجاتا ہے اور باطنی کمال ایسے غالب آجاتے ہیں کہ تکلیف احکام ظاہری بھی اس سے اٹھ جاتے ہیں جس کو مجذوب کہتے ہیں اور اگر عبادت وریاضت غالب ہوتی ہے تو وہ مرتبہ سلوک میں ہیں اسی کو سلوک کہتے ہیں یہی مرتبہ عالی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ کثرت ریاضت سے تزکیہ نفس ہوجاتا ہے اور کمال تزکیہ کے بعد وہ استعداد حاصل ہوجاتی ہے کہ سالک کی سیر مجذوب سے بدرجہا ناقص ہوجاتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان دونوں علتوں کا اثر برابر برابر

کا ارشاد تھا کہ پہلے اجازت لینا اس آواز سے سب گھر میں لرزہ پیدا ہوا۔ حضرت ہوش میں آئے اور پوچھا کہ کیا ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے سب ماجرا عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ یہ ملک الموت ہے مارڈالنے والا لذتوں کے قطع کرنے والا اور جماعت میں تفرقہ ڈالنے والا۔ عورتوں کو بیوہ کرتا ہے، بچوں کو یتیم مسکین بناتا ہے۔ بھائی کو بھائی سے اور بیٹے کو ماں باپ سے جدا کرتا ہے یہ سن کر حضرت فاطمہؓ نے رونا شروع کیا۔ حضرتؐ نے فاطمہؓ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے سینہ پر رکھا آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا یارسول اللہؐ میری جان آپ پر قربان ہو ایک دفعہ پھر دیکھو اور کچھ فرماؤ۔ حضرت نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا کہ اے میری بیٹی گریہ مت کر کیونکہ تیرے رونے سے تمام عرش کانپتا ہے۔ اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت فاطمہؓ کے چہرہ سے آنسو پونچھے اور تسلی کی اور فرمایا خداوندا، اس کو میری جدائی میں صبر عطا کر اور فاطمہؓ سے فرمایا کہ جب میری روح قبض ہو تو اس وقت یہ کہنا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥ پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی یارسول اللہؐ آنکھیں کھولیں اور میری طرف نگاہ کریں فرمایا جو تجھ کو کل وصیت کی گئی ہے وہی ہے۔ اس پر عمل کرنا پھر تمام ازواج مطہرات کے لیے فرمایا کہ عصمت کا پردہ تم پر رہے۔ تم کو چاہیے کہ اپنے گھر کے گوشہ کو نگاہ رکھو اور اپنے آپ کو نگاہ رکھو اور نامحرم کی نظر سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ پھر حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے سر سینہ پر رکھے۔ حضرت نے آنکھیں کھولیں اور ان سے محبت کی اور ان کو بوسہ دیا۔ پھر حضرت علیؓ کو طلب فرمایا اور ان کو کچھ وصیت فرمائی۔ ملک الموت نے پارہ حریر پیش کیا روح مبارک عرش بریں پر لے گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥ اس وقت حضورؐ کا سر مبارک حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گود میں تھا۔

بارہ ربیع الاول ڈیڑھ پہر دن چڑھے دوشنبہ کا دن ۱۱ھ، ۶۳۲ء تھا اور اس وقت آپ کی عمر شریف تریسٹھ سال چار دن تھی جس وقت یہ خبر صحابہ کو ملی بڑا صدمہ ہوا۔ حضرت عثمانؓ ایک مدت عالم سکوت میں رہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرے نہیں یہ منافقین کا شعبدہ ہے اور تلوار میان سے نکال لی کہ جو شخص یہ کہے گا کہ مر گئے ہیں اس کو قتل کردوں گا۔ اور تلوار لے کر پھرنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے مکان پر نہ تھے۔ جب خبر ہوئی فوراً آئے اور حجرے میں گئے اور چہرہ مبارک کو بوسہ دیا رونے لگے اور فرمایا جیسی آپ سے زندگی میں خوشبو تھی ویسی ہی موت میں ہے۔ جب باہر آئے اور عمرؓ کا حال

پڑتا ہے ایسے کس کو سالک مجذوب کہتے ہیں یہ مرتبہ ان دونوں مرتبوں سے غالب ہے کبھی ایسا بھی ہوتا کہ جب کبھی کسی کو استعداد کامل ہوجاتی ہے تو وہ کسی ولی یا پیغمبر کی روح سے فیض حاصل کر کے مرتبہ ولائت پر پہنچ جاتا ہے۔ اس مرتبہ کو اویسی کہتے ہیں کیونکہ حضرت اویس قرنیؓ کو ظاہراً صحبت رُسول صلعم نہ ہوئی مگر باطنی فیض حضرت ہی کی ذات پاکؐ سے ہے اور مقربان الٰہی میں ان کا اعلیٰ درجہ ہے پس اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عبادت اور مشاہدہ میں قرب الٰہی حاصل کرنے کو کسی واسطہ کی ضرورت ضرور ہے۔ جس سے نور رسول اللہؐ سے پہنچ کر قبولیت میں خلل واقع نہیں ہوتا پس ثابت ہوا کہ عبادت و مشاہدہ خطرہ میں رہتا جب تک بیعت شیخ نہ کی جاوے اس لیے قرب الٰہی کے لیے بیعت کرنا نہایت ضروری ہے اور اسی سلسلہ میں بادشاہت دینا ظاہری و باطنی قائم ہوئی۔

بادشاہت

محمد رسول خاتم المرسلین وشہنشاہ زمان ہیں آپ کے بعد آپ کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے جو خلیفۃ المسلمین کہلائے دونوں خلافتیں آپ کے سپرد تھیں بادشاہت ظاہری اور بادشاہت باطنی بھی کیونکہ آپ سے فیض باطنی بھی جاری ہوا جس کا شاہد خاندان نقشبندی ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمر ابن الخطاب وحضرت عثمان غنیؓ وحضرت علی مرتضیٰؓ یکے بعد دیگرے خلیفۃ المسلمین ہوئے اور باقی اصحاب رسول صلعم عام موجود تھے جن کو فیض باطنی رسول اللہ سے جاری تھا حضرت علی مرتضیٰؓ کے وقت میں اصحابہ کرام کی بہت کمی ہوئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فیض جاری ہوا۔ جس کی شہادت خاندان سہروردی اور چشتیا اور قادری دیتے ہیں یعنی یہ چار خاندان بعد حضرت اصحاب صنہ سے فیض باطنی کے دنیا میں اسلام کے پکے شاہد ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد خلافت

دیکھا ممبر پر جا کر خطبہ فرمایا کہ اے مسلمانوں مضطرب نہ ہووو۔ اور آیت ما محمد الا رسول پڑھی اور فرمایا کہ اگر اللہ کے بندے ہو جس نے محمدؐ کو پیدا کیا اور ان کو رسولؐ بنایا۔ اللہ کو پوجتے ہو تو درست ہے تو ایمان تمہارا حق پر ہے۔ اور اگر تم محمدﷺ کو پوجتے ہو تو انہوں نے انتقال فرمایا۔ جب حضرت عمرؓ نے یہ مضمون سنا ہوش آیا اور اپنے قول سے تائب ہوئے۔ سامان غسل کے فکر میں ہوئے کہ ایک شخص جسیم اور خوش رنگ داڑھی ان کی سفید اور سیاہ تھی آئے اور نعش مبارک کے پاس کھڑے ہو کر کچھ کلمات تعزیت فرمائے اور بہت روئے اور چلے گئے۔ حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یہ خضر علیہ السلام تھے۔ ابھی تک غسل کا سامان نہیں ہوا تھا کہ انصار سقیفہ بنی سعد میں جمع ہوئے اور ان کا اس وقت مشورہ تھا کہ ریاست کا کام سعد بن عبادہ جو قوم انصار سے تھا اس کے سپرد کیا جائے۔ مغیرہ بن شعبہ امر متنازعہ کی خبر لے کر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا اور حالات مذکورہ سے آگاہ کیا۔ اس خبر کے سنتے ہی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ حضرت ابوعبیدہؓ یہ سب اصحابہ رسولؐ سقیفہ بن سعد میں پہنچے اور اس امر پر بحث شروع ہوئی۔ بہت تکرار کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے حق میں فیصلہ ہوا سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے ان کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ اور بعد ازاں سب اصحابہ نے یکے بعد دیگرے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر اسی جگہ بیعت کی۔ دوسرے دن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خطبہ پڑھا باقی سب صحابہ نے بھی حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر اعلانیہ بیعت کی۔ جس وقت حضرت علیؓ کو خبر ہوئی آپ فوراً تشریف لائے اور حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت علیؓ کے گھر کچھ صحابہ خاندان قریش سے جمع ہوئے اور اس امر کو پیش کیا گیا کہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت ہو۔

لیکن یہ غلط ثابت ہوتا ہے کیوں کہ ابی سفیان نے حضرت علیؓ کو کہا کہ ابوبکرؓ کا کیا حق ہے۔ خلافت تمہاری ہے اس کے جواب میں حضرت علیؓ نے ابی سفیان کو بڑے رنج سے جواب دیا کہ تمہارے دل میں ہمیشہ سے انسداد ہے۔ بعد ایمان بھی اس کا اثر باقی ہے خلفائے راشدین کا خلافت قبول کرنا محض اللہ کے واسطے تھا۔ جس کا ظہور بعد میں خلفائے راشدین کے حالات میں ظاہر ہوتا ہے۔ جس وقت بیعت کا فیصلہ ہو کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی اس وقت ۳۳۰۰۰ صحابہ موجود تھے جنہوں نے بیعت کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ غسل اور کفن سے بموجب آنحضرت آپکا تعلق ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ اور فضیل ابن عباس اور اسامہ ابن زید وصالح

ایک بادشاہی طرز پر قائم ہوئی تو اس بادشاہت کے دو فرقہ ہوئے بادشاہت ظاہری و باطنی ظاہری میں تو خلیفتہ المسلمین کہلائے اور بادشاہت باطنی اولیاء اللہ کے سپرد ہوئی لیکن ان دونوں بادشاہتوں کے احکام دربار رسول اللہ سے ہی جاری ہوتے ہیں۔ اور ہوتے رہیں گے تا قیامت بادشاہت باطنی کی حقیقت یہ ہے کہ امر الہی کے مطابق جس شخص کو صاحب ولائت کا مرتبہ ملتا ہے وہ وساطت رسول اللہؐ جس ولائت کا حکم جاری ہو چلا جاتا ہے اور وہاں اسکی سکونت ہوتی ہے اور صاحب ولائت کے تابع ولی اللہ عہدیدار ہوتے ہیں اور دنیا میں بحالت مجزوبی یا جیسا مرتبہ ان کو حاصل ہو رہنا پڑتا ہے وہ مخلوق اللہ کی نگہبانی ان کا کام ہے جیسا کہ حضرت معین الدین سنجری چشتی کو بامر بی بارگاہ رسول پاک سے بادشاہ ہند کا ارشاد ہوا۔ اور بحکم رسول اللہ عربی کی ولائت سے ہندوستان تشریف لائے اور اجمیر ان کا مقام قیام ہوا اور ہند الولی عطائے رسول کا خطاب ہوا اور کشف قلوب سے ہندوستان کو دولت اسلام سے مالا مال کر دیا ظاہری بادشاہت بھی انکے تابع حکم تھی اور تمام ہندوستان میں آپکے فیض سے فیض یافتہ لوگ عہدوں پر ممتاز ہو کر فرائض منصبی ادا کرتے ہیں لیکن ظاہراً مخلوق میں ظاہر نہیں ہوتے اور ظاہری بادشاہت میں بھی انکا کچھ دخل رہتا ہے۔ اور آپکے سپرد کردہ علاقوں کے متعلق ان کے کام کی کمی یا پہلو تہی سے انکی باز پرس ہوتی ہے تا حال خانقاہ خواجہ معین الدین چشتی ہند الولی عطائے رسولؐ کا ظاہراً نظام محکمانہ طریقہ پر چلا آتا ہے جس میں ظاہری بادشاہ کا کوئی دخل نہیں ہے۔

اول از اسلام مذاہب دنیا

حضرت شیث بن آدمؑ سے مذہب صابیہ قائم ہوا جس کا اصول یزدان پرستی تھا حضرت نوحؑ تک یہی مذہب جاری رہا لیکن شیطان لعین جو آدمؑ اور اولاد آدم کا دشمن تھا۔ اس نے اولاد

حبشی وشقران نے مل کر غسل کی تیاری کی۔ انصار نے بہت واویلا کیا اور حضرت علیؓ سے درخواست کی کہ ہماری شمولیت بھی ہو۔ تاکہ شرف غسل ہمیں بھی حاصل ہو اس لیے اوس بن خولی انصار کو اجازت ہوئی وہ سعد بن قیمہ کے چاہ سے پانی لاتے تھے اور اس پانی سے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ غسل دیتے تھے۔ آنسرورؐ کا سر مبارک مشرق کی طرف تھا اور پاؤں مبارک مغرب کو تھے۔ حضرت علیؓ غسل دیتے تھے اسامہ اور شقران پانی ڈالتے تھے اور فضیل پیراہن کو بدلتے تھے۔ تین دفعہ خالص پانی سے درخت کنار کے پتے ڈال کر جسد اطہر کو غسل دیا۔ بعد غسل چند قطرات آب آنکھ پیشانی اور سینہ پر موتیوں کی طرح ظاہر تھے۔ یہ سب قطرات آب حضرت علیؓ نے اپنے ہونٹ لگا کر چوس لیے۔ جس سے بقایا علم لدنی حاصل ہو کر تکمیل علم باطنی کی ہوئی۔ آپ کے کفن مبارک کی تین چادریں تھیں جن میں دو عدد سفید تھیں اور ایک برد یمانی تھی۔ ان میں جسد مبارک کو لپیٹ دیا گیا اور مشک حنوط کفن پر چھڑ کا گیا۔ یہ مشک حضرت جبرائیل بہشت سے لائے تھے۔ حضرتؐ کا ارشاد تھا کہ یہ کفن پر چھڑ کنا۔ بموجب وصیت آنسرورؐ میت پاک کو گھر کے صحن میں رکھ کر سب صحابہ باہر تشریف لے گئے اور میت پاک کو اکیلا چھوڑا۔ کچھ عرصہ بعد ہاتف سے آواز آئی کہ اے اہل اسلام اب تم نماز پڑھو۔ تب سلسلہ وار بموجب ارشاد رسول اللہؐ میت رسول پاکؐ پر نماز جنازہ ادا کی۔ پھر دفن کے لیے مختلف تجاویز ہوئیں لیکن حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ میں رسول پاکؐ سے سنا ہے کہ پیغمبر کی روح جہاں قبض ہو وہیں قبر ہونی چاہیے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ میں جہاں حضرتؐ کا انتقال ہوا تھا وہاں سے فرش اٹھایا گیا وہی جگہ قبر کے لیے مقرر ہوئی۔ ابو عبیدہ اور ابوطلحہ نے قبر کھودنی شروع کی جو لحد والی تیار ہوئی اور وقت شب چہارشنبہ قبر کے پاس میت رسول پاک کو لا کر رکھا گیا اس وقت صبح صادق ہو گئی تھی۔ حضرت علیؓ و حضرت عباسؓ و عقیل و اسامہ و اشقر و فضیل و قشم و عبدالرحمٰن بن عوف یہ سب قبر میں اترے اور حضرت کے جسد مبارک کو قبر میں اتارا گیا اور وہ قطیعہ جو جنگ خیبر میں حضرت کو پہنچا تھا شقران نے قبر میں اس کا فرش کر دیا۔ اور کہا کہ آپ کے بعد اس کو کوئی شخص نہ پہنے اور لحد کے منہ پر اینٹیں چن دی گئیں سب قبر سے باہر نکلے اور سب کے بعد حضرت علیؓ باہر آئے اور مٹی ڈالنی شروع کی جو زمین موجودہ سے ایک ہاتھ بلند کر کے قبر کا نشان بنا دیا گیا۔ جب دفن سے فارغ ہوئے تو کل اصحابہ نے حضرت فاطمہ خاتون جنت کے گھر جا کر ان کے پاس افسوس کیا اور پھر یکے بعد دیگرے

آدم کو بہکا کر بعض کو اپنا پیرو بنایا ان میں شرک پھیلایا اور بت پرستی قائم کردی حضرت نوحؑ کے وقت اس میں ردوبدل ہو کر مسائل شبہات کی روک تھام ہوئی اور وہی مذہب یزدان پرست رہا۔ لیکن بت پرستی پھر بھی بدستور رہی جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا زمانہ آیا تو سابقہ شریعت سے ملت ابراہیمی قائم ہوئی اور اسی ملت ابراہیمی کو اللہ کریم نے برقرار رکھا۔ جو خاتم النبین حضرت محمد رسول ﷺ تک جاری رہی اور پھر اسی ملت ابراہیمی کو شریعت محمدیؐ کا جامہ پہنا کر مذہب اسلام قائم کردیا جو تا قیامت قائم رہے گا۔ اور یہی شریعت محمدیؐ تا قیامت رائج رہے گا حضرت ابراہیمؑ کے بعد حضرت کے پوتے حضرت یعقوبؑ کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ اور انکا قیام مصر میں ہوا۔ چونکہ مصری بادشاہت بت پرست تھے وہ اسی مذہب کے پیرو ہوئے اور حضرت یعقوبؑ کے بیٹے یہودا کی اولاد یہودی کہلائے انکا مذہب بت پرستی تھا اور کاہن لوگوں کے پیرو تھے جو شیطان کے تابعین تھے بنی اسرائیل میں بہت پیغمبر و بادشاہ ہوئے ہیں ان پیغمبروں کے تابعین ایماندار کہلائے اور نافرمان کافر ہوئے جن پر غضب الٰہی بھی نازل ہوتا رہا۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد قوم بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ بادشاہ مصر اور اسکے تابعین کو بہت ہدایت کی لیکن وہ ایمان نہ لائے اور غرق دریائے نیل ہوئے۔ حضرت موسیٰؑ اپنی قوم بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر خطہ عرب میں لے گئے۔ فارس میں سام بن نوح کی اولاد بادشاہ تھی ان میں زرتشت بادشاہ فارس ہوا۔ یہ بادشاہ حضرت عیسیٰؑ سے قریب تیرہ سو برس پہلے ہوا۔ خود یہ یزدان پرست تھا لیکن اس کے بعد اسکے حواریوں نے دو خدا قائم کیے یعنی یزدان اور اہرمن اور یزدان کو روشنی کا منبع خیال کر کے آتش کی تعظیم کرنے لگے۔ آخر کار اس سے مذہب آتش پرستی قائم کرلیا اس کے بعد سب

ازواج مطہرات کے گھر جا کر ہر ایک کے پاس علیحدٰہ علیحدٰہ افسوس کیا۔ ہر مرد اور عورت کو مدینہ منورہ میں وہ وقت قیامت تھا۔ ہر طرف سے واویلا شروع تھا حضرت انسؓ بن مالکؓ کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں اس دن کے برابر خوشی نہیں ہوئی جس دن آنسرورؐ ہجرت فرما کر تشریف لائے تھے اور صدمہ بھی اس دن کے برابر کبھی نہیں ہوا اور نہ ہوگا جس دن آپ کا وصال ہوا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

نور احمد کا اگر پردے کے اندر ہوتا — کوئی حیران، کوئی ششدر، کوئی بیخود ہوتا
کفش بردارئے حضرت کا جو منصب ملتا — دوسرا نہ کوئی مجھ سا نداریں میں افسر ہوتا

بادشاہان فارس آتش پرست ہوئے اس خاندان کا آخری بادشاہ دارا ہوا۔ جس کا خاتمہ سکندر اعظم بادشاہ مقدونیہ جو مذہب کا یزدان پرست تھا اور پھر فارس میں ساسانی خاندان کی بادشاہت قائم ہوئی اور وہ بھی آتش پرست تھے ان کا بادشاہ نوشیرواں عادل پیدائش محمدؐ کے وقت میں تھا اور آتش پرست تھا اور ساسانی خاندان کا آخری بادشاہ یزدجرد ہوا ہے جس کا خاتمہ وقت حضرت عمرؓ خلیفۃ المسلمین ثانی میں ہوا۔ اور ملک فارس مسلمانوں کے قبضے میں آگیا اس وقت اس ملک وقوم کے لوگ پارسی کے نام سے پائے جاتے ہیں۔ جن کا مذہب آتش پرست ہے ہندوستان جو اولاد حام سے آباد تھا بت پرست تھا اس ملک میں بھی اللہ کریم نے اس قوم کی ہدایت کیلیے اپنے بندے بھیجے اور وہ راہ ہدایت بتلاتے رہے لیکن ان کے بعد ان کے پیرو ان کی ہدایتوں کو ایسے طریقہ پر لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہے کہ ان کے احکام ہدایت برے برے قبیح کاموں کا منبع بنا دیا۔ چنانچہ گنگا کے کنارے منو نام ایک شخص پیدا ہوا جو علم حاصل کرنے کے لیے پھرتا پھراتا فارس پہنچا اور وہ زمانہ زرتشت کا تھا وہاں رہ کر اس کے مکتبوں میں چالیس سال تک انہی کی تعلیم حاصل کی اور پھر واپس ہندوستان آیا اور یہاں کی زبان کا نام سنسکرت رکھا اور ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی جو مذہب ہندو نام سے موسوم ہوا۔ اور ہندو مذہب کے متعلقہ قانون جو تیار کئے ان کتابوں کا نام وید رکھا جو الہامی خیال کی جاتی ہیں اور بت پرستی کے علاوہ جو پہلے سے اس ملک میں رائج تھی زرتشتی تعلیم سے آتش پرستی اور سورج چاند پرستی کو ایجاد کیا اور دیو پری جن سانپ وغیرہ کو بھی ترجیح دی اور اس مذہب کے حامی بھی بڑے بڑے بادشاہ ہوئے ہیں جنہوں نے اس مذہب کو زیادہ رونق دی اور کچھ عرصہ قبل

حلیہ شریف محمد رسول اللہ ﷺ۔

آنسرورؐ کا قد مبارک میانہ تھا جب آپ جماعت کے ساتھ چلتے تو سب سے بلند ہوتے اور جب مجمع میں بیٹھتے تو سر مبارک سب سے اونچا ہوتا۔ سر مبارک بڑا خوشنما خوش وضع تھا۔ بال مبارک سر کے سیاہ اور لمبے لیکن گھنگرو دار ہمیشہ گوش سے نیچے رہتے۔ کبھی گردن تک اور اس سے لمبے بھی کبھی ہوتے اور بالوں میں ہمیشہ کنو کا روغن استعمال کرتے اور شانہ بہ ہمیشہ کرتے۔ مانگ سیدھی اور کشادہ تھی بھویں باریک اور بشکل کمان کشیدہ اور پلکوں کے بال لمبے، گوش ہر دو میانہ اور سوہنے موضوں شکل، پیشانی صاف کشادہ چاند سے روشن زیادہ، بینی لمبی اور باریک رنگ مبارک سفید سرخی آمیز۔ رخسار مبارک گول سفیدی اور سرخی میں ملی ہوئی اور روشن چمکتے ہوئے چشمان مبارک بڑی اور بشکل بادام اندرون چشم سیاہی غایت، بمشمول سفیدی درمیان میں سرخ ڈورے خوشنما، عشاء کے بعد ہمیشہ سرمہ لگاتے، اور چلتے وقت ہمیشہ نگاہ نیچی رکھتے۔ ذات بابرکات کشادہ، ہونٹ باریک اور سبک، دانت مبارک سفید اور کشادہ جب تبسم ہوتا تو موتیوں کے مانند چمکتے۔ زبان شیریں جو الفاظ زبان مبارک سے نکلتے سننے والے کے دل میں گھر کر جاتے۔ زنخدان لمبی نرم اور کشادہ گویا حریرے سے زیادہ نرم۔ ریش مبارک لمبی سینہ پر بچھی ہوئی اور مشت کے برابر ہمیشہ ہوتی۔ ریش مبارک میں سفید بال بہت کم لیکن آپ نے کبھی خضاب نہ لگایا تھا۔ گردن مبارک خوشنما پتلی اور لمبی پشت پر دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت بشکل بیضہ کبوتر۔ پشت مبارک سفید اور چمکتی ہوئی، موہنڈوں پر خوشنما سیاہ بال، بغلیں سفید اور خوشبودار اور سینہ بے کینہ صاف اور چوڑا۔ سینہ سے ناف تک سیاہ بالوں کا ایک خط باریک عجب خوشنما باقی پیٹ بالوں سے صاف۔ شکم ہموار بازو لمبے خوب طاقتور کف ودست کشادہ اور صاف۔ انگشت ہاتھ پاؤں لمبی اور نرم۔ پاؤں مبارک نرم اور گوشت سے بھرے ہوئے۔ چلتے وقت زمین پر پاؤں صاف رکھتے تھے۔ آہٹ نہ ہوتی تھی چلتے وقت آپ کا زمین پر سایہ نہ تھا۔ اور آپ کے سر پر ہمیشہ ابر کا سایہ رہتا۔ آپ کا پسینہ ایسا خوشبودار تھا کہ کوئی عطر دنیا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ جس راستہ آپ جاتے مدت تک وہ راستہ خوشبو سے معطر رہتا۔

مسیح چین میں ایک شخص کنفیوشس نامی ایک شخص پیدا ہوا جو یافث بن نوح کی اولاد سے ہے یہ شخص بڑا مصلح اور مدبر تھا اور اس نے ایک نیا مذہب تیار کیا اور اس کا نام بدھ رکھا اور اصول اس مذہب کا یزدان پرستی ہے انسانی ہمدردی کو بہت ترجیح دیتے ہیں ان کے پیرو اپنے اصول پر بہت پابند ہیں۔ اور چین اور گردونواح ممالک چین یعنی ماچین تبت وغیرہ میں یہ مذہب بہت پھیلا یہ سب یافث کی اولاد ہیں محمد رسول ﷺ کی پیدائش سے چھ سو سال پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جو قوم بنی اسرائیل میں سے حضرت سلیمان بن داؤد پیغمبر کی اولاد سے ہوئے ہیں یہ پیغمبر ہوئے ہیں اور قرآن پاک میں عیسیٰ ابن مریم اللہ کریم نے ارشاد فرمایا ہے یہ بغیر باپ کے ہوئے ہیں مریم حضرتؑ کی والدہ کا نام ہے انہوں نے قوم یہود کو ہدایت کی جو ان کے تابعین ہوئے وہ عیسائی کہلائے ۔جب یہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تو انکے حواری جو یہودی مذہب سے ان پر ایمان لائے تھے انہوں نے یزدان پرستی ملت ابراہیمی کو جس پر حضرت ابراہیمؑ سے لے کر رسول اللہؐ تک سب پیغمبر کار بند رہے تھے چھوڑ کر تثلیث قائم کی یعنی تین خدا ماننے لگے عیسائی مذہب کو ایک نئے رنگ میں رنگ دیا گیا اب اس مذہب کے بارہ فرقہ ہوگئے ہیں اور دنیا کی اکثریت حصہ پر یہی مذہب حکمران ہیں۔ ان سب کے بعد اسلام آیا جو تا قیامت سلامت رہے گا۔

واللہ اعلم بالصواب۔

لباس بدن۔ آپ کرتہ سامنا گریبان پہنتے تھے اور دستار مبارک ٹوپی پر باندھتے تھے اور شملہ بین الکتفین تک ہوتا تھا۔ اور کبھی شملہ نہ ہوتا تھا اور تہہ بند یعنی چادر پہنتے تھے جس سے ٹخنے برہنہ رہتے۔ کرتہ کبھی پشمینہ کا اور کبھی کتان کا ہوتا۔ رنگدار آپ نے کبھی نہیں پہنا تھا ہمیشہ سفید کپڑا پہنتے تھے۔ پاؤں میں موزہ اور جوتا پہنتے تھے اور غذا میں کبھی ایسی خواہش نہ کی جو ضروری ہو۔ جو موجود ہوتا وہ خوشی سے تناول فرماتے البتہ شہد کا شربت خواہش سے نوش فرماتے تھے۔ آپ کے خصائل کی تحریر طاقت قلم سے باہر ہے۔ جس کا مداح خود قادر مطلق ہو۔ بشر کو کیا طاقت کہ اس سمندر بے پایاں میں غوطہ زن ہو اب میں اس پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ کریم خود فرماتا ہے۔

لولاک لما خلقت الافلاک

(مسلم کی زندگی ہے پیغام مصطفےٰ سے   جیا ہے دل ہمارا انعام مصطفےٰ سے)

۱۔ خدا مداح ہے قرآن میں محمدؐ کا
قمر تابع ہے فرمانِ محمدؐ کا

۲۔ بشر کو طاقت اوصاف کب ہو
کہ خلوت میں خدا خواہاں محمدؐ کا

۳۔ ارادہ جب کیا کُن کا خدا نے
تو پہلے نور کر دیا پیدا محمدؐ کا

۴۔ تو امت ہے یقین اس باصفا کی
یقین تو رکھ شفاعت میں محمدؐ کا

ذکر چہار یار کبار محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ

آپ کا نام عبداللہ عتیق ابن ابوقحافہ تھا۔ آپ خاندان قریش میں حضرت مرہ بن کعب سے ملتے ہیں ابوبکرؓ آپ کی کنیت تھی اور صدیق لقب تھا۔ آپ سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے پہلی صداقت معراج آپ نے کی۔ صدیق لقب ہوا حضرت عائشہ صدیقہ آپکی بیٹی حرم رسول اللہ تھیں۔ آپ رسول پاک ﷺ کے خسر ہیں۔ آپ ہجرت رسول اللہؐ میں شریک تھے۔ غار ثور میں تین دن آنسرورؐ کے ہمراہ رہے اور پھر ساتھ ہی مدینہ پہنچے۔ اس لیے آپ یار غار ہیں رسول ﷺ کی پیدائش سے دوسال بعد آپ مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرتؐ سے دوسال چھوٹے ہیں۔ بچپن میں رسول ﷺ سے بہت محبت تھی آپ کی شان میں اللہ کریم نے قرآن پاک پارہ تیس سورت واللیل میں فرمایا ہے فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ٥ اور بہت جگہ آپ کی شان میں ارشاد ہے۔ وصال رسول ﷺ کے بعد آپ خلیفہ مقرر ہوئے لوگوں نے آپ کو خلیفۃ اللہ کا خطاب دینا چاہا لیکن آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں خدا کا خلیفہ نہیں ہوں اپنے نبی کا خلیفہ ہوں۔ جس کی مرضی اور ارادہ کے مطابق کام کرنا ہمارا فرض ہے اور فرمایا کہ ہم رسومات اور جانبداری سے پرہیز کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ اور رسولؐ کا حکم بجالانے میں ہماری اطاعت کرو اور اگر ہم ان حدود سے باہر جاویں تو تم پر ہمارا کچھ اختیار نہیں ہوگا اگر ہم غلطی کریں تو صحیح بات بتادو ہم مستوجب سزا ہوں گے۔ پہلا کام اپنے رسول اللہؐ کے ارادہ کے مطابق تیار کردہ لشکر اسلام علاقہ شام کو روانہ کیا۔

حلیہ وازواج واولاد ومدت خلافت

آپ دراز قد سفید اندام رنگ گندم نما پیشانی ابھری ہوئی، داڑھی گھنی، اور حنادار یعنی حنا کا استعمال کرتے تھے۔ آپ بڑے عادل اور صاحب یقین تھے۔ بڑے بے غرض اور ایماندار اسلام کے بڑے خیر خواہ تھے۔ اور اسلام سے پہلے آپ نے دونکاح کئے پہلا قبیلہ بنت عبدالعزا تھا اس سے ایک لڑکا عبداللہ نام اور ایک لڑکی اسماء نام تھی۔ دوسرا نکاح رومان بنت عامر سے تھا۔ ان سے ایک لڑکا عبدالرحمٰن اور ایک لڑکی حضرت عائشہ صدیقہ حرم رسول

اللہ تھیں۔اور دو نکاح حالت اسلام میں کئے پہلا اسماء بنت عمیس سے اور اس سے ایک ہی لڑکا محمد نام تھا دوسرا نکاح ام حبیبہ بنت خارجہ تھا۔ جو قوم انصار سے تھیں اس سے ایک لڑکی ام کلثوم نام تھی جو بعد وفات پیدا ہوئیں اور عبداللہ آپ کا پہلا لڑکا آپ کی حیات میں مر گیا تھا۔آپ امام حقیقت بھی ہیں۔آپ سے حضرت سلمان فارسی کو فیض ہوا اور ان سے سلسلہ نقشبند شروع ہے۔ایک یہود نے آپکی دعوت کی اور حارث ابن کلاہ کھانا لایا۔آپ نے کھانا شروع کیا اچانک حارث کی زبان سے نکلا کہ اے خلیفۃ المسلمین یہ زہر آپ کے مارنے کے لیے ایک سال سے رکھی ہوئی تھی۔ جو اس کھانے میں ڈالی گئی ہے۔آپ نے فوراً کھانے سے ہاتھ ہٹایا اسی روز سے بعارضہ بخار آپ بیمار ہوئے۔ایک سال اسی مرض بخار میں بیمار رہے۔ آخر الامر ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ بروز سہ شنبہ آپ کا وصال ہوا۔ بوقت وصال آپ کا سر مبارک آپ کی صاحبزادی عائشہ صدیقہؓ کی گود میں تھا۔ آپ نے اپنی حالت سکرات موت میں حضرت عثمان کی قلم سے اپنے بعد خلافت حضرت عمرؓ کی وصیت تحریر کرائی اور اپنی مہر اس پر ثبت کی اور حضرت کو بلا کر فرمایا کہ میرے بعد خلافت آپ کے لیے ہے۔حضرت عمرؓ نے انکار کیا لیکن بڑے زور سے منوالیا۔آپ کی عمر ۶۳ برس ہوئی۔۲ سال ۳ ماہ ۹ یوم خلافت کی۔آپ کے والد ابو قحافہ اس وقت حیات تھا ان کے بعد جلد انتقال کیا اور ان کی عمر ۹۷ برس ہوئی اور حضرت عائشہ صدیقہ کی اجازت سے حضرت رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن○

نوٹ:۔ مولانا شعیب کی بیوی سلطان محمود کی ہمشیرہ تھی جس کے بطن سے خواجہ جمال الدین والد بابا فرید تھے چنگیز خان نے کابل اور غزنی کو لوٹا اس وقت فرخ شاہ بادشاہ کابل کی اولاد وہاں سے نکلی مولانا شعیب وہاں سے چل کر قصور پہنچے اور وہاں سے ملتان پہنچ کر قیام کیا۔ تخت دہلی پر اس وقت شہاب الدین غوری حکمران تھا آپ کے دوسرے بیٹے کا نام عبداللہ تھا انھوں نے ملازمت کر لی اور ان کی اولاد سے شیخ احمد المعروف امام ربانی مجدد الف ثانیؒ سرہندی ہوئے۔ جو حضرت بابا فریدالدین کے چچازاد بھائی تھے۔

حضرت عمرؓ خاندان قریش میں کعب بن لوئی سے ملتے ہیں اور فاروق عادل آپ کا لقب ہے پہلے آپ اسلام کے دشمن تھے چوتھے سال نبوت آپ اسلام لائے اور ان کے اسلام لانے کے بعد جس کا ذکر حالات رسول اللہ میں مذکور ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کو بہت تقویت ہوئی اور احکام اسلام کی اعلانیہ ادائیگی ہونے لگی۔ آپ کی شان میں بہت سی آیتیں قرآن پاک میں اللہ کریم نے ارشاد فرمائی ہیں جو آپ کے ارادہ پر نازل ہوئیں۔ سورۃ الفتح پارہ نمبر ۲۹ کی آخری آیت میں اشدعلی لکفار کا اشارہ بھی حضرت کی شان میں ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصیت کرنے اور ان کے فرمانے کے مطابق آپ ان کے بعد تخت خلافت پر بیٹھے لوگوں نے خلیفہ رسولؐ کی مبارک باد دی۔ آپ نے اس پر عذر کیا کہ اس طرح یہ خطاب بڑھتا جائے گا یہاں تک کہ نا محدود ہوگا یہ بات قرار پائی کہ آپ کا خطاب امیر المومنین ہونا چاہیے اور خطاب ہوا آئندہ بھی اسی کا رائج رہا۔ آپ کی بیٹی حضرت حفصہؓ حرم رسول اللہ تھیں۔ اس لیے آپ محمد رسول اللہؐ کے خسر ہیں۔ آپ کے زمانہ خلافت میں اسلام کو بہت ترقی ہوئی اور لشکر اسلام نے بہت ملک فتح کئے اور ملکوں میں بہت سی مسجدیں بنائی گئیں۔ قوانین سلطنت تیار کئے جو پہلے کسی بادشاہ نے رائج نہ کئے تھے مسلم بادشاہوں کے علاوہ غیر مسلم بادشاہ اس قانون کے پابند ہوئے۔ اور اسوقت تک ہیں عدل وانصاف آپ پر ختم تھا۔ احکام شریعت کے ایسے سخت گیر تھے کہ دنیا میں ایک مثال قائم کر گئے۔ وہ یہ کہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن اوسط کو خمر خوردنی کی سزا میں اپنے سامنے درے لگوائے۔ جب نیم حد ہوی تو حضرت عبدالرحمٰن جاں بحق ہوئے۔ پھر باقی حد درے نعش پر پوری کی۔ لشکر کی فراہمی کے طریقے اور ان کی تنخواہوں کی تقرری اور افسر علیحدہ علیحدہ محکمے ان کے فرائض مکمل کئے۔

حلیہ ازواج واولا دومدت خلافت

آپ بڑے جسیم اور طویل قامت تھے جب آپ پیدل چلتے تھے تو دور سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ سوار ہیں۔ جب آپ جماعت میں بیٹھتے تھے تو سب سے بلند ہوتے تھے۔ آپ کا رنگ گندمی تھا۔ آپ کی آنکھوں میں سرخی زیادہ تھی۔ ریش مبارک میں پہلے حنا لگاتے تھے پھر ترک کردی۔ روزہ اور مراقبہ اور تلاوت قرآن بہت کرتے تھے۔ بڑے بہادر اور شاہ زور تھے آپ نے چھ نکاح کئے۔ ان سے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئیں۔ پہلا نکاح زینب بنت مظعوں سے تھا اس سے عبداللہ اور عبدالرحمٰن اکبر دو لڑکے اور حضرت

حفصہؓ حرم رسول ایک لڑکی تھی۔ دوسرا نکاح ملیکہ بنت جرول سے تھا اس سے ایک لڑکا عبید اللہ ہی تھا۔ تیسرا نکاح جمیلہ بنت عاصم سے تھا اس سے ایک لڑکا عاصم ہوا چوتھا نکاح ام حکیم بنت حرث سے تھا۔ اس سے ایک لڑکی فاطمہؓ نام تھی۔ پانچواں نکاح عاتکہ بن زید سے تھا اس سے ایک لڑکا عبدالرحمٰن اوسط پیدا ہوا۔ چھٹا نکاح ام کلثوم بنت حضرت علیؓ سے ہوا۔ اس سے ایک لڑکا زید نام اور ایک لڑکی رقیہ نام ہوئیں۔ آپ کی پیدائش واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد مکہ میں ہوئی۔ یعنی آپ رسول پاک سے تیرہ سال چھوٹے تھے۔ تیس سال کی عمر تھی جب آپ نے اسلام قبول کیا۔ ۱۳ھ میں آپ تخت خلافت پر تشریف فرما ہوئے۔ دس سال چھ ماہ خلافت کی ۲۷ ذی الحجہ بروز چہار شنبہ فیروز پارسی غلام کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تین دن تک اسی زخم سے بیمار رہے۔ بروز یک شنبہ یکم محرم ۲۴ھ انتقال فرمایا۔ آپ نے اپنی حیات میں خلافت کا اعلان کسی ایک کے نام نہ کیا۔ بلکہ چھ آدمیوں کے نام حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ حضرت سعد بن وقاصؓ اصحابہ عشرہ مبشرہ کے لیے فرمادیا کہ لوگ ان میں سے جس کو چاہیں چن لیں اور ایک یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے حق میں خلافت کے لیے فرمادیا تھا۔ آپ نے خود حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روضہ رسول پاکؐ میں اپنے لیے قبر کی اجازت مانگی ام المومنین نے اجازت دے دی۔ وہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ عمر شریف اس وقت آپ کی ۶۳ سال تھی سکہ رائج الوقت کے لیے آپ نے مہر بنائی جس میں یہ کندہ تھا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اس خلیفہ کا نام جس کے وقت میں ہو اور سنہ ہجری بھی آپ نے ہی شروع کر کے رائج کیا۔

حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ

امیر المومنین خلیفہ سوئم

آپؓ خاندان قریش میں اولاد عبدالمناف بن قصیٰ سے ہیں۔ آپ واقعہ قصہ فیل سے ۵ برس بعد مکہ میں پیدا ہوئے۔ رسول کریمؐ سے آپ ۵ سال چھوٹے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اکبر کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے آپ مقدمین اسلام سے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے بعد آپ تخت خلافت پر بیٹھے آپ تیسرے خلیفہ ہیں آپ بڑے مال دار تھے جب غزوہ تبوک کے لیے سامان لشکر کی تیاری ہوئی تو سب صحابہ نے چندہ دیا۔ آپ نے بہت سی نقدی اور ساڑھے چھ سو اونٹ اور پچاس گھوڑے وقف کئے۔ رسول اللہؐ نے آپؓ کے حق میں دعائے خیر کہی تو آپ کی شان میں ایک آیت نازل ہوئی جو دعا رسول اللہؐ نے فرمائی وہ یہ ہے **یَا رَبِّ رَضِیْتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْہُ**۔ اس آیت کے علاوہ اور بھی بہت جگہ آپؓ کی شان میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ o یہ آیت حضرتؐ کی دعا کے بعد نازل ہوئی سپارہ تیسرے کی سورۃ بقرہ رکوع ۳۶ میں ہے۔ آپ بہت مالدار تھے آپؓ نے راہ خدا میں بہت مال دیا۔ اسی لیے آپ کا لقب غنی ہوا۔ رسول اللہؐ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں اس لیے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ رسول اللہؐ کو آپ سے بہت محبت تھی۔ روایت ہے کہ حضرتؐ کی صاحبزادی ام کلثوم نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھ سے فاطمہ آپ کو بہتر ہے۔ حضرتؐ کچھ عرصہ خاموش رہے اور پھر فرمایا کہ تیرا شوہر خدا اور خدا کے رسولؐ کو بہت پیارا ہے۔ بہشت میں اس کی ایسی جگہ ہے کہ امت میں کسی کے لیے نہیں ہے۔ عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک جنازہ حضرتؐ کے سامنے لایا گیا کہ نماز جنازہ پڑھا دیں۔ آپؐ نے انکار کر دیا۔ صحابہ کو نماز جنازہ کے لیے حکم دیا آپؐ سے سبب دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ شخص عثمانؓ سے عداوت رکھتا تھا۔

حضرت عثمانؓ نے اپنے خرچ پر بطور وفد ۱۷ھ خلافت حضرت عمرؓ مغیرہ بن شعبہؓ کی سرداری میں بذریعہ جہاز ہندوستان روانہ کیا۔ جو مالابار کے علاقہ دکن کے پورب کی طرف ایک شہر لیکٹ میں پہنچے۔ وہاں کا راجہ رموزن نام بت پرست تھا۔ اس وفد نے وہاں پہنچ کر اسلام کی خوبیاں اور رسول اللہؐ کے اوصاف بیان کئے اور شق القمر کا معجزہ بیان

کیا راجہ نے اس کی تاریخ اور وقت دریافت کیا اور وفد سے حالات دریافت کر کے اپنی یادداشت سے مقابلہ کیا کیونکہ اس وقت کا مشاہدہ کر کے یادداشت اس نے تحریر کی ہوئی تھی۔ تب اس کو یقین ہوا خود اپنے کنبہ کے ہمراہ مسلمان ہوا اور تمام اہل شہر بھی ایمان لائے۔ ہندوستان میں سب سے پہلا شخص ہے جو مسلمان ہوا۔ آپ کا یہ پہلا وفد تھا جس نے ہندوستان میں پہلے پہل تبلیغ اسلام کی اور یہی پہلا شہر ہے جو مسلمان ہوا۔ علاقہ فارس حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں فتح ہو چکا تھا۔ یزدجرد آخری بادشاہ ساسانی آپ کے وقت میں مارا گیا۔ فارس میں مسلمانوں کی مستقل طور سے بادشاہت قائم ہوئی اور بھی بہت سی اسلامی فتوحات ہوئیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں امیر معاویہؓ حاکم دمشق مقرر ہوے تھے۔ آپ نے اسے بحال رکھا۔ آپ ہی جامع القرآن ہیں۔ آپ نے ہی قرآن کو کتابت کی طرز پر موجودہ نسخہ تیار کیا۔ جو مقبول ہوا اور پھر اس کی صحت ام المومنین حضرت حفصہؓ کے قرآن سے کر کے اپنے زمانہ میں اس کی سات جلدیں تیار کروائیں جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ، یمن، کوفہ، شام، بحرین، بصرہ، میں بھیجی گئیں۔ خانہ کعبہ کے گرد آپؓ نے دیوار بنائی۔ جس کو حطیم کہتے ہیں اور مدینہ منورہ میں مسجد کو وسعت دی اور بڑی وضاحت سے تکمیل مسجد کی۔

حلیہ وازواج واولاد ومدت خلافت

آپ کا قد موزوں تھا۔ خوش رنگ سیرت تھے بال گھنگروداراور خوشبودار تھے۔ اور ہمیشہ خوش پوش رہتے تھے۔ سفید لباس کے علاوہ کبھی زرد کپڑے پہنتے تھے اور کبھی سیاہ قمیض ہی پہنتے تھے۔ لیکن گراں قیمت ہمیشہ پہنتے تھے اور ہاتھ میں انگوٹھی بھی پہنتے تھے اور ریش مبارک میں خضاب زعفران اور وسمہ کا استعمال کرتے تھے۔ آپؓ پر شرم وحیا ختم تھی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ عثمانؓ حیا و وفا کی کان ہے۔

ایک دن حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور فرمایا یارسول اللہؐ اگر جمال یوسف

کا خیال ہے تو آپ عثمانؓ بن عفان کو دیکھیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ عثمانؓ یوسف ثانی ہے۔ حضرت عثمانؓ بڑے خوش شکل تھے۔ جیسا کہ رسول پاکؐ کے ارشاد کے مطابق یہ شعر ہے۔

یوسف ثانی بقول مصطفےٰ　　　بحر معنی وحیا کان وفا

(آپؓ آنحضرتؐ کے فرمان کے مطابق یوسف ثانی ہیں)

(آپؓ معنی وحیا کے سمندر اور حیا کی کان ہیں)

حبش اور مدینہ کی یعنی دونوں ہجرتوں میں آپؓ شریک تھے۔ حضرت محمد ﷺ نے رفیق الجنت عثمانؓ فرمایا ہے۔ حضرت عثمانؓ کے آٹھ قبیلے تھے۔ رقیہ و ام کلثوم دو صاحبزادیاں رسول ﷺ اور ناجیہ بنت مروان و ام عمر بنت جندب و فاطمہ بنت ولید و ام البنین بنت عتبہ و رملہ بنت سعید و نائلہ بنت عبدالعزا یہ آٹھ تھیں اور ان سے گیارہ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔ عمر و عبداللہ اکبر و عبداللہ اصغر و ابان، خالد و سعید عتبہ و لید، شبیہ، مغیرہ، عبدالملک یہ گیارہ لڑکے ہیں اور مریم، عائشہ، ام ابان، ام عمر، ام سعید، ام البنین یہ چھ لڑکیاں تھیں۔ آپ صاف دل دلیر اور نیک طینت تھے۔ لیکن اہل قرابت کے طرفدار تھے۔ تیز فہم نہ تھے۔ دھوکہ میں آجاتے تھے۔ مروان ابن الحکم آپؓ کا کاتب تھا۔ ہر بات اس کی مانتے تھے۔ آپ کے خلاف بہت سازشیں ہوئیں۔ مروان نے بہت بے ایمانیاں کیں۔ لیکن اس بات کو نہ سمجھ سکے اور اس کے حق میں رہے۔ مروان نے ایک خط جعلی مصر کو لکھ کر حضرتؓ کی مہر ثبت کردی۔ اور وہ خط پکڑا گیا۔ اور وہ جعلی ثابت ہوگیا۔ پھر لوگوں نے حضرتؓ سے مروان کو طلب کیا لیکن آپ نے انکار کردیا اس پر باغیوں کی ایک جماعت قائم ہوئی۔ اور حضرتؓ کی شہادت کا ارادہ کر کے حضرتؓ کے مکان کے اندر گھس گئے۔ آپؓ اس وقت تلاوت قرآن میں مصروف تھے۔ باغیوں نے حملہ کر کے آپ کو زخمی کردیا۔ آپؓ کی بیوی نائلہ نے آپؓ کی حمایت کی وہ بھی زخمی ہوئیں۔ اور کنانہ نے حملہ کر کے آپ کو شہید کیا۔ جب یہ شورش شروع ہوئی تھی۔ تو حضرت علیؓ اور طلحہؓ نے اپنے بیٹوں حضرات حسنینؓ محمد بن طلحہؓ کو ان کی حمایت کے لیے بھیجا تھا۔ لیکن وہ بھی زخمی ہوئے۔ جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کا شہر میں غوغا ہوا۔ تو حضرت علیؓ نے صاحبزادوں کو غضب اور قہر کی نگاہ سے دیکھا۔ اور رنجیدہ خاطر ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سنا اور بہت رنج کیا۔ بنی امیہ کی طرفدار ہوئیں۔ تین دن آپؓ کی لاش کھلی

پڑی رہی۔

تیسرے دن انہی کپڑوں میں مثل شہدا جنت بقیع میں دفن کیے گئے۔ بارہ سال آپؓ نے خلافت کی اس وقت آپؓ کی عمر بیاسی سال تھی۔ ۱۴ ذی الحجہ بروز جمعہ ۳۵ھ آپکی شہادت ہوئی۔

اِ نَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن٥

حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہٗ
امیر المومنین خلیفہ چہارم

اسم مبارک آپؓ کا علی، کنیت آپؓ کی ابوالحسن اور لقب مرتضٰی ہے۔ آپؓ نبوت سے ۱۰ سال پہلے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت رسول اللہؐ کے چچا ابی طالب کے آپ بیٹے ہیں۔ پیدائش سے رسول اللہؐ آپ سے بڑی محبت کرتے تھے۔ جب آپ ۱۰ سال کے ہوئے تو ظہور نبوت ہوا۔ آپؓ اسی وقت ایمان لائے۔ نابالغوں میں آپ سب سے پہلے ایمان لائے اور مقدمین اسلام سے ہیں ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں رسول اللہؐ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کا نکاح آپ سے کردیا۔ آپ رسولؐ کے داماد بھی ہیں۔ حضرت فاطمہؓ سے تین صاحبزادے محسنؓ، حسنؓ، حسینؓ ہوئے حضرت محسنؓ تو عمر دوسال میں شہید ہوئے اور حضرت حسنؓ اور حسینؓ نواسہ رسول پاکؐ لقب سادات سے مشرف ہوئے یہ عظمت تا قیامت اس خاندان میں رہے گی۔ انشاءاللہ ان کا ذکر بھی بعد میں اختصام بطریقہ نسبی تحریر ہوگا۔ آپ بڑے سخی تھے آپ کی سخاوت پر اللہ کریم پارہ ۲۹ کی سورۃ الدہر میں فرماتا ہے۔

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا٥ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا٥

آپؓ یتیموں اور مسکینوں اور قیدی اسیروں پر بہت رحم کرتے تھے اور قرآن پاک میں بہت جگہ آپؓ کی شان میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا ہے رسول اللہؐ آپؓ سے بہت محبت رکھتے اور فرمایا

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد خلافت پر تین دن جھگڑا رہا اور اہل کوفہ اور اہل

اسماء معظم معصومین اہل بیت
وہ بچے جن کو بچپن یعنی عمر معصومی میں شہید کیا گیا

(۱) محسن یا علی اکبر ابن حضرت علیؓ
دوسال عمر میں حرب میں قتل ہوئے اور جنت بقیع مدینہ منورہ میں قبر ہے۔

(۲) عبداللہ ابن امام حسینؓ
دوسال عمر میں طلحہ بن عامر کے ہاتھ سے شہید ہوئے جنت بقیع میں قبر ہے۔

(۳) قاسم یا عبدالرحمٰن بن امام حسینؓ
عبدالرزاق کے ہاتھ سے دمشق میں شہید ہوئے کربلا میں آپ کی قبر ہے۔

(۴) عبداللہ ابن امام حسینؓ
پیاس سے میدان کربلا میں شہید ہوئے کربلا میں قبر ہے۔

(۵) حسین ابن زین العابدینؓ
منصور احمد یزید نے شہید کیا عمر چھ سال تھی۔

(۶) سعید ابن زین العابدینؓ
دمشق میں عبدالرزاق کے ہاتھ سے شہید ہوئے

مصر اور اکثر اہل عرب آپ کی خلافت پر راضی تھے۔حضرت عائشہ صدیقہ خلاف تھیں۔ تیسرے دن آپؓ تخت خلافت پر بیٹھے۔کئی وجوہات کی وجہ سے کوفہ میں خلافت کی قیام گاہ مقرر فرمائی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت پر شورش ہوئی۔اور قاتلان عثمانؓ کا مطالبہ حضرت علیؓ سے کیا گیا۔لیکن آپؓ نے اس میں تامل کیا طلحہؓ و زبیرؓ بہت سے صحابہؓ آپ سے ناراض ہوگئے اور امیر معاویہؓ حاکم دمشق نے آپ کی مخالفت کے لیے تیاری کی اسی بناء پر آپ کو دو بڑی سخت لڑائیوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔خلافت کے ایک سال بعد ۳۶ھ ۶۵۶ء میں علاقہ شام کے حمص اور حلب کے میدان میں حضرت علیؓ اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، کے درمیان لڑائی ہوئی جو جنگ جمل کے نام سے موسوم ہے اور بہت سے اصحابؓ اس میں کام آئے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ بھی شہید ہوئے آخر صلح ہوئی اور پھر ۳۸ھ ۶۵۸ء میں مابین حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ میدان ریگستان دومتہ الجندل جو بصرہ اور دمشق کے عین درمیان ہے جس کو جنگ صفین کہتے ہیں ہوئی تین دن تک شروع رہی آخر عارضی سمجھوتہ ہوا زمانہ خلافت حضرت عثمانؓ میں ایک یہودی نومسلم عبداللہ بن سبا نے شیعان علی کے نام پر ایک گروہ قائم کیا تھا اس وقت وہ لوگ حضرت علیؓ کی طرف سے شامل تھے دونوں لڑائیوں میں برابر لڑے۔

حلیہ ازواج واولاد ومدت خلافت

آپؓ میانہ قد سفید رنگ پھرتیلہ جسم بڑے طاقت ور اور بہادر تھے آپؓ عرب کے سادہ لباس میں ہمیشہ رہتے تھے علم حساب سے آپؓ بڑے ماہر تھے۔خوش خلق اور طبیعت میں ظرافت تھی۔ بڑے بڑے معرکوں میں آپ کامیاب رہے قلعہ خیبر آپ کے نام پر فتح ہوا آپؓ کے خیالات شاعرانہ تھے۔ "ملک اللہ کا ہے" آپؓ کی مہر میں کندہ تھا۔پہلی شادی حضرت فاطمتہ الزہرؓا بنت رسول اللہؐ سے تھی ان کی حیات میں آپؓ نے دوسری شادی نہیں کی تھی ان کے بطن سے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ان بیٹوں کی اولاد آل رسولؐ اور سادات کے نام سے معروف ہے آپؓ کے کل آٹھ حرم تھے اور جو حضرت فاطمہؓ خاتون جنت کے بعد نکاح کیے حزم بنت ربیہ، اسماء بنت عمیس، ام حبیبہ بنت ربیعہ، اقابنت ابی العاص، خولہ بنت جعفر، محیابنت امراء القیس کلامی، لیلی بنت مسعود، ام سعید بنت حردہ، آپ کی اولاد کل اٹھارہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں لکھی ہیں۔

لیکن اختلاف بھی لکھا ہے اور صحیح روایت سے تیرہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں ملتی ہیں

قبر کربلا میں ہے۔

(۷) علی ابن امام محمد باقرؒ
عمر چھ سال میں خالد کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر مدینہ میں ہے۔

(۸) عبداللہ ابن امام محمد جعفر صادق
سات سال کی عمر میں عریان کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر بوسطام میں ہے۔

(۹) عبداللہ ابن موسیٰ کاظمؒ
تین سال کی عمر میں ہارون رشید کے ہاتھ سے بغداد میں شہید ہوئے بغداد میں قبر ہے۔

(۱۰) صالح بن محمد ابن موسیٰ کاظمؒ
سات سال کی عمر میں یوسف بن ابراہیم کے ہاتھ سے قتل ہوئے قبر شیراز میں ہے۔

(۱۱) ابن امام علی موسیٰ رضاؒ
سات سال کی عمر حام کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر آپ کی قم میں ہے۔

(۱۲) جعفر ابن امام محمد تقیؒ
چار سال کی عمر میں ابوالفضل مامون کے ہاتھ سے قتل ہوئے قبر بغداد میں ہے۔

(۱۳) جعفر ابن محمد حسن عسکریؒ
ایک سال کی عمر میں منصور کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر سامرہ میں ہے۔

(۱۴) قاسم ابن امام محمد ہادیؒ
عمر ایک سال میں متوکل کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر بصرہ میں ہے۔

یہ وہ چودہ اسماء معظم ہیں جو معصومیت عمر میں محض خاندان اہل بیعت سادات سے عداوت رکھتے ہوئے شہید کیے گئے۔

مگر جنہوں نے اٹھارہ بیٹے لکھے وہ اس طرح تشریح کرتے ہیں کہ پانچ لڑکے خورد سالی میں فوت ہوئے تھے جیسے حضرت محسن دو سال کی عمر میں شہید ہوئے ہیں اسماء یہ ہیں (۱) حضرت امام حسنؓ (۲) حضرت امام حسینؓ (۳) حضرت محسن (۴) عبداللہ (۵) عباس (۶) عثمان (۷) جعفر (۸) یحییٰ (۹) عون (۱۰) محمد حنیفہ اکبر (۱۱) عمر (۱۲) محمد اوسط (۱۳) محمد اصغر، ان میں سے پانچ بیٹوں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ محمد حنفیہ، عباس ، عمر، کے اولاد ہوئی اور باقی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اسماء دختران (۱) زینب کبرا (۲) ام کلثوم کبرا (۳) رقیہ، (۴) رمتہ کبرا (۵) میمونہ، (۶) ام الحسن، (۷) ام کلثوم صغرا (۸) امہان، (۹) آمنہ، (۱۰) فاطمہ، (۱۱) خدیجہ، (۱۲) ام الکرام، (۱۳) ام سلمہ، (۱۴) جمانئہ، (۱۵) فقیہ، (۱۶) ام جعفر، (۱۷) زینب صغرا، (۱۸) رمتہ صغرا، یہ اٹھارہ بیٹیاں تھیں۔ آپ کے مخالف ایک گروہ قائم ہوا۔ جو خارجی کہلائے۔ اس گروہ کے تین شخص بارک ابن عبداللہ، عمر ابن عاصی، عبدالرحمٰن ابن ملجم، سردار مقرر ہوئے یہ تینوں حج کے لیے مکہ معظّمہ میں اکٹھے ہوئے اور مشورہ کیا کہ اسلام کی کامیابیوں میں صرف تین شخصوں سے رکاوٹ ہے اگر ان تینوں یعنی حضرت علیؓ، امیر معاویہؓ اور عمر ابن العاصؓ، کو قتل کردیا جاوے تو سلطنت پھر بدستور ہوجائے گی۔ چنانچہ بارک بن عبداللہ قتلِ امیر معاویہ کے لیے دمشق روانہ ہوا۔ اور عمر ابن عاصی قتل عمر ابن العاص کے لیے مصر روانہ ہوا۔ عبدالرحمٰن ابن ملجم کوفہ قتل حضرت علیؓ کے لیے روانہ ہوا عبدالرحمٰن نے کوفہ پہنچ کر خارجیوں کو جمع کر کے شبیب دربان مسجد کے ساتھ سازش کی اور مسجد میں عشاء کی نماز کے وقت پہنچ کر چھپا۔ جب امیر المومنین مسجد میں تشریف لائے تو عبدالرحمٰن نے تلوار کا وار کیا جس سے کاری زخم آیا۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ جب حضرت نماز میں مشغول ہوئے تو ابن ملجم نے تلوار کا وار کیا دربان شبیب تو اسی وقت بھاگا لیکن اپنے گھر کے سامنے قتل ہوا۔ اور ابن ملجم مسجد کے اندر سے پکڑا گیا۔ جب حضرتؓ کے سامنے لایا گیا تو حضرتؓ نے حضرت حسنؓ کے حوالہ کیا اور فرمایا جب ہم جان بحق ہوجائیں تو اس کو زیادہ تکلیف نہ دینا صرف ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کرنا۔

پھر چھٹے دن آپ کی وفات ہوئی آپ کی وصیت کے مطابق عبدالرحمٰن ملعون کو ایک ہی ضرب تلوار سے مارا گیا۔ جو روایت نماز میں زخم تلوار ہونے کی ہے صحیح معلوم ہوتی ہے ۱۵ ارمضان المبارک بروز جمعہ آپ زخمی ہوئے ۲۱ رمضان ۴۰ھ ۶۶۰ء کوفہ میں آپ کا

وصال ہوا اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ چار سال نو ماہ تین دن آپ نے خلافت کی۔ جس دن آپ کا وصال ہوا آپ نے صاحبزادوں حسنؓ اور حسینؓ کو وصیت کی کہ مجھے غسل دے کر کفن پہنا دیں اور پھر باہر رکھ کر پہلے حسنؓ نماز پڑھے اور پھر حسینؓ پڑھیں اور پھر جنازہ اٹھا کر نجف پہاڑ کی طرف لے جائیں۔ جس جگہ تابوت جنازہ زمین کی طرف نیچا ہو۔ وہاں رکھ دیں۔ اس جگہ زمین شق ہو کر شگاف ہوگا اس میں دفن کر دیں۔ جس وقت آپ کا وصال ہوا۔ تو آپ اپنے خاص حجرہ میں تھے۔ غیب سے ندا ہوئی کہ باہر چلے جاؤ۔ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں ہم سب باہر چلے آئے اور دروازہ بند کر دیا۔ اس وقت اندر سے آواز آئی کہ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ جو امت کی نگہبانی کرتا تھا شہید ہوا۔ جو شخص ان کی سیرت پکڑے گا ان کی پیروی کرے گا کچھ عرصہ بعد آواز بند ہوئی تو دروازہ کھولا اور دیکھا کہ غسل دے کر کفن پہنایا ہوا تھا آپ کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ ادا کیا اور پھر تابوت جنازہ اٹھا کر حسب وصیت نجف کی طرف لے چلے کوفہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر جب نجف میں پہنچے تو جنازہ زمین پر اتر کر ٹھہر گیا اور اسی جگہ شگاف ہوا اور وہیں دفن کئے گئے روایت ہے کہ کچھ عرصہ بعد قبر کا نشان جاتا رہا۔ ہارون رشید خلیفہ بغداد شکار کھیلتا ہوا وہاں پہنچا اور اس کے آگے کا شکار یعنی ہرن وغیرہ وہاں پہنچ کر پناہ گزین ہوئے اور ان کے شکاری جانور وہاں نہ جا سکے خلیفہ بہت متعجب ہوا اور دریافت سے معلوم ہوا کہ اس جگہ حضرت علیؓ کا مزار ہے خلیفہ نے وہاں آپکا روضہ مبارک تیار کرایا جو اس وقت تک موجود ہے آپ کے بعد بلا کسی جھگڑے کے حضرت امام حسنؓ تخت خلافت پر بیٹھے اور کوفہ میں قیام رکھا۔ آپ نے اپنے زمانہ میں علم عرفان سے بہت فیض جاری کیا۔ آپ کے دونوں صاحبزادے فیض باطنی سے سرفراز ہوئے۔ اور حضرت خواجہ حسن بصری بھی آپ سے فیض یاب ہیں۔

ان سے سلسلہ فقراء خاندان چشت شروع ہے سہروردی ، قادری، سلسلہ بھی آپؓ سے ہے۔ یہ سب فیض لدنی کی برکت تھی جو آپؓ کو رسول پاکؐ سے حاصل تھا۔ یہ فیض آپؓ سے آپ کی اولاد میں اور آپ سے بعد نسلاً بعد نسلاً پہنچتا رہا۔

آپ حضرت علیؓ کے بڑے صاحبزادے ہیں اور رسول پاکؐ کے نواسہ ہیں۔

آپؓ ۳ھ مدینہ میں پیدا ہوئے آپ کی شبیہ اپنے نانا رسولؐ سے ملتی تھی۔ آپ حلم واخلاق میں بھی حضرتؐ سے مثال رکھتے تھے۔ حضرت علیؓ کے بعد آپ امیر المومنین ہوئے آپ پانچویں خلیفہ ہیں خانہ جنگی میں جو اس وقت اختلاف ہو رہا تھا۔ اس کو رفع نہ کر سکے۔ کیونکہ آپ مسلمانوں کے خون ناحق کا بہت خیال رکھتے تھے آپ نے فرمایا کہ جس رات قرآن نازل ہوا ہے اسی رات حضرت عیسیٰؑ آسمانوں پر اٹھائے گئے اور اسی رات حضرت یوشعؑ قتل کئے گئے اسی رات میرے والد کو بارادہ قتل زخمی کیا گیا اور فرمایا قسم ہے اللہ کریم کی نہ کوئی ایسا خلیفہ ہوا ہے اور نہ ہوگا حضرت علیؓ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تھا بلکہ خلافت کے متعلق کچھ بھی ارشاد نہیں فرمایا تھا مسلمانوں نے بلا کسی مزاحمت کے آپ کو خلیفہ مقرر کیا تھا چونکہ دمشق میں امیر معاویہؓ خلیفہ کہلاتے تھے اس لیے لشکر اسلام نے اس فیصلہ کے لیے دمشق پر چڑھائی کا ارادہ کیا لیکن حضرت حسنؓ امیر المومنین اس بات پر رضامند نہ تھے مگر امام حسینؓ جو بڑے بہادر اور دلیر تھے۔ اور قیس بن سعد بن عبادہ جو آپ کے لشکر کا سردار تھا۔ دونوں نے بڑا زور دے کر لشکر تیار کیا اور حضرت امام حسنؓ کو ہمراہ لے کر دمشق کی طرف روانہ ہوئے۔

امیر معاویہؓ کو خبر ہوئی وہ بھی فوج لے کر مقابلہ کے لیے آئے اور حضرت امام حسنؓ نے خلع خلافت پر صلح کر لی اور حضرت امام حسینؓ اس میں راضی نہ تھے لیکن حضرت حسنؓ نے نہ مانا اور خلافت چھوڑنے پر راضی ہو کر صلح کر لی۔ اور اس صلح نامہ میں تین شرطیں پیش کیں اول یہ کہ آمدنی کوفہ ہمارے خرچ کے لیے ہو۔

دوسرے یہ کہ امیر معاویہؓ اپنے بعد کسی کو جانشین مقرر نہ کریں مسلمان خود جس کو چاہیں خلیفہ بنالیں تیسرے یہ کہ حضرت علیؓ کی شان میں تبرا نہ کہا جائے پہلی دو شرطیں امیر معاویہ نے منظور کیں اور تیسری شرط کے لیے کہا کہ ہم کسی کو روک نہیں سکتے۔ کیونکہ دمشق میں ہر نماز جمعہ کے بعد حضرت علیؓ کے نام پر تبرا کہا جاتا تھا۔ جو عمر بن عبدالعزیزؒ حاکم دمشق نے ترک کرایا۔ حضرت امام حسینؓ اس صلح کے متعلق سخت خلاف رہے اور حضرت امام حسنؓ خلع خلافت کر کے واپس آئے اور کوفہ کو نہ تشریف لائے بلکہ مدینہ منورہ چلے گئے اور مدینہ میں ہی قیام کیا اور کل قبائل اور حضرت امام حسینؓ بھی مدینہ منورہ میں رہائش کے لیے آپ کے ہمراہ چلے آئے آپ کی اولاد بہت ہوئی لیکن حسن مثنیٰ اور زید سے اجراء نسل
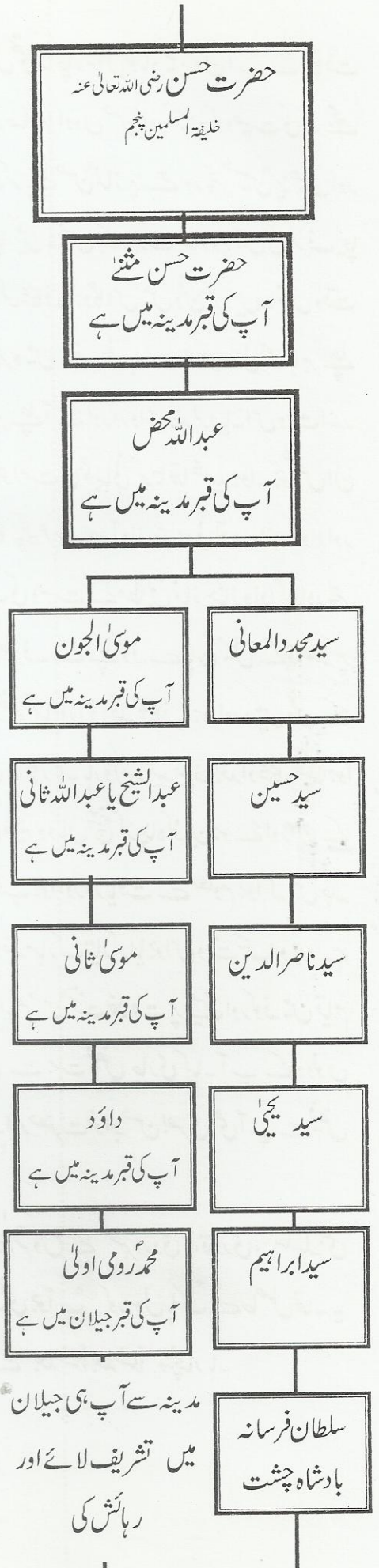
ہے اور باقی سے نہیں ہے اکثر ہندوستان میں آپ کی اولاد سے سید حسنی پائے جاتے ہیں آپ کے کل بارہ بیٹے تھے جن کے اسماء یہ ہیں۔ حسن مثنیٰ، زید، قاسم، عبداللہ، علی اکبر، اسمٰعیل، احمد، محمد، علی اصغر، طاہر، سلمہ، کلمہ، آپؓ کا نام حسن اور ابی محمد کنیت اور رضا لقب تھا آپ نے چھ ماہ خلافت کی۔ ترک خلافت کے بعد آپ مدینہ منورہ میں روضہ رسول پاکؐ پر مجاوری کرتے رہے۔ آپ بڑے نرم دل اور صلح کل ہمیشہ رضا الٰہی پر شاکر تھے یزید ابن معاویہ کی سازش سے جعد جلیل نے آپ کو زہر دیا اس کے اثر سے آپ شہید ہوئے مدینہ منورہ میں پانچ ربیع اول ۴۹ھ آپ کا وصال ہوا۔ جنت بقیع حضرت فاطمہؓ خاتون جنت اپنی والدہ کے پہلو میں آپ کو دفن کیا گیا اس وقت آپ کی عمر ۴۵ سال تھی۔
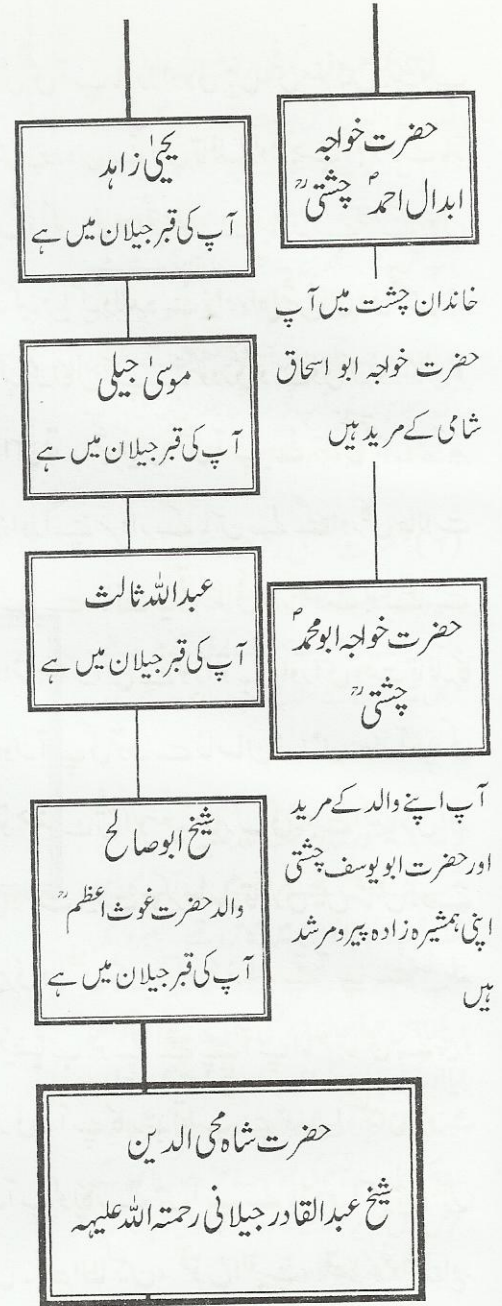
نوٹ:- آپؒ کی کنیت ابو محمدؒ تھی باپ کی طرف سے حضرت امام حسنؓ اور والدہ کی طرف سے حضرت امام حسینؓ سے نسب ملتی ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ آپؒ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ آپ ۴۷۱ھ شہر جیلان میں پیدا ہوئے آپؒ کے والد شیخ ابو صالح کا انتقال ہوا تو اپنی والدہ سے اجازت لے کر تحصیل علم کے لیے بغداد تشریف لائے۔

عراق عرب میں آٹھ قطب ہوئے ہیں

(۱) شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

آپکی پیدائش جیلان میں ہے۔ اور قیام بغداد میں ہوا کچھ ذکر تحریر ہو چکا ہے۔

(۲) بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ

آپ مرو میں پیدا ہوئے۔ اور بغداد میں بعد توبہ مقیم ہوئے اور وہیں آپ فوت ہوئے۔ اور بغداد میں ہی قبر ہے آپ پہلے رندی کی حالت میں بدمست رہتے تھے ایک روز نشہ کی حالت میں جارہے تھے کہ ایک کاغذ زمین پر پڑا دیکھا۔ اس پر بسم اللہ لکھی تھی۔ آپ نے اٹھالیا اور اس کی بڑی تعظیم کی۔ اور عطر بازار سے خرید کر کے اونچی جگہ پر رکھ دیا۔ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ جاؤ بشر حافی کو کہہ دو کہ تم نے ہمارے نام کی اس قدر تعظیم کی ہے ہم تم کو پاک کریں گے۔ اس بزرگ نے جس وقت ان سے یہ کہا آپ نے اپنے افعال بد سے توبہ کی اور اپنے ماموں علی حشر سے بیعت ہوئے بڑے زاہد و پرہیز گار ہوئے امام احمد بن حنبلؒ آپ سے ہمیشہ ملاقات کرتے تھے۔

(۳) امام احمدؒ بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ

آپ امام شریعت چوتھے درجہ پر ہیں بڑے عابد اور پرہیز گار تھے بڑے پاک طینت بزرگوں سے آپ کی صحبت تھی۔ ذوالنون مصری بشر حافی سری سقطی۔ معروف کرخی سے اکثر ملتے تھے۔

(۴) سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ۔

آپ بڑے جلیل القدر صوفی تھے چھوٹی عمر میں اپنے ماموں محمد بن سوارؒ کی صحبت میں رہ کر بہت عبادت میں مشغول رہے۔ جب حج کے لیے گئے۔ تو ذوالنون مصری سے بیعت کر کے ان کے مرید ہوئے۔ شریعت اور حقیقت آپ میں دونوں کا اجتماع تھا۔

اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی آپ مادرزاد ولی ہیں اسی سفر میں جبکہ آپ جیلان سے بغداد جا رہے تھے تو راستہ میں چوروں نے اس قافلہ کو لوٹا جب ڈاکو لوٹ مار کرتے ہوئے آپ کے پاس پہنچے تو ایک ڈاکو نے مزاقیہ طور سے کہا کہ اے لڑکے نکال تیرے پاس کیا مال ہے آپ نے صاف کہہ دیا کہ والدہ نے زادراہ اشرفیاں دی تھیں جو اس گودری میں سی دی ہوئی ہیں چور نے کہا کہ نکال آپ نے گودری دے دی کہ خود نکال لو چنانچہ جب اس گودری کی تلاشی لی گئی تو اس قدر اشرفیاں جتنی آپ نے بتلائی تھیں برآمد ہوئیں۔ یہ ماجرا دیکھ کر ڈاکو حیران ہوئے اور اپنے سردار کے پاس لے گئے اور کل حالات کہہ دیئے کہ اس لڑکے نے دریافت کرنے سے صاف یہ رقم بتلائی اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کیا چنانچہ ڈاکوؤں کے سردار پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے فوراً توبہ کی اور اسی وقت قافلہ کا مال واپس کر کے آئندہ کے لیے تائب ہوا۔ آپ کی توجہ سے خاصان خدا میں ہوا۔ آپ کی بہت کرامتیں ہیں جب آپ بغداد پہنچے تو حضرت شیخ ابوسعید مبارکؒ کی صحبت اختیار کی اور تعلیم حاصل کرتے رہے اور ان سے ہی دست بیعت ہو کر سلسلہ قادری میں شامل ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت ملا آپ علم ظاہری و باطنی میں یکتائے زمانہ تھے آپ سے سلسلہ قادری کے علاوہ باقی سلسلہ والے بھی فیضیاب ہوتے تھے پہلے آپ امام شافعیؒ کے پیرو تھے پھر آپ نے حنبلی شریعت اختیار کر لی۔ آپ کا رتبہ قطب ہے غوث الثقلین، غوث اعظم، پیر دستگیر، کے القاب سے لوگ آپ کو پکارتے ہیں آپ کے یازدہ اسم ہیں جس وجہ سے آپ کو گیارہویں والا پیر کہتے ہیں۔ غنتہ الطالبین، فتوح الغیب، قصائد غوثیہ، اور ایک دیوان فارسی میں آپ کی تصنیف کردہ کتابیں مشہور ہیں آپ کو رتبہ اللہ کریم نے کل ولیوں پر سرداری کا دیا ہے آپنے بغداد میں ہی قیام رکھا آپ کے نو بیٹے اور ایک بیٹی تھی آپؒ کے صاحبزادوں کے اسماء مبارک یہ ہیں سید عبدالوہاب، سید عبدالرزاق، سید عبدالجبار، سید عبدالعزیز، سید عیسیٰ، سید ابراہیم، سید یحییٰ، سید عبداللہ، سید موسیٰ، ان میں سے سید عبدالوہاب اور سید عبدالرزاق ان دونوں صاحبزادوں سے بہت اولاد ہوئی اور سلسلہ خاندانی بھی جاری ہو کر ان سے فیض ہوتا رہا سید عبدالوہاب خواجہ معین الدین چشتیؒ سے دست بیعت ہو کر خاندان چشت میں داخل ہوئے اور آپ کی اولاد ہندوستان میں بہت ہے اور آپ کے نسب سے بہت ولی اللہ ہوئے۔

(۵) معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے والدین آتش پرست تھے۔ جب آپ کو استاد کے پاس لے گئے تو استاد نے کہا کہ کہو ثالث ثلاثہ اور آپ نے کہا ھو اللہ احد استاد نے بہت مارا اور وہاں سے آپ نکل گئے۔ والدین نے تلاش کیا لیکن آپ نہ ملے۔ آپ جا کر حضرت علی موسیٰ رضا کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اور جب گھر واپس آئے تو حضرت کے والدین بھی اسلام لائے۔ آپ کی رہائش بغداد میں تھی۔ آپ بڑے زاہد و پرہیز گار ہوئے ہیں۔

(۶) حضرت سقطی رحمتہ اللہ علیہ

آپ اہل تصوف کے امام تھے حضرت جنید بغدادی کے ماموں تھے۔ اور حضرت معروف کرخی کے مرید تھے۔ عراق میں بہت سے مشائخ آپ کے مرید تھے۔ آپ بڑے مبلغ تھے۔

(۷) منصور عمار رحمتہ اللہ علیہ

آپ بڑے مبلغ تھے۔ عراق میں مرو آپ کا وطن تھا۔ آپ علوم انواع میں کامل تھے۔ بصرہ میں آپ مقیم ہوئے۔ آپ نے راستہ میں ایک کاغذ دیکھا اس پر بسم اللہ تحریر تھی۔ آپ نے اس کو اٹھا لیا اور کوئی پاک جگہ اس کے لیے نہ دیکھی۔ تو اس کاغذ کو کھا لیا رات کو خواب میں دیکھا کہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے نام کی جو تم نے عزت کی اس کے عوض میں تم پر حکمت کا دروازہ کھول دیا۔ آپ بڑے زاہد و پرہیز گار تھے۔

(۸) جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

آپ عشق و زہد میں بے مثل ہیں۔ اور طریقت میں مجتہد تھے اپنے ماموں سری سقطی سے بیعت تھے۔ آپ وعظ بہت فرماتے تھے بغداد میں آپ کا قیام رہا اور بغداد میں آپ کی مسجد مشہور ہے ستر سالہ عمر میں آپ کا وصال ہوا۔

جب حضرت غوث اعظمؒ کی عمر ۹۱ برس ہوئی تو گیارہ ربیع الآخر ۵۶۲ھ بغداد میں آپؒ کا وصال ہوا اور بغداد میں ہی مزار شریف ہے جو مخلوق اللہ کی زیارت گاہ ہے آپ کی تاریخ پیدائش و تاریخ وفات خوب لکھی ہے۔

جناب غوثِ اعظم قطبِ عالم	کہ سنیش کامل عاشق تولد
کہ نورش تافت از مہہ تا بماہی	وصالش داں تو معشوق الٰہی

(جناب غوث اعظم قطبِ عالم کہ ان کی تاریخ پیدائش کا سال لفظ عاشق سے نکلتا ہے جن کا نور چاند سے مچھلیوں تک پہنچا اور ان کی تاریخ وفات لفظ معشوقِ الٰہی سے نکلتی ہے)

حضرت امام حسینؓ
ابن علی کرم اللہ وجہہ
سید الشہداء

حضرت امام حسنؓ سے آپ چھوٹے تھے ۴ھ آپؓ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے بعد شہادت حضرت امام حسنؓ آپؓ نے مدینہ منورہ میں ہی اپنا قیام رکھا۔ جب امیر معاویہؓ کا دمشق میں انتقال ہوا تو ان کا بیٹا یزید تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے حضرت امام حسینؓ سے بیعت کی خواہش کی آپ نے انکار کر دیا۔ کوفہ والوں نے آپ کی خواہش کی آپ نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا اہل کوفہ مسلم کے ساتھ بڑی خوشی سے پیش آئے مسلم نے آپ کو کوفہ والوں کی خواہش لکھ دی یزید کو جب اس معاملہ کی خبر ہوئی تو اس نے عبداللہ ابن زیاد حاکم بصرہ کو لکھا کہ فوراً کوفہ پہنچ کر نعمان بن بشیر حاکم کوفہ کو علیحدہ کر کے کوفہ پر خود قبضہ کر لو۔ امام حسینؓ کے کوفہ پہنچنے سے پہلے خیر خواہان حسینؓ کو منتشر کر دو۔ ابن زیاد نے فوراً کوفہ پہنچ کر یزید کے حکم کی تعمیل کی اور حضرت مسلمؓ کو شہید کر دیا جب حضرت حسینؓ کوفہ کے نزدیک پہنچے تو ان تمام حالات سے آگاہ ہوئے آپ نے فرات کے کنارے میدان کربلا میں خیمہ نصب کر کے قیام کیا۔ ادھر سے عبداللہ ابن زیاد نے کوفہ سے نکل کر حضرت کے مقابل اپنا لشکر جما دیا۔ اور فرات کا پانی حضرت کے لیے بند کر دیا۔ حضرتؓ کے اپنے کنبہ اور رفقاء کی تعداد کل بہتر تھی ۱۰ محرم ۶۱ھ بروز جمعہ میدان کربلا میں لڑائی شروع ہوئی آپ کے سب ہمراہی بمع بچوں کے شہید ہوئے اور آپ کے جسم مبارک پر بہت زخم آئے، آخر الامر جمعہ کا وقت ہوا۔ آپ نماز میں مشغول ہوئے آپ کا سر مبارک، شمر ملعون نے تن سے جدا کیا پھر ابن زیاد نے شمر ملعون کو سر مبارک ہمراہ حرمین کے دمشق بھیج دیا۔ دمشق میں جب

حضرتؓ کا سر مبارک یزید کے سامنے لایا گیا تو یزید نے بہت افسوس کیا اور ابن زیاد کو بہت برا بھلا کہا حضرت کا سر مبارک میدان کربلا میں بھیج کر بدن کے ساتھ دفن کیا گیا۔اور حرمین کو ان کی رضامندی سے مدینہ منورہ بھیج دیا گیا۔حضرت امام حسینؓ کی عمر اس وقت ۵۷ سال تھی آپ کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔امام زین العابدین، علی اکبر، علی اصغر، عبداللہ، جعفر، ابوزید، بیٹے اور فاطمہ، سکینہ، دو بیٹیاں تھیں۔چونکہ حضرت زین العابدین اس وقت بیمار تھے وہ میدان میں نہ گئے اور زندہ رہے حرمین کے ساتھ دمشق گئے اور وہاں سے مدینہ منورہ چلے گئے ان سے ہی اجراءنسل ہوئی ان کی والدہ کا نام شہر بانو تھا۔جو شہر فارس کے بادشاہ یزدجرد کی بیٹی مال غنیمت میں آئی تھی حضرت امام حسینؓ کو ملی تھیں بعض کا قول ہے کہ امام حسینؓ کے سات بیٹے تھے ساتویں عمر ابن حسین تھے یہ بھی زندہ رہے ان سے بھی اولاد ہوئی لیکن یہ خفیف روایت ہے اور پھر حضرت کی قبر پر عرصہ بعد کربلا میں روضہ بنایا گیا جس کو مشہد حسین کہتے ہیں نام آپ کا حسین اور ابی عبداللہ کنیت اور امام آپکا لقب تھا۔

حضرت امام زین العابدین ابن حسین رحمتہ اللہ علیہ

نام آپ کا علی اوسط اور کنیت ابوابراہیم اور لقب آپ کا امام ہے آپ بڑے زاہد تھے اس لیے آپ زین العابدین کے نام سے معروف تھے۔سجدہ کی کثرت سے آپ کی پیشانی پر گھٹا یعنی محراب کا نشان ہو گیا تھا۔ ۹ شعبان بروز دوشنبہ ۳۸ھ آپ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔شروع زمانہ خلافت حضرت علیؓ میں حریث بن جابر حاکم خراسان نے تین شہزادیاں یزدجرد بادشاہ فارس کی بیٹیاں مال غنیمت کے ساتھ بھیجیں تھیں حضرت علیؓ نے وہ تینوں شہزادیاں تینوں شہزادوں کو دیں یعنی مہربانو نامی محمد بن ابوبکرؓ کو اور ماہ بانو عبداللہ بن عمرؓ کو اور شہر بانو حضرت امام حسینؓ کو حضرت زین العابدین شہر بانو کے بطن سے تھے۔آپ کو خرقہ خلافت اپنے والد امام حسینؓ سے ملا۔

میدان کربلا میں آپ بیمار تھے۔اس لیے میدان لڑائی میں نہیں گئے۔اور حرمین اور سر مبارک امام حسینؓ کے ساتھ دمشق گئے وہاں سے مدینہ منورہ حرمین کے ساتھ تشریف لے گئے۔اور تمام عمر روضہ رسول پاکؐ پر بسر کی آپ کے چودہ بیٹے تھے۔امام باقر، عبداللہ، ماہر، عبداللہ ارج، عبداللہ زید، حسین اصغر، علی اقطش، عمر، طاہر،

مطہر، ہادی، مہدی، ناصر، انصب، انصا، اور ایک بیٹی فاطمہ نام تھا۔ ان میں سے حضرت امام محمد باقرؒ کو خرقہ امامت ملا اور ان کی اولاد بھی بہت ہوئی۔ ۲۸ محرم ۹۵ھ جبکہ آپ کی عمر ۵۷ سال تھی مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ جنت بقیع میں مدفون ہوئے۔

حضرت امام محمدؑ باقر

رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا اسم محمدؑ اور امام باقر لقب ہے۔ آپ ۳ صفر ۵۷ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ کا نام ام عبداللہ بنت امام حسنؓ تھا۔ حضرت زین العابدین سے خرقہ خلافت عطا ہوا۔ جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک دن فرمایا رسول اللہؐ نے کہ اے جابر میرے فرزندوں میں محمد بن علی بن حسین نام فرزند ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو نور حکمت دے گا۔ تو اگر اس کو دیکھے تو میرا اسلام کہنا بموجب ارشاد رسول اللہؐ آپ کی خدمت میں سلام علیکم عرض کیا گیا۔ آپ نے وعلیکم السلام جواب میں کہا آپ کی اولاد کے متعلق دو روائیتں ہیں پہلے چار بیٹے ابوالفتاح، علی نقی، موسیٰ، جعفر، لکھے ہیں اور دوسری میں چھ بیٹے جعفر، عبداللہ، ابراہیم، رضا، علی، زید، لکھے ہیں۔ ان میں جعفر امام ہوئے اور دو لڑکیاں ام سلمہ، زینب تھیں۔ ۶ ذالحجہ ۱۱۴ھ جبکہ عمر آپ کی ۵۷ برس تھی ابو جعفر بن خالد نے آپ کو شہید کیا اور جنت بقیع مدینہ منورہ میں حضرت امام حسنؓ کے پہلو میں آپ کو دفن کیا گیا۔ میدان کربلا میں آپ موجود تھے آپ کی عمر چار سال تھی آپ بھی اپنے والد کے ساتھ دمشق میں گئے تھے اور وہاں سے مدینہ منورہ حرمین کے ساتھ اور اپنے والد حضرت زین العابدینؒ کے ہمراہ چلے گئے۔

آپ کا نام جعفر ابوعبداللہ کنیت ہے۔ اور صادق لقب ہے آپ ۱۸ ربیع

حضرت امام جعفر صادق
رحمتہ اللہ علیہ

الاول ۸۳ھ میں پیدا ہوئے آپ کی والدہ کا نام فروہ تھا اور بی بی فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ تھیں آپ علم ظاہری و باطنی و کشف کرامت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کوفیؒ ، حضرت ابی یزید بسطامیؒ اور حضرت امام مالکؒ آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کی اولاد سات لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں اسمعیل ، علی ، موسیٰ کاظم ، اسحاق ، عباس صابر ، محمد ، مسلم ، لڑکے سکینہ ، قربان ، ہادی ، یہ تین لڑکیاں تھیں ۱۵ ماہ رجب ۱۴۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ مدینہ منورہ جنت بقیع میں آپ کی قبر ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم
رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا اسم موسیٰ ابی ابراہیم کنیت کاظم لقب ہے ۷ ماہ صفر روز یک شنبہ ۱۲۷ھ میں آپ پیدا ہوئے آپ کی والدہ حمیدہ بربریہ ام الولد تھیں۔ جو آپ کے دادا نے خرید کر کے حضرت جعفر صادق کی زوجیت میں دیا تھا۔ آپ یعنی حضرت موسیٰ کاظم بڑے رحم دل اور غم خوار تھے۔ ظاہر باطن میں کامل تھے آپ کی اولاد بہت تھی کل ۳۸ جن میں اٹھائیس بیٹے اور دس بیٹیاں تھیں اسماء معظم یہ ہیں۔ علی۔ حمزہ۔ یحییٰ۔ عبداللہ۔ زید۔ طاہر۔ ابوطالب۔ عبداللہ کاظم۔ مہدی۔ ذکریا۔ خضر۔ عاقل۔ نوح۔ ابراہیم۔ عریان۔ محمدؐ ہارون۔ یونس۔ محسن۔ موسیٰ۔ اصغر۔ جعفر۔ ناصر۔ ہادی۔ حسین۔ اقطش۔ عیسیٰ۔ قاسم۔ طیب۔ اسمعیل۔ یہ لڑکے تھے۔ اور دختران ام فاطمہ۔ زاہدہ۔ عائشہ۔ نصیبہ۔ رقیہ۔ حلبیہ۔ ملکی۔ عاملہ۔ ہامنہ۔ عامرہ۔ دس تھیں آپ کی پیدائش ابوا جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے ہوئی تھی خلیفہ ہارون رشید نے آپ کو بغداد میں نظر بند کر رکھا تھا پھر ہارون رشید ہی آپ کا قاتل ہوا جبکہ آپ کی عمر ۵۵ برس تھی بروز جمعہ ۶ ماہ رجب ۱۸۳ھ بغداد میں آپ شہید ہوئے اور بغداد میں مقبرہ قریش جس کو کاظمین کہتے ہیں میں دفن کئے گئے۔

سید اسمعیل

سید علی ضیاء الدین

سید محمدؐ

سید تاج الدین

سید داؤد

سید بہاؤالدین

سید غیاث الدین

سید امجد

سید نور محمدؐ

سید فتح اللہ

سید عبداللہ

سید علاؤالدین علی احمدؒ صابر چشتی پیران کلیری

آپ کی والدہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر پاکپتن چشتی کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ اپنے ماموں بابا فرید ہی کے بیعت ہوئے۔ اور یہ فیض انہی سے ہے۔ آپ سے سلسلہ چشتی صابری شروع ہے۔ کلیر میں آپ کا قیام ہوا۔

حضرت امام علی موسی رضاؒ
رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا علی اسم اور ابوالعلی کنیت رضا لقب ہے۔ ۱۱ ربیع الآخر ۱۵۳ھ مدینہ منورہ میں آپ پیدا ہوئے آپ کی والدہ کا نام نجمہ تھا جو کنیز تھیں حضرت کاظم کی والدہ نے حضرت رسول اللہ ؐ کو خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نجمہ کو موسیٰ کاظمؒ کی زوجیت میں دے دو اس سے بہترین خلائق پیدا ہوں گے چنانچہ با ارشاد رسول اللہؐ نجمہ کو موسیٰ کاظمؒ کی زوجیت میں دیا گیا جن سے ایک ہی بیٹا ہوا آپ بڑے کامل تھے آپ کا بھی ایک ہی بیٹا محمد تقیؒ تھے۔ ابوالفضل مامون رشید نے آپ کو زہر دلوایا آپ کی عمر اس وقت پچاس برس تھی۔ ۲۱ رمضان بروز جمعہ ۲۰۳ھ میں آپ کی شہادت ہوئی آپ کے روضہ کے متعلق اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ طوس میں ہے اور بعض کا خیال ہے کہ مشہد میں جس قبہ میں ہارون رشید کی قبر ہے اسی میں آپ کی قبر ہے۔

حضرت امام محمدؐ تقیؒ
رحمتہ اللہ علیہ

محمدؐ اسم ابوجعفر کنیت تقی لقب تھا آپ کی والدہ کا نام خیزران ہے۔ آپ کی پیدائش میں اختلاف ہے ۱۸ رمضان یا ۱۰ ماہ رجب بروز جمع ۱۹۵ھ آپ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے آپ علم وادب میں یکتائے زمانہ تھے ابوالفضل مامون رشید نے آپ سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا آپ کے دو بیٹے علی نقی اور موسیٰ تھے آپ کی بیوی نے اپنے باپ کے پاس شکایت کی اس پر ابوالفضل مامون نے تنبیہ کی اور پھر تھوڑے عرصہ بعد آپ کو قتل کرا دیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۵ برس تھی۔ ذیقعد ۲۳۰ھ آپ کی شہادت ہوئی بغداد میں کاظمین میں حضرت موسیٰ رضاؒ کے قبہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ کا نام علی کنیت ابوالحسن اور نقی لقب ہے آپ کی والدہ مامون رشید خلیفہ بغداد کی بیٹی سلمہ اور سمانہ نام تھا مدینہ منورہ میں ذالحجہ ۲۱۴ھ آپ پیدا ہوئے آپ آئمہ اہلِ بیت سے ہیں۔آپ بڑے بزرگ کامل تھے۔آپ کی اولاد پانچ بیٹے تھے۔

محمد حسن عسکری۔ حسین۔ جعفر۔ زین۔ علی اکبر۔آپ کے بعد حسن عسکری گدی نشین ہوے۔جب آپ کی عمر چالیس سال تھی ۲۵۴ھ بغداد میں ابوسعید نے آپ کو شہید کیا سر من یا سامرہ جو بغداد کے قریب ہے اس میں آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ کا اسم مبارک محمدؒ حسن اور عسکری لقب ابوالقاسم کنیت ہے۔آپ کی والدہ کا نام سوسن تھا۔آپ مدینہ منورہ میں ماہ ربیع الثانی ۲۳۳ھ میں پیدا ہوئے آپ کو والد سے تعلیم تھی۔ اور ان کے بعد مسند پر بیٹھے آپ نے اپنا جائے نماز ایک شخص کو دیا اور وصیت کی کہ ایک شخص حسنی سید شیخ عبدالقادر نام ہمارے بعد بغداد میں ہوگا تم اپنی اولاد میں وصیت کرنا کہ ان میں سے جو شخص اس وقت موجود ہو یہ ہمارا جائے نماز ان کو پہنچا دے آپ کی اولاد دو بیٹے تھے مہدی۔ محمدؒ۔بعض کا قول ہے کہ صرف مہدی تھے جس وقت آپ کی عمر ۲۸ برس تھی متوکل خلیفہ بغداد نے ماہ ربیع الاول ۲۶۱ھ میں آپ کو شہید کیا سامرہ قرب بغداد میں اپنے والد کے پہلو میں مدفون ہوئے بعض کا خیال ہے کہ بصرہ میں قبر ہے۔

اسماء معظم محبوبان الٰہی

(۱) خواجہ عالمیان محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ

(۳) خواجہ عبداللہ انصاری رحمتہ اللہ علیہ

(۴) خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ

(۵) خواجہ ابواسحاق احمد نہاوندی رحمتہ اللہ علیہ

(۶) خواجہ محمد اکبر رحمتہ اللہ علیہ

(۷) خواجہ سلطان نظام الدین چشتی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

آئمہ اربعہ امامین شریعت فقہ وحدیث

حضرت نعمان ابوحنیفہ کوفیؒ امام اول

نعمان اسم ابوحنیفہ کنیت امام اعظم لقب ہے آپ کے باپ کا نام ثابت ہے آپ کا نسب نامہ ساسانی خاندان بادشاہ نوشیرواں عادل سے اسطرح ملتا ہے کہ نعمان بن ثابت بن طاؤس بن ہرمز بن نوشیرواں بادشاہ عجم آپ کے دادا بزرگوار بتلاش اسلام عرب میں آئے اور کوفہ آکر مسلمان ہوئے اسی جگہ قیام کیا اور کوفہ میں طاؤس کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام ثابت رکھا جب خلافت حضرت علیؓ کا زمانہ تھا حضرت کے والد بزرگوار حضرت علیؓ کے شاگرد ہوئے اور ان سے تعلیم ہوئی۔ ۱۷ شعبان ۸۰ھ بوقت صبح صادق کوفہ میں آپ پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ خدیجۃ الصغرا حضرت امام محمد باقرؒ کی صاحبزادی تھیں۔ جب آپ کی عمر سترہ سال ہوئی تو آپ نے تعلیم شروع کی اور پہلے امام شعبیؒ پھر امام حمادؒ کی شاگردی کی اور حضرت امام جعفر صادقؒ سے بقایا علم ظاہری وباطنی کی تکمیل کی آپ بڑے شب بیدار تھے اور مجاہدہ وعبادت بہت کرتے تھے آپ نے علم فقہ امام حمادؒ وحسان بن ثابتؒ وامام جعفر صادقؒ سے حاصل کیا۔ علوم ظاہری میں یکتائے زمانہ ہوئے کہ چراغ شریعت وملت شمع دین متین امام اعظم ابوحنیفہؒ کوفی کے نام سے مشہور ہوئے۔ انس بن مالکؓ کے منہ میں حضرت محمد ﷺ نے اپنا لعاب دہن امانت حضرت ابوحنیفہؒ کے لیے رکھا اور حضرت انس بن مالکؓ نے وہ امانت ابوحنیفہؒ کو پہنچائی۔ جس سے ان کا دل ودماغ روشن ہوا۔

امام ابوحنیفہؒ نے حضرت انس بن مالکؓ جابر بن عبداللہؓ اور بہت سے صحابہ اکرام کی زیارت کی اسی وجہ سے آپ صحابہ تابعین سے ہیں۔ اور جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور روضہ رسول اللہؐ پر پہنچے تو آپ نے کہا اسلام علیکم یا امام الانبیاء، روضہ مبارک سے جواب ملا وعلیکم السلام یا امام المسلمین آپ کو خواب میں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ہماری سنت ظاہر کرو۔ عُزلت نہ کرو خواجہ محمدؒ پارسا جو بہاؤالدین نقشبندیؒ کے خلیفہ ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰؑ آسمانوں سے پھر زمین پر نازل ہوں گے۔ قرب قیامت ہوگا تو اس وقت حضرت عیسیٰؑ بھی شریعت میں امام ابوحنیفہؒ کی پیروی کریں گے۔

آپ حضرت امام جعفر صادق ؒ اور حضرت فضیل بن عیاض ؒ اور ابراہیم بن ادہم ؒ و بشر حافی داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہم کی صحبت میں اکثر رہتے اور ریاضت مجاہدہ وخلوت مشاہدہ بہت کرتے تھے۔ آپ نے عہدہ قضاء سے انکار کیا منصور خلیفہ بغداد نے ابراہم بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ کی بغاوت میں آپ پر شراکت کا الزام لگایا ۱۳۶ھ میں آپ کو بغداد میں قید کیا۔ امام شافعیؒ۔ امام محمدؒ۔ امام یوسفؒ۔ امام مالک ؒ سب آپ کے شاگرد ہیں۔ اور بہت فیض علوم شریعت لوگوں کو ہوا اور بہت سے علمائے دین آپ سے ہوئے۔

آپ امام شریعت اول ہیں۔ آپ کی اولاد عرب میں اور ہندوستان میں بھی کثرت سے ہے جن میں اکثر ولی وابدال ہوئے ہیں۔ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی خلیفہ اول حضرت بابا فرید گنج شکر پاک پتنیؒ انہیں کی اولاد سے ہیں جن کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ خواجہ جمال الدین بن خواجہ حمیدالدین عرف شیخ محمد بن سلطان مظفر کوفی بن خواجہ ابراہیم بن خواجہ ابوبکر بن خواجہ عبداللہ بن خواجہ عبدالرشید بن خواجہ عبدالصمد بن خواجہ عبدالسلام بن امام معظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور خواجہ جمال الدین کے بیٹے شیخ کمال الدین ابدال تھے اور خواجہ جمال الدین کی اولاد بہت ہوئی ہانسی کے علاوہ پانی پت گنگوہ سرہند میں قیام پذیر رہے۔ حضرت بوعلی قلندر اسم شرف الدین قدس اللہ سرہٗ امام اعظم ؒ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ اور بہت ولی اللہ و بزرگان دین آپ کی اولاد سے ہندوستان میں ہوئے ہیں۔ روایت ہے کہ آپ کو منصور خلیفہ بغداد نے زہر دلوایا۔ ۱۹ شوال بروز جمعہ بوقت تہجد ۱۵۰ھ آپ کا وصال ہوا اس وقت آپ کی عمر ۷۰ سال تھی بغداد میں آپ کی قبر ہے ایک خفیف سی روایت ہے کہ آپ کا انتقال کہنہ کوفہ میں ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت مالک بن انس رحمتہ اللہ علیہ امام دوم

کنیت آپ کی ابوعبداللہ ہے آپ کا نسب نامہ شاہان عجم نوشیرواں عادل سے ملتا ہے ۹۳ھ آپ کوفہ میں پیدا ہوئے آپ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں اور حضرت امام جعفر صادقؒ سے بھی علم ظاہرو باطنی میں فیض حاصل کیا اور آپ نے فقہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی متابعت کی اور کتاب موطا آپ کی تصنیف ہے آپ حدیث و فقہ یعنی علوم دینی کے دوسرے درجہ پر امام ہیں۔ روایت حدیث کے وقت آپ ہمیشہ باوضو ہوتے تھے اور پاکیزہ کپڑے پہن کر خوشبو لگاتے اور کرسی پر بیٹھ کر درس حدیث فرماتے اور مدینہ منورہ میں حدیث کی تدوین پہلے آپ نے ہی شروع کی اور آپ کے پیرو مالکی کہلاتے ہیں۔ ۷ شعبان ۱۷۹ھ کو آپ کا انتقال ہوا آپ کی عمر چھیاسی برس ہوئی۔

حضرت شافعی رحمتہ اللہ علیہ امام سوم

آپ کا محمدؒ اسم بن ادریس ابوعبداللہ کنیت امام شافعی لقب ہے آپ ہاشمی خاندان سے ہیں شجرہ نسب حضرت ہاشم بن عبدالمناف سے ملتا ہے۔ ۱۳۴ھ قصبہ عسقلان میں آپ پیدا ہوئے آپ کی والدہ کا نام ام الحسن بنت حمزہ بن قاسم بن یزید بن حسن بن حضرت علیؓ ہے یعنی حسنی خاندان سادات سے تھیں۔ آپ بڑے ذہین تھے سات سال کی عمر میں آپ نے قرآن حفظ کیا اور امام ابوحنیفہؒ کی شاگردی کی اور امام مالکؒ سے بھی شاگردی کر کے علم فقہ اور بقایا علم کی تکمیل کی اور محمدؒ بن حسین شیبانی جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد تھے علم حدیث کی ان سے تکمیل کی آئمہ مجتہدین سے آپ تیسرے درجہ پر امام ہیں اور آپ کے پیرو شافعی کہلاتے ہیں۔ ۲۶ ماہ رجب بروز جمعہ ۲۰۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور آپ کی عمر ۷۰ برس ہوئی اور شہر قراقہ یعنی قاہرہ میں آپ کی قبر ہے۔

حضرت احمد بن حنبلؒ امام چہارم

آپ کا نام احمدؒ بن محمدؒ بن حنبل اسم ہے اور ابوعبداللہ کنیت ہے ۱۶۴ھ آپ بغداد میں پیدا ہوئے نسلاً آپ جد اعلیٰ رسول اللہ ﷺ کے جدِ امجد معد بن عدنان کی بیسویں پشت میں ہیں آپ امام ابویوسفؒ کے شاگرد ہیں جو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد تھے آپ کا شمار اولیاء اللہ میں ہے فقہ میں آپ چوتھے درجہ پر امام ہیں۔

حدیث میں آپ سب کے پیشوا ہیں آپ نے بارہ سال مدینہ منورہ میں قیام رکھا دس لاکھ حدیث یاد کی اور ہمیشہ مدینہ منورہ میں پابرہنہ رہے۔ پاس ادب روضہ رسول اللہ ﷺ سے جوتا تا قیام مدینہ منورہ نہیں پہنا۔ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ کے پیرو حنبلی کہلاتے ہیں۔ آپ بڑے زاہد تھے۔ ۱۶ ربیع الاول یا یکم شوال بروز جمعہ ۲۴۱ھ جبکہ آپ کی عمر ۷۷ سال تھی بغداد میں آپ فوت ہوئے اور بغداد میں آپ کی قبر ہے روایت ہے کہ آپ کے جنازہ پر پرندوں نے سایہ کیا ہوا تھا اور نماز جنازہ کے لیے آٹھ لاکھ عورت و مرد جمع تھے۔ اس واقعات کو دیکھ کر بیس ہزار قوم یہودی اور عیسائی جنازہ پر ایمان لائے۔

انما العلم عندالله تمت باالخیر۔

اعتقاد مصنف

بندۂ پروردگارم امت احمدؐ نبی
دوست دارم چار یار و تابعِ اولادِ علی
مذہبِ حنفیہ دارم ملتِ احمدؐ خلیل
خاک پائے غوث اعظم زیرِ سایہ ہر ولی

حقیر پر تقصیر خادم خاندان چشت اہل بہشت
بندہ دین محمدؐ خلف شیخ شیر محمدؐ خلف حافظ محمدؐ بخش
ساکن دوسوہہ ضلع ہوشیار پور
نے
بروز جمعہ مبارک بتاریخ ۲۳ شوال ۱۳۵۷ھ
بمطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۳۸ء بمطابق ۴ پوہ ۱۹۹۵ ابکرمی
دوسوہہ میں ختم کی۔

نعت شریف صلی اللہ علیہ وسلم

عَرَجَ النَّبیُّ علےٰ السَّمَآء

بَلَغَ العُلےٰ بِکَمَالِہٖ

مَثَلُ الحَبِیبِ اِذَا اَتیٰ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

عَیِیَ اللِسَانُ مِنَ الثَّنَاء

حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوا عَلَیہِ اِلٰھُنَا

صَلُّوا عَلَیہِ وَاٰلِہٖ

مشتاق دیدارِ خدا

بَلَغَ العُلےٰ بِکَمَالِہٖ

وَاللَّیل مُورُخُ وَالضُحیٰ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

محبوبِ درگہِ کبریا

حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ

نامش محمد مصطفیٰؐ

صَلُّوا عَلَیہِ وَاٰلِہٖ

دی روز در بُستان سرا

سب طوطیانِ شیریں زباں

کہتی تھیں نعتِ مصطفیٰؐ
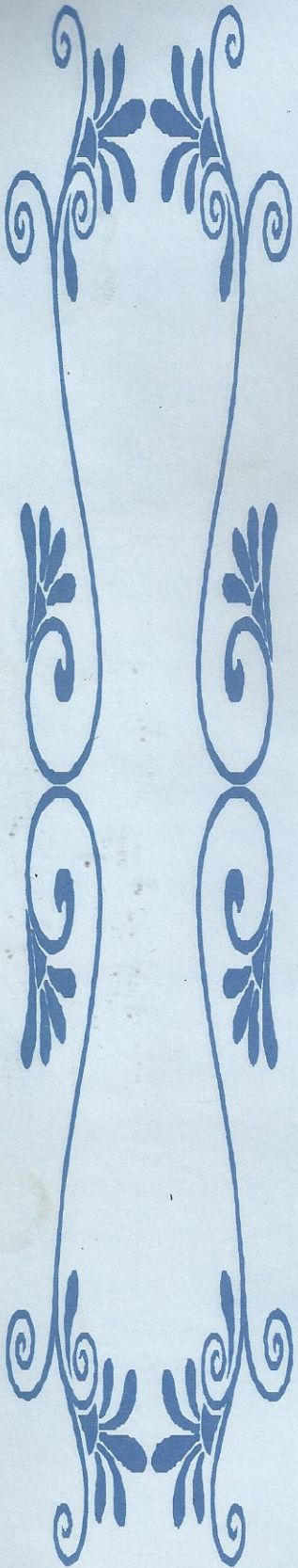
بَلَغَ العُلٰی بِکَمَالِہٖ
بلبلیں سب سو بسو
لیتی تھیں ہر اک گل سے بُو
کہتی تھیں باھم گفتگو
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
قُمری بھی اپنے ذوق میں
ڈالی تھی گردن طوق میں
کہتی تھیں اپنے شوق میں
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
چڑیوں کے سن کے چہچہے
آدم بھلا کیوں چُپ رہے
لازم ہے اس کو یوں کہے
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَجْھِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ
بعد از خُدا بزرگ تُوئی قصہ مختصر

جملہ حقوق بحق پروفیسر ڈاکٹر محمد منیر الحق محفوظ ہیں

ملنے کا پتہ
پروفیسر ڈاکٹر محمد منیر الحق ''بیت الحمد'' ۱۰۲ مین روڈ سمن آباد لاہور

آن مرد جنتیست کہ در دینِ محمد ﷺ است

وہ مرد جنتی ہے جو دین محمد ﷺ کا پیروکار ہے

تحقیقات